

چشمہ عظمیٰ

جلد اول و جلد دوم (مکمل)

وفات رسولؐ سے لے کر رہائی اہلبیتؑ
تک ۶۵ مرثیوں کا مجموعہ

شاعر آل محمد حضرت نسیم امروہوی مدظلہ

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی



Tel : 412 4286 - 491 7823 Fax : 431 2882

Email : anisco@cyber.net.pk

چشمہ عظمیٰ

جلد اول و جلد دوم (مکمل)

وفات رسولؐ سے لے کر رہائی اہلبیتؑ
تک ۶۵ مرثیوں کا مجموعہ

شاعر آل محمد حضرت نسیم امروہوی مدظلہ

محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی



Tel : 412 4286 - 491 7823 Fax : 431 2882

Email : anisco@cyber.net.pk

اسم تاریخی ۱۳۸۸ھ

چشمہ غم

شہدائے کربلا و دیگر آئمہ علیہم السلام
کے تاریخ وار ۶۸ مرثیہ کا مجموعہ

شاعر آل محمدؐ

حضرت مولانا نسیم امروہوی

ناشر

مارٹن روڈ
کراچی

محفوظ ایک انجینی

محفوظ

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

MBA

اس کتاب کے جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب ”چشمہ غم“ کا پی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء، گورنمنٹ آف پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے لہذا اس کتاب کے کسی حصے کی طباعت و اشاعت، انداز تحریر، ترتیب و طریقے، جز یا کل کسی ساز میں نقل کر کے بلا تحریری اجازت طابع و ناشر غیر قانونی ہوگی۔

تاریخ اشاعت بار اول	۱۳۸۸ ہجری
تاریخ اشاعت بار سوم	۱۳۹۸ ہجری
تاریخ اشاعت بار چہارم	یکم محرم الحرام ۱۴۰۳ ہجری
تاریخ اشاعت بار یازدہم	یکم صفر ۱۴۲۸ ہجری
مصنف	حضرت مولانا نسیم امروہوی
کتبہ	تاشیر نقوی و جعفر زیدی
مطبوعہ	ذکی سنز پرنٹرز
سرورق	رضا عباس
تعداد اشاعت	(۵۰۰) پانچ سو
ناشر	محفوظ بک اینجینی کراچی



مارٹن روڈ
کراچی



محفوظ بک اینجینی

محفوظ

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

MBA

پیش لفظ

شاعر آل محمد جناب نسیم امروہوی نے اب سے ۴۰ سال پہلے (۱۳۸۸ھ میں) حضرت علامہ رشید ترابی مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ کی فرمائش سے سوز خوانی کے مرثیوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا اور اشاعت کے وقت اس کا نام ”چشمہ غم“ بھی مرحوم ہی نے تجویز فرمایا تھا۔ نصب العین یہ تھا کہ ۹ رذی الحجہ سے ۸ ربیع الاول تک ذکر شہادت کے سلسلے میں جو مجلسیں عموماً منعقد ہوتی ہیں ان میں پڑھنے کے لیے سوز خوان کو مطابق حال مرثیے کی جستجو نہ کرنا پڑے اور سب کچھ اسی مجموعے میں مل جائے۔ یہ مجموعہ (چشمہ غم) دو ہزار کی تعداد میں ”انجمن سوز خوانان کراچی“ کی جانب سے شائع ہوا تھا۔ یہ دو ہزار کا پیاں ایک ہی سال کے دوران ختم ہو گئیں۔ مگر فرمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ اُس وقت مزید دو ہزار نئے پاکستان ریڈرس گلڈ کے اہتمام سے شائع ہوئے۔ کم و بیش ڈیڑھ سال کی مدت میں یہ ایڈیشن بھی ختم ہو گیا اور صرف دو تین نئے ریکارڈ میں باقی رہ گئے۔ بنابرین ایک مدت تک فرمائشوں کی تعمیل کسی گوشہ سے نہ ہو سکی۔

۱۳۹۸ھ میں راقم الحروف نے تیسرا ایڈیشن مصنف کی اجازت سے ایک ہزار کی تعداد میں چھاپا۔ اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کتاب کے اب تک ۱۰ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اب گیارہواں ایڈیشن حاضر خدمت ہے۔

”چشمہ غم“ کے پہلے ایڈیشن میں تیس مرثیے تھے جس کے بالمقابل زیر نظر ایڈیشن میں اڑسٹھ مرثیے ہیں۔ جن میں شہدائے کربلا کے علاوہ چند دیگر ائمہ کرام کے مرثیے بھی شامل ہیں۔ سوز وغیرہ بھی سابق ایڈیشنوں سے بیش ہیں۔ یہ اضافہ سابقہ ایڈیشن ہی میں حصہ دوم کے عنوان سے اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

مصطفیٰ نے اس مجموعے کی جامعیت بڑھانے کے لیے چند ایسے حالات کے مرثیے جو اُن کے بسترے میں نہیں تھے اور اگر تھے تو انھیں ابھی شائع نہیں کرنا چاہتے تھے، اپنے دادا (فرزدقی ہند حضرت شمیم مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ) اور اپنے والد (حضرت برہیں مرحوم اعلیٰ اللہ مقامہ) کی تصانیف سے اقتباس کر کے شامل مجموعہ کر دیے ہیں۔

امید ہے کہ یہ ایڈیشن سوز خوان صاحبان کو مکمل بسترے کا کام دے گا اور اس کے بعد انھیں کوئی دوسرا مجموعہ تلاش کرنا نہیں پڑے گا۔

التماس

ہم پیشہ حضرات سے خصوصاً نیز دیگر اربابِ ملت سے التماس ہے کہ نقل و اقتباس وغیرہ سے گریز فرمائیں ورنہ کاپی رائٹ ایکٹ کی رو سے جو عواقب ناگزیر ہیں ان کی ذمہ داری ناشر پر نہ ہوگی۔

ناچیز سید عنایت حسین رضوی
محفوظ بک اینجنسی، مارٹن روڈ، کراچی۔

فہرست مرآتی جلد اول

نمبر شمار	مطلع	حال	صفحہ
۱	وطن سے چھٹ کے کوئی خستہ جاں شہید نہ ہو وفا کا چمن حسین (بطور سوز)	شہادت حضرت مسلم	۷
۲	شہ نے جب چاند محرم کا سفر میں دیکھا نور و ثار (بطور سوز)	رویت ہلال اور امام حسین کی دعا	۱۲
۳	اے اہل عز! پھر الم و غم کے دن آئے	استقبال ماہِ عزاء اور خدامِ روضہ کی روایت	۱۳
۴	امام پاک کو جب اشتیاق نے گھیر لیا	شبِ عاشور	۱۶
۵	مسلم کے لال جب کہ شہید جفا ہوئے	رخصت عون و محمد	۲۲
۶	جب زخم کھا کے بنت علی کے پسر گرے	شہادت عون و محمد	۳۱
۷	جب رن میں سب حسین کے یاد ہوئے شہید	رخصت حضرت قائم	۳۶
۸	پہنچا حورن میں شہرِ ذی جاہ کا پسر	شہادت حضرت قائم	۴۲
۹	حیدر سا بہادر کوئی ہو گا نہ ہوا ہے وفا پسند (بطور سوز)	رخصت حضرت عباس	۵۱
۱۰	مشک بھر کر سوئے خیمہ جو علمدار چلے شہر کا ماہِ رُو (بطور سوز)	شہادت حضرت عباس	۵۵
۱۱	عباس نے سب شامیوں پر فتح جو پائی	شہادت حضرت عباس	۵۶
۱۲	نبی کے لال سے آرام جاں بچھڑتا ہے نام باقی ہے (بطور سوز)	رخصت حضرت علی اکبر	۶۱
۱۳	جب دلیر زہرا کی شہادت کا دن آیا مظلوم کا شکوہ (بطور سوز)	شہادت حضرت علی اکبر	۶۲
۱۴	رن میں جب شاہ کے الدار نے برچھی کھائی	شہادت حضرت علی اکبر	۶۵

۷۹	شہادت جناب علی اصغرؑ	۱۵	جب فاطمہؑ کے سب گل ترخوں میں بھر گئے
۸۴	شہادت جناب علی اصغرؑ	۱۶	جب خیمے سے منقل میں امام زین العابدینؑ آئے
۸۷			فیض ولا، سندِ جنت (بطور سوز)
۸۸	رخصت امام حسینؑ	۱۷	جب شہ سے سب عزیز و برادر بچھڑ گئے
۹۱			میں ہوں حسینؑ (بطور سوز)
۹۴	رخصت امام حسینؑ	۱۸	حرم سے بادشہ کربلا کی رخصت ہے
۹۶	رخصت کے وقت امام حسینؑ سے مادر	۱۹	حرم سے ہو کے جو رخصت چلے شہِ ذی جاہ
	قاسمؑ کی گفتگو اور جبریلؑ کا رکاب تھامنا		
۹۹	قاصدِ فاطمہ صغراؑ	۲۰	بچے کو جب حسینؑ لحد میں سلا چکے
۱۰۲			ہشیار غافلہ (بطور سوز)
۱۰۳	شہادت امام حسینؑ	۲۱	خدا کے عرش کا تاراز میں پہ گرتا ہے
۱۰۶	لاشہ حضرت عباسؑ سے المم کی گفتگو۔	۲۲	جب ضرب ذوالفقار سے پسپا ہوئی سپاہ
	شہادت		
۱۰۹	(بطور سوز)		بہتر (۷۲) پلائیں گے۔ چودہ (۱۴) ساقی
۱۱۰	شہادت امام حسینؑ۔ خنجر چلتے چلتے رک	۲۳	قریب شاہ جو زہ کے شری آئے
	جانے کی روایت		
۱۱۲	الوداع	۲۴	ہاں دوستو کی ہونہاب شور و شین میں
۱۱۶	پامالی لاشہ مظلوم کربلاؑ	۲۵	جب افتخارِ رسولؐ زماں شہید ہوا
۱۱۹	سرِ امامؑ نیزے پر نصب کیے جانے کی	۲۶	بلا کے بن میں جوڑ ہرا کا گھر تباہ ہوا
	روایت		
۱۲۱			ذبحِ عظیم (بطور سوز)
۱۲۲	شامِ غریباں، جنابِ سیکندہ کے	۲۷	جب گل چراغِ عسرتِ خیر الورا ہوا
	کھو جانے کی روایت		
۱۲۵	شامِ غریباں، روایتِ طلائینہ	۲۸	نمودِ شامِ غریباں، نجومِ آفت ہے
۱۲۷			محشر میں سیدہ عالم کا ورود (بطور سوز)

۲۹	عالم سے صبر سید ابرار بڑھ گیا	۱۲۸	راہِ شام میں نائقے سے جناب سیکندہ کے گرجانے کی روایت
۳۰	دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیٰ آئی	۱۳۲	فرقِ امامِ مظلوم کی سرِ حضرت مسلم سے گفتگو
۳۱	لکھا ہے جب سرِ دربارِ اہلبیت آئے	۱۳۵	دربارِ یزید
	مسندِ نشین بزمِ طہارت (بطور سوز)	۱۳۸	
۳۲	جب بنی فاطمہ زندانِ بلا میں آئے	۱۳۹	روایتِ ہند
	عقیدہ معصومہ و معصوم (بطور سوز)	۱۴۲	
۳۳	جب دخترِ شہ بانو سے ناچار سے بچھڑی	۱۴۵	وفاتِ جناب سیکندہ
۳۴	حسین بیکس دے پرکا آج چہلم ہے	۱۴۸	یزید کا خواب اور اہلبیت کی رہائی
	کر بلائے معقلی (بطور سوز)	۱۵۱	
۳۵	حرمِ جوہر سیکندہ پہ ننگے سر آئے	۱۵۲	دفنِ شہدا
۳۶	وطن میں جب حرمِ شاہِ نامدار آئے	۱۵۵	واپسی قافلہ کربلا
	نبی حیات کا بانی (بطور سوز)	۱۵۸	
۳۷	شبیر بکا کرتے ہیں شہر کا سفر ہے	۱۵۹	شہادتِ امام حسن
	دوسرے امام (بطور سوز)	۱۶۳	
۳۸	جب عابد بیکس کو پیامِ اجل آیا	۱۶۴	شہادتِ امام زین العابدین
	امام زین العابدین (بطور سوز)	۱۶۸	
۳۹	اے ایشیو روؤ کہ یہ فصلِ عزائے	۱۶۹	وفاتِ جناب رسالتِ آپ
۴۰	بابا کو روتے روتے جوڑ ہر آگزر گئی	۱۷۴	وفاتِ جناب سیدہ عالم
۴۱	اے دوستو حیدر کی شہادت کا بیاں ہے	۱۷۸	شہادتِ علی ابن ابی طالب علیہم السلام
۴۲	مختار جب کہ قیدِ ستم سے رہا ہوئے	۱۸۳	جناب مختار
۴۳	مختار نے جو شہر پہ خنجر رواں کیا	۱۸۷	اہلبیت کے سوگ بڑھانے کا حال

فہرست سلام

صفحہ	مطلع	شمار
۱۹۱	حسین ابن علی کو حق نے بخشے دو سدا را یے	۱
۱۹۱	کر بلا! تجھ پر کرے جدہ نہ کیونکر آفتاب	۲
۱۹۲	مثل سرمہ چشم مردم میں سامنا چاہیے	۳
۱۹۳	شاہ کہتے تھے کہ امت کے لیے سردوں کا	۴
۱۹۴	دل میں جس مسلم کے حب ساقی کوثر نہیں	۵
۱۹۵	سب نبی کے خال و خط ہیں دلبر شیر میں	۶
۱۹۶	سلام اس پر کہ نام جس کا نشان غفلت مٹا رہا ہے	۷
۱۹۷	اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا حجاب فاطمہ	۸
۱۹۸	شکست دل نوید کامرانی ہوتی جاتی ہے	۹
۲۰۰	شے نے کہا نہ اشک بہانا مری بہن	۱۰

فہرست مراثی حصہ دوم

صفحہ	حال	مطلع	نمبر شمار
۲۰۲	اسم زینب کے اثرات اور دھوپ میں امام حسین کا حضرت زینب پر سایہ روا کرنے کی روایت جب کہ وہ خواب میں تھیں۔	جہاں میں حضرت زینب کا جب ظہور ہوا	۱
۲۰۶	امام حسین سے جناب حر کی رخصت	خُر نے مولا سے طلب کی جو رضائے میڈاں	۲
۲۰۹	جناب حر کی شادت	بخدا دل سے فدائے شہرہ براتھا حر	۳
۲۱۲	شہادت عون و محمد	علی کی جانی کے دلبر شہید ہوتے ہیں	۴

۲۱۶	خیمہ گاہ میں علم حضرت عباس کے گرد بیسیوں کے بین	۵	جب نہر پر حضرت کے برادر نے قضا کی
۲۲۰	شہادت جناب عباس	۶	دریا پہ جب حسین برادر کے پاس آئے
۲۲۲	حضرت عباس کی شہادت اور زائر کی روایت	۷	عباس مشک لے کے چلے جب سوئے حرم
۲۲۶	حدیث من بکلی علی الحسین کی تشریح	۸	جن کی نظروں سے حقیقت ہے عزا کی مستور
۲۲۷			انامن الحسین (بطور سوز)
۲۲۸	امام حسین کی رخصت	۹	جب اہل بیت پیمبر کا گھر تباہ ہوا
۲۳۱			غم کی عظمت (بطور سوز)
۲۳۲	استغاثہ مظلوم کر بلا	۱۰	اوپے نچے سے اک مقام پہ اسد قیام ہے
۲۳۵			جناب امام حسین (بطور سوز)
۲۳۶	سجدہ آخر میں امام مظلوم کی دعا اور پھر شہادت	۱۱	بزم ماتم میں سنبھل جائیں عزادار حسین
۲۳۹			ثانی خیر شکن (بطور سوز)
۲۴۰	شہادت کے وقت امام کی دعا اور تاریخی خیام کے موقع پر قدیمہ دہلی کی ایک عورت کی طرف سے اہل حرم کی حمایت۔	۱۲	رہوار سے اعدا نے جو سرد و گر لگرایا
۲۴۲			یزیدیت کے لیے ذوالفقار (بطور سوز)
۲۴۵	ملک الموت کی خدائے تعالیٰ سے گفتگو اور شہادت امام حسین	۱۳	حسین صبر پہ تیرے ہماری جان فدا
۲۴۸	ذوالجناح کا مقتل سے آنا اور درخیمہ پر بیسیوں کے بین	۱۴	مارے گئے جب سبط نبی دھت ستم میں
۲۵۱			منزلت جناب خُر (بطور سوز)
۲۵۲	شہادت امام و تاریخی خیام۔ جناب سکینے کے کرتے کا دامن جلنے کی روایت	۱۵	جب رن میں فحیاب ہوئے شاہ ذی وقار
۲۵۵			نیرنگی دنیا (بطور سوز)

۲۵۶	شہادت امام حسین اور خیار میں	۱۶	جب شہ کے سر پہ ضربت گزر گئی
۲۵۹	آتشزدگی		نیرنگ زمانہ (بطور سوز)
۲۶۰	زبیدہ بنت الحسین کی شہادت	۱۷	لکھا ہے کہ اک دختر سرور تھی زبیدہ
۲۶۱			مادر عیسیٰ و مادر حیدر کا تفاد (بطور سوز)
۲۶۲	شہادت جناب زینب	۱۸	پھر اہل بیت نبی پر وہی مصیبت ہے
۲۶۵			فضائل جناب زینب (بطور سوز)
۲۶۶	شہادت امام محمد باقر علیہ السلام	۱۹	بال بکھر ادیس غلامان رسول دو جہاں
۲۷۰	شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام	۲۰	قول صادق ہے سنیں دل سے غلامان حسین
۲۷۳			ایران میں امام رضا کا ورود (بطور سوز)
۲۷۴	شہادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۲۱	قتل کاظم کا دیا حکم جو عباسی نے
۲۷۸	شہادت امام غریب الغری علی بن موسیٰ رضا	۲۲	تھا وہی عالم غربت میں رضا کا عالم
۲۸۱			عظمت امام تقی (بطور سوز)
۲۸۲	شہادت امام محمد تقی علیہ السلام	۲۳	قید ہو کر جو چلے شہر مدینہ سے تقی

مرثیہ

شہادتِ حضرتِ مسلم علیہ السلام



وطن سے چھٹ کے کوئی ختمہ جانشین نہ ہو || کوئی مسافر بے خانماں شہید نہ ہو
کسی کے گھر یہ کوئی میہاں شہید نہ ہو || شہید ہو تو وہ تشنہ دہاں شہید نہ ہو

سفر میں موت کا آنا بڑی مصیبت ہے

جولاشِ دفن نہ ہو اور بھی قیامت ہے

ہوایہ ظلم زمانے میں دو غریبوں پر || وہ ایک سبکیں و مضطر ہے فاطمہ کا پسر
اور ایک مسلم بے پر غریب و خستہ جگر || کوئی نہ اُن کا معین تھا نہ آپ کا یاور

قلق یہ تھا کہ شہِ مشرقین بھی بچھڑے

پر اے دیس میں دو نورِ عین بھی بچھڑے

مقیم خانہ ہانی تھے مسلم پر غم || اُسے بھی قتل کیا ظالموں نے ہائے ستم
یہ انقلاب یہ رنگِ دُورنگی عالم || اماں کی فکر میں دردِ پھرے سفیرِ حرم

بڑھی جو پیاس بہت تھر تھر کے بیٹھ گئے

قریب شبِ درِ طوعہ پہ آ کے بیٹھ گئے

مکان سے نکلی جو طوعہ تو بولی گھبرا کر ۥ کہ آپ کون ہیں؛ بیٹھے ہیں کس لیے در پر
دبی زباں سے کہا، اک غریبوں خواہر ۥ پلا دے آب مجھے۔ بہر ساقی کوثر

یہ سن کے نذرِ امامِ انام لے آئی

محل میں جا کے وہ پانی کا جام لے آئی

وہ آب پی کے بھی اٹھ نہ حبیب اُس نے کہا ۥ کہ پانی پی چکے اب گھر کو جاؤ بہرِ خدا
اسیر کرنے کو مسلمؑ کے پھرتے ہیں اعدا ۥ عیاں فکر میں ہوں گے کہ رہ گئے کس جا

غضب ہے پھر جو غریبوں کے دل کو کل نہ پڑے

تلاش میں کوئی بی بی کہیں نکل نہ پڑے

یہ سن کے آہ بھری اور کہا بیدہؓ کثر ۥ نہ بیٹھے ترے در پر کہیں جو ہوتا گھر
کہاں عیاں جنہیں فکر ہو گئی اے خواہر ۥ یہاں بہن ہے نہ بھائی نہ زوجہ و دختر

نہ جانے وہ بھی یونہی غم میں ہیں کہ چین سے ہیں

حسینؑ ہم سے جدا، ہم جدا حسینؑ سے ہیں

یہ نام سن کے پکاری وہ عاشقِ زہرا ۥ حسینؑ آپ کے کیا ہیں؛ کہا مرے مولا
وہ بولی نام و نسب کچھ بتائیے میں فدا ۥ کہا کہ مردِ غریب لوطن کا نام ہی کیا

وطن وہی ہے جہاں اہل بیتؑ رہتے ہیں

مجھے حسینؑ کا ادنیٰ غلام کہتے ہیں

یہ سن کے اُس نے تڑپ کر کہا بشتِ غم ۱ یہ خاکسار بھی ہے اک کنیزِ شاہِ اُمم
چھپاؤ مجھ سے نہ اللہ حالِ دردِ وَاَلَم ۱ بتاؤ نام، تمہیں جانِ فاطمہؑ کی قسم

کہا، حرم سے جو چھوٹا وہ بے نصیبوں میں

وکیلِ سبطِ نبیؐ مسلمؑ غریب ہوں میں

یہ نام سنتے ہی قدموں پہ گری رو کر ۱ کہا، فدا ہو یہ لونڈی، عقیل کے دلبر
حضورِ ناسبِ شبیرؑ ہیں، نہ تھی یہ خبر ۱ کنیزِ گھر میں رہی۔ آپ یوں کھپے در در

بس اب نہ صدمہ غریب اٹھائیے مولا

غریب خانے کی عزت بڑھائیے مولا

یہ سن کے آپ اٹھے اور دعائیں دے کر کہا ۱ کریم اس کی جزا دے تجھے کنیزِ خدا
وہ گھر میں لائی جو ان کو بصدِ غلوں والا ۱ وہاں بھی چین سے قسمت نے بیٹھنے نہ دیا

کئی وہ رات جو شبیرؑ کے فدائی کی

سحر کو فوجِ ستمگار نے چڑھائی کی

وہ شور و ثر - سنا اٹھے مسلمؑ ناچار ۱ کہا رضا بقضا اور کھینچ لی تلوار
قریب در کے جو آیا وہ صفد و جرار ۱ قدم سے طومہ بکیں لپٹ گئی اک بار

کہا۔ ہزاروں سے تنہا نہ کارزار کرو

مجھے بتول سے واری نہ شرمسار کرو

وہ بولے صبر کر اے عاشقِ علیؓ و تبولؓ || میں تجھ سے شاد ہوں خوشنود میں خدا و رسولؐ
نہ اب کے گا کسی طرح یہ خزین و ملولؓ || حُسام کھینچ کے وکیں، نہیں یہ اپنا اصولؓ

یہ کہہ کے رن پہ چڑھے قتلِ عام کر کے پھرے
نجف کو مڑ کے علیؓ کو سلام کر کے پھرے

کسی طرح نہ دبا جب یہ ثانی عباسؓ || عدو نے مکر سے کھو اکنواں بکسرتِ یاسؓ
چھپا کے پھر خس و خاشاک میں بعدِ سوسؓ || دغا سے گھیر کے لائے جری کو چاہ کے پاسؓ

بڑھا قدم تو لٹے اہلِ بیتؑ ہائے غضب
کنویں میں گر گئے گھوٹے سمیتؑ ہائے غضب

ستا چکے جو مسافر کو بانیِ بیدادؓ || رسن میں بانہ کے لائے پیشِ ابنِ زیادؓ
غضب کی پیاس کتنا جاں بلب جو یہ ناشادؓ || کسی سے پانی کا طالب ہوا خجستہ نہادؓ

وہاں بھی ساتھ دیا دلکبابِ طوعہ نے
شتاب پیش کیا جامِ آبِ طوعہ نے

زمین پہ بیٹھ کے پھر ابنِ سعد سے یہ کہاؓ || وصیتیں مری سن لے کھڑی ہے سر پہ قضاؓ
لباس و تیغ و زرہ بیچ کر برائے خداؓ || جو کچھ ملے وہ مرے قرضِ خواہ کو دیناؓ

یہ خستہ حال کٹا کر گلا جو سو جائے
بڑا کرم ہو اگر لاشِ دفن ہو جائے

منگادے خامہ وقرطاس بہرِ ربِ اناں ۱۱ لکھے گا شاہ کو تسلیمِ آخری یہ غلام
وہ خط کے لکھنے کا سامان آگیا جو تمام ۱۱ لہو سے اپنے لکھا، اے بتوں کے گلِ فام

عجیب حال میں یہ بیکس و مسافر ہے

حروفِ خط سے زمانے کا رنگ ظاہر ہے

زیادہ لکھ نہیں سکتا یہ بیکس و مضطر ۱۱ نہ لائیں کوفے میں تشریفِ شاہِ جن و بشر
طلب کیا ہے دغا سے عدنے لے سرور ۱۱ تمام کرتا ہوں اب خط کہ کھنچ گیا خنجر

فقط یہ غم ہے کہ مولا کو پڑھ کے غم ہوگا

قلم کو رکھتا ہوں اب میں نہ سرِ قلم ہوگا

رواروی میں وصیت بھی لکھ دوں اک دم یہاں ۱۱ کہ میری زوجہ بیکس ہے خواہرِ عباسؑ
سفارش اُن سے کریں بادشاہِ قدشاس ۱۱ غریب بیوہ کو تسکین دے وہ نیک اساس

مرے یتیموں کو شفقت سے پال لیں عباسؑ

مرے لٹے ہوئے گھر کو سنبھال لیں عباسؑ

تمام کر چکے نامہ جو مسلمؑ ذی جہاں ۱۱ کہا یہ تب پسِ سعد سے بکرت و آہ
اے حسینؑ کی خدمت میں بھیج دے اللہ ۱۱ سروں کو پیٹ لیں اب عاشقانِ شیرِ الہ

گیا وہ بام پہ منظرِ مہرِ جھکائے ہوئے

بڑھا وہ ذبح کو جلا دتیخ اٹھائے ہوئے

جھکے وہ عشق کے سجدے میں مسلمؓ دیندار ۱۱ چلا وہ خلق کے بوسے کو خنجرِ خوشنوار
پڑی وہ کوفے میں تہیدِ کربلا اک بار ۱۲ بے بتول کے لوح سے وہ درودِ دیوار

تڑپ رہا ہے تنِ پاش پاش ہائے غضب
زمین پہ پھینک دی کوٹھے سے لاش ہائے غضب



وفا کا چمنِ حسینؑ

صبر و رضا کا باغ، وفا کا چمنِ حسینؑ ایسا دِ خلق، خاتمہٗ نجاتِ حسینؑ
محسنِ حسینؑ، صاحبِ خلقِ حسنِ حسینؑ جرات میں ثانیِ شہِ خیرِ شکنِ حسینؑ
شوکت میں بھی شکوہ میں بھی بے نظیر ہیں

مظلومیت نہ ہو تو جنابِ امیرؑ ہیں

روئے حسینؑ میں چاند کا جلوہ چمنِ گارنگ پھیکا ہے زلفِ پاک سے مشکِ خشنِ گارنگ
خیر النساءؑ کی بو، شہِ خیرِ شکن کا رنگ چہرے پہ اپنا رنگ، لبوں پر سنِ گارنگ

محبوبِ کبریا کے نواسے حسینؑ ہیں

پرہائے تین روز کے پیاسے حسینؑ ہیں

رُیتِ ہلال، امامِ حسینؑ کی دُعا اور خُبابِ نبیؐ کے گفتگو



شہ نے جب چاندِ محرم کا سفر میں دیکھا | محضرِ قتلِ رقم ایک سطر میں دیکھا
 بلِ جبینِ فلکِ ظلمِ سیر میں دیکھا | مَوْت کو لوٹ مچائے مئے گھر میں دیکھا
 سُرخِ خونِ شفقِ قلب کو برمانے لگی
 شامِ عاشور کی تصویرِ نظر آنے لگی

رخِش کو روک کے پڑھنے لگے رُیت کی دُعا | زندگی بھر سے نہ لائی تھی یہ حضرت کی دُعا
 وسعتِ رزق کا مفہوم نہ صحت کی دُعا | حق سے کی عرض میں کرتا ہوں شہادت کی دُعا
 صبر وہ بخش کہ تار و زجزا دھوم رہے
 حشر تک نام مرا سیدِ مظلوم رہے

کچھ مرے واسطے ایسا ہو مبارک یہ ماہ | صدقے اسلام پہنچاؤں، بے غرتِ مہابہ
 فدیہِ راہِ رضا دے لقب لے بارِ اللہ | خون میں تن غرق ہو خشکی میں سفینہ ہو تباہ
 قید ہوں اہلِ حرم، گھر کی صفائی ہو جائے
 سب ستم ہوں مگر امت کی بھلائی ہو جائے

قتل ہو جب مرا لشکر نہ جلال آئے مجھے || سب عزیزوں کے کٹیں سر نہ جلال آئے مجھے
خون میں لوٹے علی اکبر نہ جلال آئے مجھے || ترپے ہاتھوں پہ جو اصغر نہ جلال آئے مجھے

پھول مر چھائے مرا، شکر بجا لاؤں میں
آپ ننھی سی لحد کھود کے دغاؤں میں

نیکے ارماں جو زباں پیاس سے باہر نکلے || سامنے آنکھوں کے جانِ علی اکبر نکلے
پر گلہ منہ سے نہ لے خالقِ اکبر نکلے || تھام لوں دل جو بہن گھر سے ترپ کر نکلے

جوستائیں۔ نہ ڈراؤں نہ سزا دوں اُن کو
داغ پر داغ وہ دیں اور میں دُعا دوں اُن کو

رو کے چلائی بہن درد و بلا مانگتے ہو || ہائے مرجاؤں گی کیوں اپنی قضا مانگتے ہو
دیکھ کر چاند یہ اللہ سے کیا مانگتے ہو || کیوں نہیں بیاہ گی اکبر کے دعا مانگتے ہو

پوری ہوتے ہوئے بانو کی تمنا دیکھوں
یا خدا اب میں جواں لال کا سہرا دیکھوں

میری اماں کا جلا گھر تو اُسے صبر کیا || ایسا سا رہیں مادر تو اُسے صبر کیا
خون میں ڈوبا رنجِ حیدر تو اُسے صبر کیا || ہوا ٹکڑے دلِ شہر تو اُسے صبر کیا

ترک فرما ئے مقتل کا ارادہ بھائی
کر نہیں سکتی میں اب صبر زیادہ بھائی

بولے شبیر بہن وعدہ وفائی ہے ضرور ۥ دے چکا ہوں میں زباں احمدِ رسل کے حضور
بچپنا تھا تمھیں کچھ یاد بھی ہے اے رنجور ۥ اماں جاں کر چکی ہیں میری شہادت منظور
قول سے پھرتے ہیں کب عاشقِ باری زنیبؑ

میرے محضر پہ ہے خود فہرتمہاری زنیبؑ
یہ سخن سنکے ٹرپنے لگی شیدائے حسینؑ ۥ پیٹ کر سر کو کہا ہائے انھی، ہائے حسینؑ
تم نہ ہو اور بہن رونے کو رہ جائے حسینؑ ۥ پھر منگا لو وہی محضر مرے مانجائے حسینؑ
یا مری ہر کو محضر سے مٹا دو بھائیؑ

یا مرا نام شہیدوں میں بڑھادو بھائیؑ
فرض ہے وعدہ وفائی، یہ بجا ہے ارشاد ۥ کیونکر آنکھوں سے گرد دیکھوں گی میں یہ برباد
دل ہے خواہر کا مے پاس نہیں کچھ فولاد ۥ صدقے کرنے کو بہن کیا نہیں کھتی اولاد
نذر کو نیم جوانوں کے میں سر دیتی ہوں
بدلے اک جان کے دو نورِ نظر دیتی ہوں

شہ نے فرمایا کہ محضر میں یہ اقرار بھی ہے ۥ درجِ فردِ شہدِ اقا ستم ناچار بھی ہے
فوج کا ذکر بھی ہے، نامِ علمدار بھی ہے ۥ مرنے والوں میں علی اکبر جبرار بھی ہے
امتحان کا کوئی گوشہ نہ فلک چھوڑے گا
میرا اصغرؑ بھی مری گود میں دم توڑے گا

چاہتی ہو جو مجھے تم مری خواہر میں نثار
ہم سے جو اٹھ نہ سکا تم کو اٹھانا ہے وہ بار

اور بھی ایک قلق سب سے سوا ہے زینبؑ

بے ردائی کا بھی اقرار کیا ہے زینبؑ

نور و نار

دولت سے یزید افسر ایساں نہ بنے گا جو غول ہو، وہ خضر بیاباں نہ بنے گا

خطا، رصل پہ رکھ دیں تو وہ قرآنؑ نہ بنے گا جن تخت پہ بیٹھے تو سیماں نہ بنے گا

اونچی ہوز میں، خاک صفائی نہ ملے گی

طاقتوں پہ چڑھیں بُت تو خدائی نہ ملے گی

ہیں پیر و حق اور تو باطل کے مُرید اور خاصانِ خدا اور تو خاصانِ یزید اور

حقاً کہ صفی اور میں شیطانِ مُرید اور نور اور ہے، نار اور ہے، پاک اور پلید اور

ذرہ کبھی ہر فلک آرا نہیں ہوتا

جگنو کبھی چمکے تو ستارا نہیں ہوتا

مرثیہ

اندِ ماہِ غزا اور خدامِ روضہ امام حسینؑ کی روایت



اے اہلِ غزا پھر الم و غم کے دن آئے | پھر تعزّیہ و شون و ماتم کے دن آئے
پھر بیکسی شاہِ دو عالم کے دن آئے | پھر آئی قیامت کہ محرم کے دن آئے

پھر حن و بشر محو ہوئے آہ و بکا میں

پھر فاطمہؑ بتیاب ہیں پیاروں کی غزا میں

امادہ گریہ جو بصد جوش ہوئے ہیں | سب مجلسِ شہ میں ہم تن گوش ہوئے ہیں
مروم، غمِ شبیر میں بے ہوش ہوئے ہیں | یہ عینِ غزا ہے کہ سیہ پوش ہوئے ہیں

ہے فوجِ حسینی کا جو نقشہ نظروں میں

رکھے گئے مولا کے علم سب کے گھروں میں

سب عاشقِ جان و جگر احمد مختار | ذکرِ شہدا پر ہیں بکا کے لیے تیار
گھر گھر ہے عزائے پسرِ حیدر کو رزار | جنّات بھی منگوم ہیں، قدسی بھی عزادار

رونے کے لیے کس کے گھر آتی نہیں زہرا

پیر سر جو کھلا ہے نظر آتی نہیں زہرا

رونق پہ ہے اُجڑی ہوئی سرکارِ حسینیؑ | غنچہ یہ محبوں کا ہے گلزارِ حسینیؑ
ہر اشکِ عزا یوسفِ بازارِ حسینیؑ | میدانِ قیامت ہے کہ دربارِ حسینیؑ
کیوں دوست نہ بیہوش ہوں منہ اشکوں سے دھو کر

یاں شمع بھی آتی ہے تو اٹھتی ہے وہ رو کر

اس غم سے گھر آباد ہوئے اہلِ عزا کے | ہر سمت یہ جلوے ہیں شہرِ دوسرا کے
قربان عطاءے پسر شیرِ خدا کے | روضے سے چلے آتے ہیں گھر پر غرابا کے

اشکوں سے نہ کیوں تر ہو کر بیان ہمارا

زہرا کا جگر بند ہے ہمان ہمارا

رونق کا جو ہر تغزیہ خانے میں سما ہے | سب باعثِ تشریفِ امامؑ دو جہاں ہے
یہ حال، مجاور کے سخن سے بھی عیاں ہے | اُس استِ بیان کا یہ غم انگیز بیاں ہے

یعنی جب اُسے ماہِ محرم نظر آیا

روضے میں وہ رونق نہ وہ عالم نظر آیا

گو روضہؑ سرور تھا عذاروں سے معمور | جیسے غمِ فرزند سے ماں کا دلِ رنجور
لیکن نہ وہ جلوہ تھا نہ وہ زینبؑ وہ نور | جیسے کسی اُجڑے ہوئے گھر سے ہو خوشی دو

خداؑ ام کو تشویش جو تھی رنج و تعب میں

اک روز یہ احوال کھلا پردہٴ شب میں

شاہِ شہدِ خواب کے اندر نظر آئے ۥ چہلم جو ہوا ختم تو ارمانِ بر آئے
پھر منزلِ ویراں میں علی کے قمر آئے ۥ خوش ہو گئے خدامِ شہِ بحر و بر آئے

پوچھا کہ یہاں شاہِ محرم میں نہیں تھے

فرمایا کہ ہم تعزیرِ خانوں میں لکین تھے

ہر خنجر یہاں بھی وہی ماتم ہے، عزائے ۥ جواہلِ عزادو رہیں، پاسِ ن کا بڑا ہے
جب دیکھو محرم میں وہاں حشر بپا ہے ۥ ذاکر میں، عزادار میں، نوصہ ہے، بکا ہے

روتے ہوئے پابندِ غم اٹھتے ہیں کہیں سے

مجلس ہے کسی جا، علم اٹھتے ہیں کہیں سے

دُلّ کسی مومن نے بنایا پئے زاری ۥ گویا مرے رہوار کی تصویر اتاری
ڈھلکا ہوا وہ زین وہ خوں کھول سجاری ۥ ہرنے پہ وہ لٹکی ہوئی تلوار دوڑھاری

وہ سیکڑوں زخموں کے نشان پھول سے تن پر

مینہ تیروں کا برس ہوا گھوٹے کے بدن پر

ہوگا، نہ ہوا یوں کسی دلگیر کا ماتم ۥ اکبر کا کبھی غم، کبھی بے شیر کا ماتم
قاسم کا الم بازوئے شبیر کا ماتم ۥ کھر قلع کا ماتم، کبھی زنجیر کا ماتم

مصرفِ عزا قلب بھی ہے، روح بھی، تن بھی

روتے ہیں اُسے، رونہ سکی جس کو بہن بھی

کیوں ایسے عزاداروں کی مجلس میں جاؤں || وہ یاد کریں اور میں انھیں دل سے بھلاؤں
کیا اُن کی محبت کا تجھے حال سناؤں || مرجائیں تڑپ کر جو نہ چھاتی سے لگاؤں

وہ عاشق صادق ہیں جگر بند نبیؐ کے

والدہ کہ محسن ہیں حسینؑ ابن علیؑ کے

ہر گھر میں ہمایا ہے عزاکامری ساماں || سارے ہیں محب خاک لب، چاک گریباں
سب عورتیں اس طرح مرے غم میں ہیں گریاں || جیسے مرے نانا کے الم میں مری اماں

پامال ہیں دل قاسمؑ ناشاد کی صورت

سب مرد بُکا کرتے ہیں سجادؑ کی صورت

لب پر ہے کبھی سوز، کبھی مرثیہ خوانی || گم ذکرِ مصائب کسی واعظ کی زبانی
ہوتی ہے بیاں جب علی اکبرؑ کی جوانی || پتھر کا جگر بھی ہو تو ہو جاتا ہے پانی

ہاتھوں سے کیجے کو کپڑا لٹینا ہوں میں بھی

ہر چند کہ صابر ہوں پہ رو دیتا ہوں میں بھی

سر پیٹتے ہیں پیر مری یاد میں رو کر || گریاں ہیں بہادر پے عباسؑ دلاور
غل ہے یہ جوانوں میں کہ ہے علی اکبرؑ || بچوں کا یہ نوحہ ہے کہ مارے گئے صغیرؑ

عورات کے گریے کا سب انداز وہی ہے

جیسے مرے لاشے پہ بہن رو کے گری ہے

ذاکر جو سُناتا ہے یہ اعدا کی جفا ئیں چھنی تھیں تم گاروں نے عترت کی ردائیں
گردوں کو ملا دیتی ہیں گریے کی صدائیں بے ساختہ زہرا انھیں دیتی ہیں دعائیں
معبود انھیں بخش دے، تو اہل کرم ہے

تجھ کو مری زینبؑ کے کھلے سر کی قسم ہے

شاہد ہے یہ خدامِ شہِ دیں کی روایت جہاں عزاداروں کے ہیں آج سے حضرتؑ
اتھوں سے پذیرائی ہو، اشکوں سے ضیانت مجرے کے بھی الفاظ ہوں شایانِ مصیبت
مظلومِ دل افکار، دل افکاروں کا مجرا

اکبر کے عزادار، عزاداروں کا مجرا

مُجرا ہوا سے جس کو لعینوں نے ستایا وہ، جس نے دمِ ذبح بھی پانی نہیں پایا
وہ، جس کی جبین پر نہ مصائب میں بل آیا وہ، جس نے حوالِ لال کے لاشے کو اٹھایا

وہ۔ شیرِ بتولؑ عذرا سے جو پلا تھا

سجدے میں تہ تیغِ جفا جس کا گلا تھا

وہ جس کی سہن دیکھ کے ڈیہوئی سے منظر خیمے سے نکل آئی تھی اک بار تڑپ کر
چلاتی تھی سرِ پیٹ کے وہ بکسِ مضطر جلد آؤ، کہاں ہو مے قاسم، مے اکبرؑ

عباسؑ مری ماں کی کمانی کو بچالو

اے غون و محمدؑ مے بھائی کو بچالو

شبِ عاشور



امام پاک کو جب اشتیاق نے گھیر لیا مسافروں کو سپاہِ جفانے گھیر لیا
 بنی کے لال کو فوجِ دغانے گھیر لیا علی کے چاند کو کالی گھٹانے گھیر لیا
 ستم شروع ہوئے، صلح کا جواب ملا

غضب ہے ساتویں تاریخ سے نہ آبِ بلا

وہ قحطِ آب وہ سادات پر ہجومِ الم بنی کی آل میں وہ شورِ العطشِ پیہم
 وہ فکر و یاس، وہ اندوہ، وہ امامِ مہم وہ شہ کو شوقِ عبادت وہ ظلمِ فوجِ ستم

بلا نہ چین نہم تک امامِ صابر کو

بس ایک رات کی ہمت ملی مسافر کو

عزیز و یاور و ناصر جو چند تھے ہمراہ سبھوں کو جمع کیا شہ نے باغمِ جانگاہ
 زہیرِ قین و ہریڑ و حبیبِ خود آگاہ جناب اکبر و عباس و قاسمِ ذبیحہ

سوے امام جو سب یار و اقربا آئے

تو اٹھتے بیٹھتے بمبارِ کربلا آئے

جب آکے بیٹھ گئے سب وہ زاہد و ابرار ۥ پکائے شاہِ ہدا، غور سے سنیں دیندار
میں اس دیار میں جو زلفک سے ہوں ناچار ۥ پھرے ہیں آلِ حبیبِ خدا سے ظلمِ شعار
یہ سنگدل نہ جفاؤں سے منہ کو موڑیں گے
کسی طرح یہ سنگر مجھے نہ چھوڑیں گے

میں ان کے شر سے اداں پاؤں غیر ممکن ہے ۥ وطن میں آل کو پہنچاؤں غیر ممکن ہے
یہاں سے پاؤں بھی سرکاؤں غیر ممکن ہے ۥ میں کل کو قتل سے بچ جاؤں غیر ممکن ہے
خدا سے صبر و رضا کا ہے خواستگار حسینؑ
بس ایک رات کا تھاں ہے بے دیار حسینؑ

تم اس بلا سے بچو شاہِ انبیا کے لیے ۥ نہ دکھ اٹھاؤ مرے ساتھ رفیق کے لیے
مجھی کو چھوڑ دو اس فوج کی جفا کے لیے ۥ مری ولایت لٹاؤ نہ گھر خدا کے لیے
اندھیری رات کے پردے میں یاں ٹل جاؤ
تم اپنی جان بچا کر کہیں نکل جاؤ

نہ کچھ گلہ ہے نہ تم سے ملال ہے مجکو ۥ تنھاری پیاس کا صدمہ کمال ہے مجکو
لحاظِ کلفتِ اہل و عیال ہے مجکو ۥ جو انیوں کا تنھاری خیال ہے مجکو
ہر ایک حال میں تم سے یہ بے نوا خوش ہے
خدا گواہ کہ میں خوش مرا خدا خوش ہے

بلا میں کشتہ رنج و الم کو رہنے دو ۥ فقط مسافرِ راہِ عدم کو رہنے دو
ستمِ رسیدہ و پابندِ غم کو رہنے دو ۥ نہ تم رہو نہ علیؑ کے حرم کو رہنے دو

ہمارے بعد یہ ناچار در بدر نہ پھریں

رسولؐ زادیاں بلوے میں ننگے سمر نہ پھریں

یہ سن کے شاہ کے دستِ ازار رونے لگے ۥ عزیز رونے لگے جاں نثار رونے لگے
ضعیف و طفل و جوان زار زار رونے لگے ۥ جھکا کے سر کو اطاعت گزار رونے لگے

ادب سے لب نہ کھلے، مُنہ سے کچھ کہا نہ گیا

پر ایک عاشق و شیدا سے چپ رہا نہ گیا

وہ کون عاشق و شیدا، جری و نیک اساس ۥ ثمرت میں جعفرِ طیار، ثانیِ الیاسؑ
سکینہؑ جان کے سقے، غریب کشتہ یاس ۥ سپاہ دیں کے علمدار، حضرت عباسؑ

یہ ہاتھ جوڑ کے بوئے کہ مصطفیٰؐ کے لیے

یہ حرفِ یاس نہ فرمایے خدا کے لیے

وہ ہم نہیں ہیں کہ مرنے سے جی چرائیں گے ۥ غلامِ وقت پہ آقا سے منہ چھپائیں گے
وہی رب کی محبت نہ ہم بھلائیں گے ۥ امام دیں کے پسینے پہ خوں گرائیں گے

لحد میں حیدرِ صفدر کو منہ دکھانا ہے

لحد سے اُٹھ کے سمیبر کو منہ دکھانا ہے

وہ ہم نہیں ہیں کما فات سے ڈریں مولا ॥ وہ ہم نہیں کہ مصائب کا ڈر کریں مولا
 جو لاکھ بار حبس اور ہم مریں مولا ॥ تو پھر بھی شہ کی غلامی کا دم بھریں مولا
 کھٹے کلا تو کہیں شاہِ مشرقین حسینؑ
 لہو کے قطروں سے نکلے صد حسین حسینؑ

(۶)

کتب میں ہے شبِ عاشور کا یہ حال لکھا حرمِ سرا میں مصیبت پہ تھے اٹم سدا
 کبھی تھا شغلِ تلاوت، کبھی یہ حق سے دعا الہی صبر کی طاقت ہو میرے دل کو عطا
 الہی احمدِ مرسل سے سرخ رو رکھنا
 اس امتحان میں پیاسے کی آبرو رکھنا
 الہی گوہرِ دندانِ مصطفیٰ کے لیے ॥ الہی دخترِ سردارِ انبیا کے لیے
 الہی زخیمِ سرِ شاہِ لاف کا لیے ॥ الہی سبزیِ رخسارِ مجتبیٰ کے لیے
 اسیر ہو مرا زین العبا تو صبر کروں
 مری بہن کی چھنے جب ردِ تو صبر کروں

ابنی دعاؤں میں گزری حرات ایک پہر ۥ تو آئے خیمہ انصارِ پاک پر سرور
 شگافِ دسے یہ دیکھا کہ جمع ہیں صفر ۥ حبیب کہتے ہیں یہ بیچ میں کھڑے ہو کر
 علیؑ کے دوستو اہل روزِ شکاری ہے

نبیؐ کے لال پہ یہ وقتِ جاں نثاری ہے

وہ کیجیو کد مانے میں جس سے نام ہے ۥ تمام خلق و فسادِ روجاں نثار کہے
 سہاری زبیت میں آلِ نبیؐ الم نہ ہے ۥ کسی جوانِ بنی فاطمہ کا خون نہ ہے
 پڑیں سنائیں تو سینہ اٹھا کے تن جانا
 چلیں جو تیر تو مولیٰ کی ڈھال بن جانا

یہ حال دیکھ کے شکرِ خدا بجالائے ۥ بہادروں کی تمنا پہ تیر غم کھائے
 وہاں سے خیمہ ہمیشہ کی طرف آئے ۥ بہن کا پیار جو دیکھا تو غم سے تھرائے
 خود اپنے پیاروں کو رختِ کہن پنھایا ہے
 ابھی سے دونوں گلوں کو کفن پنھایا ہے

یہ کہہ رہی ہیں کہ نصرت میں جدو کہ کرنا ۥ میں واری پیروی ضعیفِ صمد کرنا
 کھڑی اٹھا کے اخی کی بلا کو رد کرنا ۥ بہادرو! میرے مانجائے کی مدد کرنا
 وہ کیا غلام جسے الفتِ امامؑ نہیں
 جورن میں کام نہ آئے تو ماں سے کام نہیں

جو کام آؤ گے تم تو دعائیں میں دونگی ۥ جو پھر کے آئے تو صورت کبھی نہ دیکھوں گی
تسام عمر کبھی منہ سے بھی بولوں گی ۥ قسم سے کہتی ہوں ہرگز نہ دوہرے بختوں گی
میں شاد ہوں گی جو برباد کر کے آؤ گے

جو ماں کو چاہتے ہو تم تو مر کے آؤ گے

بہن کی چاہ پہ رو کر بڑھے شہ نہ بجاہ ۥ یہ درسے بیوہ شہر کا حال دیکھا آہ
کہ دونوں پہلوؤں میں جسین کے نور نگاہ ۥ ادھر میں قاسم مضطر، ادھر میں عبداللہ
یہ کہہ رہی ہیں کہ شہ گھر گئے ہیں آفت میں

میں واری، جان لڑانا چچا کی نصرت میں

میں صدقے تم پہ بڑا حق شاہ والا ہے ۥ حسن کے بعد انہی نے تو گھر سنبھالا ہے
کبھی نہ محکو نہ تم کو الم میں ڈالا ہے ۥ پدر کی طرح بڑی شفقتوں سے پالا ہے

چچا کے پانوں پہ دونوں کاخوں بہ جائے

الہی کل زن بیوہ کی بات رہ جائے

وہاں سے اکبر ہر و کھینچے پر آئے ۥ نبی کی یاد میں تھامے ہوئے بکرا آئے
پسر کی شان پہ آنکھوں میں اشک بھر آئے ۥ کہ فرش خاک پہ دوٹھابنے نظر آئے

عجیب یاس سے ماں بار بار دیکھتی ہے

اٹھا کے شمع رُخ گلزار دیکھتی ہے

لکھا ہے جب شبِ عاشور گزری ایک پہر || حسینؑ آئے سوئے خیمہ علی اکبرؑ
شکافِ در سے یہ دیکھا کہ وہ مہِ نور || فروغِ حسن سے دو لٹا بنا ہے بستر پر

عجیب یاس سے ماں بار بار دیکھتی ہے
اُٹھا کے شمعِ رُخ گلزار دیکھتی ہے

زبانِ خشک پہ کلمہ یہ ہے کہ ہائے سپر || یہ صولتِ نبویؐ، یہ جلالتِ حیدر
یہ ضو، یہ نشان، یہ جلوہ، یہ شکلِ پیغمبرؐ || یہ کل کو خاک میں مل جائے گی علی اکبرؑ

تمہارے غم میں مجھے اور یہ جلا پا ہے

جواں مرو گئے تم اور باپ کا بڑھا پا ہے

یہ دیکھتے ہی کلیجے پہ تیر غم کھائے || خدا یہ سانحہ دشمن کو سبھی نہ دکھلائے
وہاں سے خیمہ عباسؑ کی طرف آئے || جری کی چاہ پہ فرطِ الم سے تھرائے

کبھی حسینؑ کے صدمے سے آہ بھرتے ہیں

کبھی حُمام کو صیقل سے صاف کرتے ہیں

جری کے سامنے کلثومؑ جان کھوتی ہیں || کسی خیال میں اشکوں کے منہ کو دھوتی ہیں
ردا کو آنسوؤں سے دہم دم بھگوتی ہیں || قریب بیٹھی ہوئی زار زار روتی ہیں

وہ رنج و غم ہے کہ حالتِ تباہ کرتی ہیں

فلک کو دیکھ کے ہر بار آہ کرتی ہیں

سبب جو پوچھ رہا ہے وہ حق کا شیرازی || یہ کہہ رہی ہیں تڑپ کر متبول کی جانی
انھی الم کا سبب کیا کہے یہ دکھ پائی || تمام بی بیوں کے یہ خیال ہیں بھائی

وہ بات ہو کہ نبی حشر میں وقار کریں

علیؑ کے لال پہ اولاد کو نثار کریں

مجھے یہ غم ہے کہ لختِ جگر نہیں رکھتی || یہ داغ ہے کوئی رشکِ قمر نہیں رکھتی
پئے نثارِ شہِ دیں گھر نہیں رکھتی || میں بد نصیب ہوں بھیا پس نہیں رکھتی

تمام گھر میں یہ دکھیا ذلیل و خوار رہی

میں اپنی ماں سے قیامت میں نثار رہی

وہ کہہ رہے ہیں کہ خواہ نہ یوں نکلیجے || حضور اپنی طرف سے مجھے فدا کیجے
نصیب کا نہ فلک کا کوئی بکلیا کیجے || پس سمجھ کے مجھے شہ کا حق ادا کیجے

میٹھی سبطِ رسولؐ انا م ہے عباسؑ

ہر اک عزیز کا اُن کے غلام ہے عباسؑ

بہن کی یاس پہ رو کر لبانِ ابر بہار || حسینؑ واں سے چلے سوئے خیمہ بہار
قرب جاکے پکارے کہ اے مے دلدار || رسولؐ پاک کی مسند کے مالک و مختار

اٹھو کہ میری شہادتِ قریب آ پہنچی

گلا کٹانے کی ساعتِ قریب آ پہنچی

وہ روکے بولے کہ ہے یہ کہا بابا || ہماری زلیست میں حضرت پہ یہ جفا بابا
مرضی کیوں نہ ہو قربان میں فدا بابا || قریب مرگ ہوں مرنے سے خوف کیا بابا

حسین بولے لڑائیں اسے ہزاروں سے

جو لال پانچوں نمازیں پڑھیں اشاروں سے

تمہیں تو کل سے بڑا سنج و غم اٹھانا ہے || حرم کے ساتھ الم پر الم اٹھانا ہے
سنجھل سنجھل کے ہر اک جاقدم اٹھانا ہے || جو ہم سے اٹھ نہ سکا وہ ستم اٹھانا ہے

بتاؤ طوقِ گلوگیر کون پہنے گا

جو تم نہ ہو گے تو زنجیر کون پہنے گا

جو بیٹری سامنے آئے تو سر جھکا لینا || خوشی سے طوقِ گراں نو گلے لگا لینا
جو تازیانے بھی ماریں شقی تو کھالینا || مگر شریعتِ اسلام کو بچا لینا

پس فنا بھی حیاتِ دوام رہ جائے

وہ کیجیو کہ محمد کا نام رہ جائے



رخصتِ عَمون و محمد علیہا السلام



مسلم کے لال جبکہ شہیدِ جفا ہوئے | دشتِ فنا سے راہی ملکِ بقا ہوئے
غربت میں وہ یتیم جو نذرِ قضا ہوئے | زنیب بھی روئیں، شاہ بھی محوِ کبا ہوئے

دو تیرِ غمِ دلوں پہ یکا یک جو چل گئے
بہرِ رضا، علیؑ کے نواسے مچل گئے

بتیاب ہو کے آئے وہ غازی جو مالِ کسے پاس | زنیبؑ بانِ حال سے بولیں بہ درِ دیاس
کیوں بد جو اس آئے ہو۔ پہرے کہیں داس | کیا دیکھ کر لڑائی کو طاری ہوا ہر اس

رَن سے پھر ہے کون تمھارے گھرانے میں
نانا کی دھاک بیٹھی ہے سارے زمانے میں

کیا کیا گزر گئے شبِ دیں پر غم و محن | بچھڑے مسافت میں فیتقانِ بے وطن
نذرِ خزاں ہوا مرے مانجائے کا چین | مسلم کے لال مارے گئے لٹ گئی بہن

کس کس شہید کے لیے آنسو بہاؤ گئے
اب کس کی لاش دیکھ کے مرنے کو جاؤ گئے

بولے وہ گلبدن کہ ہماری خطا نہیں ۥ ہم کیا کریں، امام اُمم کی رضا نہیں
 اذنِ جہاد صبح سے اب تک بلا نہیں ۥ ماموں سے پوچھ لیجیے، یہ سچ ہے یا نہیں
 پاتے جواذن نورِ نگاہِ بتولؑ سے
 پہلے ہمیں مہشت میں ملتے رسولؐ سے

ماں نے کہا فضول یہ باتیں نہ تم بناؤ ۥ مانگا تھا اذنِ قدموں پہ گر کر قسم تو کھاؤ
 اچھا، ذرا امامؑ کو گھر میں بلاتو لاؤ ۥ خود پوچھ لوں گی کیوں نہیں نصرتِ دی بتاؤ
 یہ دونوں کیوں نظر میں تمھاری حقیر ہیں
 مسلمؑ کے لاڈلوں سے بھی کیا یہ صنیر ہیں

یہ ذکر تھا کہ شاہِ خود آئے بہن کے پاس ۥ بیٹھیں وہ سر جھکا کے شہِ بیوطن کے پاس
 بچے بھی روئے بیٹھ کے شاہِ دمن کے پاس ۥ نزدیک تھا کہ آئیں کلیجے دہن کے پاس
 اشکوں سے یوں دلیروں نے دہن بھگوئے تھے
 سب طین جس طرح غم زہرا میں روئے تھے

کہتے تھے شاہِ تشنہ دہن کیا کرے حسینؑ ۥ اے بنتِ شاہِ قلعہ شکن کیا کرے حسینؑ
 لٹتا ہے حسرتوں کا چمن کیا کرے حسینؑ ۥ للہ کچھ بتاؤ بہن کیا کرے حسینؑ
 پوچھو تو کیوں یہ روتے ہیں کیوں ہائے ہائے ہے
 روئے انھیں حسینؑ، تمھاری بہ رائے ہے

رو کر کہا بہن نے کہ اے شاہِ خوشنہال || کوثر کے خواستگار ہیں و نون یہ لونہال
یہ کیا ہیں، جبکہ مر گئے بیوہ بہن کے لال || بھیا سخی ہیں آپ نہ رد کیجیے سوال
رو رو کے جان دوں گی جو روکا امام نے

وعدہ یہ کر چکی ہوں میں امّاں کے سامنے

شہ نے کہا کہ بیکس تہنا پہ رحم کھاؤ || خواہر خد کے واسطے بھیا پہ رحم کھاؤ
وہ بولیں، بھائی دختر زہرا پہ رحم کھاؤ || بیکس پہ، غم نصیب پہ، دکھیا پہ رحم کھاؤ
شہ بولے رن کو آپ کے جائے نہ جائیں گے
زینب یہ داغ ہم سے اٹھائے نہ جائیں گے

مجھ سے پھری ہے ساری خدائی میں کیا کرو || کیونکر لٹاؤں تیری کمائی میں کیا کروں
بولیں نصیب میں ہے جدائی میں کیا کروں || امّاں سے قول ہاری ہوں بھائی میں کیا کروں
للہ رد نہ کیجیے ہر یہ فقیر کا

دیتی ہوں واسطہ میں جنابِ امیر کا

شہ نے کہا نہ روؤ بہن شور و شین سے || میرا تو چین بس ہے تمھارے ہی چین سے
دنیا پھری ہے فاطمہ کے نورِ عین سے || ان کو بھی تم چھڑاتی ہو بیکسِ حسین سے
چھٹ جائیں گے یہ لال تو سب جان کھوئیں گے

یہ ہے خوشی تمھاری تو ان کو سبھی روئیں گے

بیٹی نے فاطمہؑ کی کیا شکرِ کردگار || تسلیم کر کے شہ کو اٹھے دونوں گلزار
زمین نے بڑھ کے زلفیں سنواریں بعدِ قار || باز دھے عمامے، صاف کیا چہروں کا غبار

جانبا زوں نے کمر جو کسی جھوم جھوم کے

مادر بلائیں لینے لگی منہ کو چوم کے

بولیں کہ جاؤ، حشر بپا کر کے آیو || ستھراؤ کر کے خوں میں صفیں بھر کے آیو
منہ پھیر کے نہ سامنے مادر کے آیو || شہرِ شقی کو مار کے یا مر کے آیو

پہر ہو چاہے لاکھ سپاہ کثیر کا

خنجر تو بڑھ کے چھین ہی لینا شیر کا

تم شیرِ نبوتِ شیرِ خدا ہو بہادر || مشکل نہیں ہے فتح جو چاہو بہادر
جو بات ہو سنوں سے سوا ہو بہادر || وہ رن پڑے کہ حشر بپا ہو بہادر

دُنیا مالِ نصرتِ شبیر دیکھ لے

ماں بھی کچھ اپنے دودھ کی تاثیر دیکھ لے

ہاں، افسرانِ فوج کے تم سر اتارنا || تن تن کے جھوم جھوم کے بڑھ بڑھ کے مارنا
گھیرے سپاہِ ظلم تو بہت نہ ہارنا || گھوڑوں سے جب گرو تو عسیٰ کو پکارنا

کھونا نہ مرتے دم دلِ مادر کے چین کو

ناراض ہوں گی میں جو پکارے حسینؑ کو

کل تک یہ تھی مُراد جواں ہوں جو گلغزار شادی چاؤں ہوم سے دونوں کی ایکبار
اچ آرزو یہ ہے کہ انہی پر کروں نثار سہڑوں کے بدلے پیچ ہوں شملوں کے تازنار

اب تو یہی ہے بیاہ کہ ماتم بپا کروں

تم گردنیں کٹاؤ، میں سجدہ ادا کروں

شَن شَن کے شَن پہ برچھیاں کھانا بہادرو اہلِ وفا کہے گا زمانہ بہادرو

عباسؑ کا جلال دکھانا بہادرو واری، سوئے فرات نہ جانا بہادرو

پیاسے جو صدقے ہو گئے شہِ مشرقین پر

خود بخش دوں گی دودھ میں نامِ حسینؑ پر

مر کے جو آؤ گے تو صلا دوں گی میں تمہیں کوثرِ اُمّ دیں سے دلا دوں گی میں تمہیں

رور کے میتوں پہ دعا دوں گی میں تمہیں بہرِ کفن خود اپنی رِدا دوں گی میں تمہیں

اے دلبرانِ جعفرِ طیار الوداع

بچے پکارے مادرِ غمخوار الوداع



شہادتِ عون و محمد علیہما السلام



جبِ خم کھا کے بنتِ علی کے پسہ گرے || جلتی زمیں پہ تشنہ جگر خوں میں تر گرے
غل پڑ گیا خاک پہ رشکِ قمر گرے || سُن کر حسینِ قلبِ جگر تھام کر گرے

عباسؑ دل پہ داغِ الم کھا کے رہ گئے

جعفرؑ کے پھول دشت میں مرجھا کے رہ گئے

باجے بچے سپاہِ عدو میں جو ایک بار || ڈیہوڑی پہ آ کے کہہ گئے اکبرِ مجالِ زار
اے بی بیو مری سھوپی اماں سے ہوشیار || مگر زوں سے فرقِ عون و محمد ہوئے فگار

آئے تھے ہم بھی صرف خبر کے سنانے کو

جاتے ہیں شہِ غریبوں کے لاشے اٹھانے کو

سینے پہ ہاتھ مار کے زنیٹ نے دی صدا || ہے ہے حسینؑ بھائی چلے رن کو میں فدا
اور اس پہ یہ غضب کہ مرا لال بھی چلا || فضا کسی طرح علی اکبرؑ کو پھیر لا

بچے کو فضا منی اسدِ ذوالجلال کی

یارِ مری کسائی ہے اٹھارہ سال کی

خیمے میں یاں تر پتی رہیں زنبیبِ خریں || لاشوں پہ بھانجوں کو ہاں پہنچے شاہِ دیں
دیکھا کہ غش پر خاک پہ دونوں ہتھیں || بہتا ہے خون بات کی طاقت ذرا نہیں
ڈھالیں گری میں چھٹ کے دلیروں کے ہاتھ سے
قبضے مگر چھٹے نہیں شیروں کے ہاتھ سے

شانے ہلا ہلا کے پکارے شہِ ہدا || ماموں نثار ہوش میں آؤ تو اک ذرا
کچھ حالِ دل سناتے ہوئے جاؤ میں فدا || یہ سنکے دونوں شیروں نے کہیں آنکھیں نیم وا
دیکھا رنجِ امامؑ تو گھبرا کے رہ گئے
یاد آگئی وہ بات کہ تھرا کے رہ گئے

مولانے پیار سے کہا ہیں میں ایہ کیا یہ کیا || لرزاں میں حیم، کس کا تمھیں ڈر ہے میں فدا
شہ کے قدم پکڑ کے پکارے وہ مہ لقا || دھڑکا ہمیں یہ ہے کہیں ہاں نہ ہوں خفا
رحمت ہوئی امامِ فلک بارگاہ کو
سمجھیں گی وہ - ہمیں نے بلایا ہے شاہ کو

رحمت کے وقت کی تھی نصیحت یہ چند بار || نصرت میں جبکہ وقتِ شہادت ہوا شکار
دیکھو پکارنا شہِ دیں کو نہ زہینہار || گھر جائیں فوج میں نہ کہیں شاہ بے دیار
مَت بھولنا یہ بات مری پیاس کی قسم
ورنہ نہ دودھ بخشوں گی عباسؑ کی قسم

رکتی ہے گھٹ کے سانس ہوئی آدِ قضا ۱ لے چلیے اب یہاں سے ہمیں شرِ ہدا
اماں سے اس کا عذر تو کر لیتے ہم بھلا ۲ خود کئے تھے اُمّ اُمّ، ہم ہیں بے خطا

سب حق بھی بخشوانے ہیں، سارے قصور بھی

فرمائیں کچھ ہماری سفارش حضور بھی

اس درجہ مضطرب ہوئے جن دم وہ تشلب ۱ غم سے ٹپ ٹپ گئے پیہم شرِ عرب
اپنوں کا ذکر کیا ہے کہ غیروں کو تنہا ۲ بچوں کی بھولی باتوں پہ وئے تھے سب کب

کہتے تھے ابے بخشش کی حق ہم کو شیر کا

زینبؓ میں ہے جلال جناب امیر کا

در پر جو منتظر تھیں اُدھر بنتِ رقیؓ ۱ مقتل کی سمت دیکھ کے کہتی تھی مامتا
پیارو! بڑے دلیر ہو! شاہِ اش، مرجا ۲ میں صدقے جاؤں بھائی پہ میرے ہوئے فدا

آئی نہ واں خیالِ اُمّ غیور سے

لو دیکھ لو بلائیں میں لیتی ہوں دُور سے

بے چین تھے جو ماں کی زیارت کو لالہ فام ۱ ان زخمیوں کو لے کے چلے شہِ سوئے خيام
فِضا نے دُور سے دیکھ کے رو کر کیا کلام ۲ زینبؓ کے پاس جمع ہوئے کرمِ تمام

جوڑے ہیں مہرِ رخ، لٹکے ہیں گیسو گھنے ہوئے

بنی بنی کے لال آتے ہیں دُلہا بنے ہوئے

آئے عجیبان سے گھر میں شہدا | چہرے پہ خاک، خون میں تر دامنِ قبا
لاٹے اٹھائے، اکبر و عباسِ با وفا | دُوسروں پہ لاکے لٹایا بصدِ بکا
بیٹھے تمام اہلِ عزاء اُن کو گھیر کے

ماں بھی سرہانے بیٹھ گئی منہ کو پھیر کے
بچوں کی آنکھوں سے جو نمایاں تھا انتظار | سمجھے یہ کب بڑھوٹتے ہیں اُن کو دلفگار
بانوئے شاہِ رو کے پکاریں بجالِ زار | بی بی ادھر تو دیکھیے بچے ہیں بے قرار
وہ بولیں بات کیا ہے، یہ کیوں اشک بہتے ہیں

میں خوب سن رہی ہوں کہیں کیا یہ کہتے ہیں
زخموں کے تھے نحیف جو وہ شیرِ تشنہ کام | رُوئے اشارہ کر کے سوئے بانوئے امام
وہ پاس گئیں تو دیا اُن کو کچھ پیام | مرگڑا انھوں نے بذتِ علی سے کہا تمام
منہ پھیر کر وہ بولیں کہ ردِ یہ سوال ہے
جب تک یقینِ مرگ نہ ہوگا محال ہے

مانا کہ تعینِ کھا کے یہ آئے ہیں میرے گھر | زخمی بہت مرتے ہیں جیتے ہیں بیشتر
کب زخم ہیں گلے پہ جو مرنے کا ہو خطر | پھر مجھ کو کیا خوشی ہے یہ زندہ ہے اگر
جاں دے کے فدیہ شہِ ابرار بھی تو ہوں
جو حق ہے، سب سے کا۔ یہ مقدار بھی تو ہوں

کہنے کو یہ کہا مگر آنسو ہوئے رواں || حسرتِ منہ کو کتنے لگیں ساری بی بیاں
بانو سے پوچھنے لگی کوئی بصدِ فغاں || اُن کا کلام کیا ہے اور ان کا ہے کیا بیباں

رو کر وہ بولیں تاب ہمیں کہنے کی نہیں

وہ دودھ بخشواتے ہیں، یہ بخشتی نہیں

سب نے کہا، سخی ہے رسولِ خدا کی آل || مشہور ہے سخاوتِ ضرغامِ ذوالجلال
آخر اُنہی کی بیٹی ہیں زہرا کی لونہال || کیوں رد کر سیں گی اپنے جگر بندوں کا سوال

مرنے کو گر کہو تو دم واپس ہے یہ

ہے ہنہ بچیں گے یہ ابھی ان یہ ہے یہ

پیاسے ہیں تین روز سے بی بی یہ نامراد || کاری ہیں گھاؤ ضعف بھی ہے دم بم زیاد
اکھڑی ہوئی ہے سانس حبیبیؑ کی یہ خوش نہاد؟ || کہہ دو زبان سے کہ یہ جائیں جہاں کے شاد

ہوا سعطش میں کچھ تو بھلا شکلِ حین کی

لازم ہو تم کو فیض، بہن ہو حسینؑ کی

رو رو کے تب یہ خواہرِ شبیرؑ نے کہا || لوگو! بھلا حسینؑ کجا، اور میں کجا
وہ شاہِ دو جہاں، میں کینہِ شہِ ہدا || میں بھی نثار اُن پہ، مرے لال بھی فدا

کہہ دو کہ بس تڑپ کے نہ یوں جان کھوئیں یہ

اچھا میں دودھ بخشتی ہوں اب نہ روئیں یہ

بچوں نے ہاتھ ماتھوں پہ کھے پئے سلام ॥ روحیں چلیں خوشی میں سوئے وادی السلام
غل پڑ گیا کہ مر گئے زینب کے لالہ فام ॥ سر پٹ کر پکاریں یہ مخدومہ انا م

کیوں ہو گئے خموش یہ سامان کیا ہوئے

پیارو میں دودھ بخش چکی کیوں خفا ہوئے

دائی کو اپنے دل کے قلق تو سناتے جاؤ ॥ تم اب تو ماں سے خوش ہو بس بتاتے جاؤ
پھر اشتیاقِ جنک سنا کر رلاتے جاؤ ॥ کھائے ہیں کتنے زخم بدن پر گناتے جاؤ

شکرِ عدو کے تابخیاں آئے ہیں اٹھو

اذنِ جہاد دینے امام آئے ہیں اٹھو

نرخے میں ہیں امامِ مدِ اے مسافرو ॥ تم نے کہ ہر کا قصد کیا اے مسافرو
منزل کا دیتے جاؤ تپا اے مسافرو ॥ جاؤ نگاہِ بان خدا اے مسافرو

ڈرنا نہ اب کہ تم ہونجی کمی پیناہ میں

نانا بھی ملنے آئیں گے جنت کی راہ میں

رو کے کوئی تو خوف نہ کھانا بہادرو ॥ جعفرؑ کے سب وقار سنا نا بہادرو
نانا کا اپنے نام بتانا بہادرو ॥ عبدِ ستِ حسینؑ جنت نا بہادرو

کہنا کہ ماموں جان شہِ مشرقین ہیں

ہٹ جاؤ ہم غلامِ جنابِ حسینؑ ہیں

رخصتِ حضرت قاسم علیہ السلام



جب ن میں حسین کے یاور ہوئے شہید | نور نگاہِ مسلم بے پر ہوئے شہید
عباس با وفا کے پر اور ہوئے شہید | نبوتِ علی کے چاند سے دلبر ہوئے شہید

جانِ حسن سے پھر تو نہ دم بھر رہا گیا
دیکھا جو سمجھائیوں کا لہو، جوش آگیا

اب دلبرِ حسن کی مصیبت بیاں کریں | مادرِ کا صبر، بیٹے کی جرأت بیاں کریں
پیاسے کے بچنے کی شجاعت بیاں کریں | دل پائیمال ہوں وہ شہادت بیاں کریں

غل ہو کہ ہائے جانِ حسنِ خوں میں بھر گئے
پورے جواں بھی ہونے نہ پائے کہ مر گئے

شہر کا چاند، کاہشِ غم سے ہلال ہے | ملتی نہیں رضا یہ تردد کمال ہے
مادر بھی بے قرار، پسر بھی ٹڈھال ہے | بیٹھے ہیں سمر جھکائے، یہ جزنِ ملال ہے

بیٹے کو چاہ ہے کہ شہادتِ حصول ہو

ماں کی سے آرزو مرا بد یہ قبول ہو

نختِ جگر سے کہتی میں یہ زوجہ حسنؑ || مانگو چچا سے رن کی رضا میرے گلبدن
دولال صدقے کر کے ہوئی سرخرو بہن || بھائی کے گھر سے کچھ نہیں فدیہ دم محن

انجام الفتوں کا ابھی تک بخیر ہے

کہنے میں بات آئے گی۔ بھاوج تو غیر ہے

قاسمؑ نے کی یہ عرض کہ ہم خود ہیں بقرار || دیتے نہیں امامؑ اُمم اذنِ کارزار
یہ کہہ کے طال دیتے ہیں عمو ہر ایک بار || تم تو مرے انھی کی نشانی ہو میں نثار

روئے گی ماں جو خون میں بھرنے کو بھیجیوں

اکبرؑ یہاں رہیں تمہیں مرنے کو بھیجیوں

کیوں لاں جان ٹھیک سے کیا شد کا خیال || ہم سے بچھڑ کے آپ کو ہو گا غم و ملال؟
کیا روئیے گا لاش پہ بکھر کے سر کے بال || ماں شک پی کے بولی نہیں میرے نونہال

ہرگز نہ میں کروں گی غزا اپنے لال کی

سیکھا ہے صبر میں نے بھی صحبت میں آئے کی

بولے کہ ہاں یہی ہے یقین ہم کو اتاں جاں || پھر بھی یہ عرض ہے کہ نہ اک شکستہ رواں
دھڑکا یہ ہے کہ غم سے جوئی آپنے فغاں || رو دیں کہیں نہ دیکھ کے آنسو، شبنم ماں

پالا ہے ہم کو ناز اٹھا کر امامؑ نے

میں صدقے، رویئے گا نہ عمو کے سامنے

ما تم کریں گی آپ تو سرور نہ روئیں گے ۥ سرور کے ساتھ حضرت شہر نہ روئیں گے
کیا فاطمہ نہ روئیں گی حیدر نہ روئیں گے ۥ یہ سب جو روئیں گے تو ہم پیر نہ روئیں گے
جب روئے نہجتن تو قیامت نہ آئے گی

صرف ایک آہ آپ کی یہ حشر ڈھائے گی
خود شہ سے کہہ کے ہم کو دلا دیجیے رضا ۥ جب اذن دیں ماتم امم، آپ دیں دعا
مقتل میں ہم جو ہوں شہِ مظلوم پر قدا ۥ رکھیے نہ دل پہ ہاتھ بھی، رونے کا ذکر کیا
فوجیں ہوں خوش تو کہیے کہ شکرِ اللہ ہے
باجے بچیں تو جانے قاسم کا بیاہ ہے

دیکھیں حضور جب مرے شعلے کو تار تار ۥ سہرا سمجھ کے دل کو مسرت ہو بار بار
پُر خوں لباس کو یہ سمجھیے گا میں نثار ۥ شادی کا جامہ پہنے ہے بٹیا و فاشعار
رو کر لائیے گانہ شاہِ غیور کو
اماں ہمارے سر کی قسم ہے حضور کو

یوں درفش ہوئے تو گلِ مدعا بلا ۥ مادر نے کی وہ سعی کہ اذنِ وعا بلا
ایک ایک کے گلے سے وہ یوسف لقا بلا ۥ حضرت بلے تو دل نے کہا اب خدا بلا
چو مے قدم جو شاہ کے اُس نورِ عین نے
پہنا دیا حسن کا عمامہ حسین نے

اٹھا پہن کے سبز عمامہ جو گلبدن | دھوکا ہوا کہ آگئے فردوس جسے
بھائی کو یاد کر کے جوڑے شہِ زمن | غم سے بچھاڑیں کھانے لگیں شاہ کی بہن

دیکھی جو شانِ سب حسنِ خوشخصاں کی

مادر بلائیں لینے لگی اپنے لال کی

ماں سے وداع ہو کے چلا جب وہ گلخندار | لے آئے ہم شبیہ نبیؐ در پہ راہوار
عباسؑ نے رکاب جو تھامی بصدوقار | باز و پکر کے خود شہِ دیں نے کیا سوار

رو کر پکاریں زینبِ ناچار ، الوداع

سو نپا خدا کو لے مرے جرّار ، الوداع

مجھے کو ختم ہوا جو یہ سنکر وہ دلربا | دل کو پکڑ کے رہ گئے مظلوم کر بلا
قاسمؑ کی ماں نے کھول کے سر کو یہی دعا | نصرت میں فتیاب ہو یارب یہ مہ لقا

سر سبز ہو کمانی مری تیرہ سال کی

رہ جائے آبرو زنِ بیوہ کے لال کی



مرثیہ

شہادتِ حضرت قاسم علیہ السلام



پہنچا جو رن میں شہرِ ذی جاہ کا پسر ۱۱ حُجَّتِ تمام کر کے دغا کی بہ کر و فر
ازرق کو دی وہ زک کہ جھکے نامیوں کے سر ۱۱ ماں سُنکے بولی۔ شکرِ خداوند، بحر و بر
کُنبدے میں بات رہ گئی۔ وہ کام ہو گیا

بن باپ کے پسر کا بڑا نام ہو گیا
اُسو خوشی کے آنکھوں سب کی ہوئے رواں ۱۱ زینب پکاریں، فتح مبارک ہو بھابی جاں
جیتا تمھارے لال نے رن۔ وقتِ امتحان ۱۱ مشہور تھا سپاہِ گرمی میں یہ پہلو اں
مارا بڑے عدوے شہرِ کربلائی کو
بھیٹا حسن بھی دیکھنے کاش اس لڑائی کو

باتیں یہ ہو رہی تھیں حرم میں ایکبار ۱۱ قاسم پہل کے ٹوٹ پڑی فوجِ نابکار
سُٹے ادھر ادھر سے ہزاروں زبوں شعار ۱۱ چاروں طرف سے پڑنے لگے تشنہ لب پہ وار
حربے لپے تھے۔ قرب میں جو بد شعور تھے
پتھر وہ مارتے تھے جو مجمع سے دُور تھے

نرغہ وہ شامیوں کا وہ اک غیرتِ قمر ۥ بھالے وہ اس پاس وہ تنغیں قریب ہر
نیزے چھوئے دل میں لعینوں نے اس قدر ۥ شہر کے نو نہال کا ٹکڑے ہوا جگر

تیروں سے سب چھنا ہوا تن گلبدن کا تھا
قاسم کا جسم تھا کہ جنازہ حسن کا تھا

زہرا کی تھی فتاں کہ نہ بچے کو یوتاؤ ۥ مسموم کا جگر ہے نہ تنغیں اسے لگاؤ
میرے سن کی ہے یہ کمائی کوئی بچاؤ ۥ بیٹی ہوں میں تھکے پیٹر کی رحم کھاؤ
دے دو مجھے یہ لال کہ غم کی ستائی ہوں
میں تم سے بھیک مانگنے جنت سے آئی ہوں

زہرا تو کر رہی تھیں یہ نوحہ بحال زار ۥ ناگاہ ظلم کی ہوئی برجھی جگر کے پار
گھوڑے پہ ڈمگانے لگا طفلِ گلزار ۥ عباس کو تڑپ کے پکارا جگر فگار
وقت آگیا کہ اوج شہادت حصول ہو
اب آخری سلام بہارا قبول ہو

لو عوجانِ فاطمہ کے گھر سے ہوشیار ۥ مرتے ہیں ہم۔ رسول کے دلبر سے ہوشیار
ہشکلِ مصطفیٰ۔ مری مادر سے ہوشیار ۥ سبطِ نبیؐ کی دختر سے ہوشیار
غم میں مرتے تڑپ کے نہ باہر نکل پڑیں
خیبے سے ماں پھوپھی نہ کھلے سر نکل پڑیں

یہ کہتے کہتے خاک پہ وہ ملے لقا گرا ۥ جلتی زمین پر پسرِ محبتیٰ گرا
رن میں یتیم گوہرِ عرشِ علا گرا ۥ غل پڑ گیا۔ نبیرہ خیر النساء گرا

پوتا ہے جاں بلب اسدِ کردگار کا

بجھتا ہے اب چراغِ حسن کے مزار کا

گرتے ہی خاک پر جو ہوا غش وہ ملے لقا ۥ فوجِ عدو میں فتح کے باجوں کا غل ہوا
ماں نے صدا سنی تو یہ دل تھام کر کہا ۥ میری کسائی نیگ لگی شکرِ کبریا

بچے پہ میرے ہر ہوئی ذوا بھلال کی

لو بیو برات چڑھی میرے لال کی

سن کر یہ بین رونے لگے شاہِ بحر و بر ۥ رن کو چلے ٹپک کے علامہ بچشمِ تر
ہمراہ تھا پسر کبھی برادر بھی نوحہ گر ۥ نالے یہ تھے کہ ہائے مرے غیرتِ قمر

عمو نثار۔ جانِ برادر کہ ہر گئے

تم بھی حسن کا داغ ہر آج کو گئے

پہنچے جو لاشِ ابنِ حسن پر بحالِ زار ۥ دیکھا کہ سر کو کاٹنے والے ہیں بدشعار
غصے سے کانپنے لگے عباسِ نامدار ۥ للکار کے بڑھے صفتِ شیرِ کردگار

بھاگے عدو جو ڈر کے تو نقشہ بدل گیا

ہل چل میں اس یتیم کا لاشہ ٹھیل گیا

روتے ہوئے قریب جو آئے شہیدؑ || دیکھے تمام عضوِ بریدہ جدا جدا
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کہا و امحسدا || اُمت کا یہ سلوک تو دیکھو پئے خدا
ابنِ حسنؑ کی جان پہ صدمے گزر گئے

لونا نا جان قاسمؑ ناشاد مر گئے

اپنی عبا یہ کہہ کے بچھائی زمین پر || سب چُن لیے، پٹے تھے جو اعضا دھڑا دھڑا
کاندھے پہ لاش لے چلے عباسؑ نامور || روتے ہوئے حسینؑ بھی پہنچے قریب در
آواز دی کہ بیاہ کی حسرت نکال لو

لو بھابی جان اپنی امانت سنبھال لو

یہ کہہ کے گھر میں لاش جو لائے شہیدؑ || بیٹے کی جو مراد تھی، ماں نے وہی کیا
لاش کے پاس شکر کا سجدہ کیا ادا || واللہ صبرِ فاطمہؑ زہرا دکھا دیا

اتنا کہا کہ شاد کیا خوب باپ کو

قاسمؑ بنے یہ بیاہ مبارک ہو آپ کو

تم سے جو قول ہار چکی ہے یہ دل حزیں || ماں بہ، تلک خموش ہے اے میرے حبیب
شبیرؑ آپ روتے ہیں میری خطا نہیں || تم جلد بول اٹھو کہ نہ روئیں امامؑ دیں

مگرتے ہیں خاک پر شہِ صفا سنبھال لو

ماں صدقے عمو جان کو اٹھ کر سنبھال لو

رونے سے شہ کے روتی ہے مصطفیٰ کی آل | بنتِ علی نے لاش پہ کھولے ہیں ہر کے بال
روحِ حسن بھی روتی ہے اے میرے نوہال | اب کس طرح سے دل کو سنبھالے خستہ حال

رونا بھی شاق ضبط بھی مجھ سے محال ہے

اماں کو تیرے سر کی قسم کا خیال ہے

سنکریہ میں غیر بھی روتے تھے زار زار | ماں تھی مگر بیاس وصیت نہ اشکبار
زہرا کی لاڈلی نے صدادی کہ میں نثار | لو سجا بی تم بھی رولو کہ دل کو ملے قرار

یہ لال ناصر پسر بو تراب ہے

ایسے شہید کے لیے رونا ثواب ہے

کھانے لگی یہ سن کے کچھاڑیں وہ نیک نام | سر رکھ کے منہ پہ بیٹے کے، رو کر کیا کلام
پیالے تری وفا کے ثنا خواں ہیں خاصِ عام | عباس داد دیتے ہیں، اٹھ کر کرو سلام

ہے فخر و ناز تم پہ علی کے گھرانے کو

دکھلا دی میرے شیر کی طاقت زمانے کو

سیدانیوں کی گود کے پالے جواب دے | ماں لاش کو گلے سے لگالے جواب دے
اپنے چچا کے چاہنے والے جواب دے | بیوہ کے گھر کو کون سنبھالے جواب دے

کس چاہ سے جو ان کیا پاں پوس کے

ماں رہ گئی غریب کلیجہ موس کے

رخصت حضرت عباس علیہ السلام



حیدر سا بہادر کوئی ہو گا نہ ہوا ہے ہاں حضرت عباسؓ کو کہیے تو بجا ہے
ان کو بھی وہی زور وہی رعب ملا ہے یہ ایک شرف شیر خدا سے بھی سوا ہے

سقائی کا عہدہ تو علیؑ کو نہ ملا تھا
لیکن کوئی سقا کہیں پیاسا نہ سنا تھا

اللہ کے وفاداری شیدائے سکینہؑ کوثر کی تمنا میں ہے سقائے سکینہؑ
کہتا ہے کہ کیوں ہم کو نہ شرم آئے سکینہؑ دو دن تمہیں پانی نہ ملا ہائے سکینہؑ

بنی جی کے لیے بیچ کے سہ لائیں گے پانی

ہم جا کے ابھی نہر سے بھر لائیں گے پانی

گھبرا کے وہ بولی کہ سہرا نکھوں پہ شفقت محکو تو کسی سے کوئی شکوہ نہ شکایت
کیوں ہے یہ ملال آپ کو کیوں شرم وند آ اچھی ہوں مجھے تو کوئی صدمہ نہ اذیت

دریا سے تو پھر آئیے گا مجھ کو لقیں ہے

رہنے بھی دیں یہ پیار، مجھے پیاس نہیں ہے

فرمایا کہ ہم کیا تمہیں ترپائیں گے بی بی | دریا کے سوا اور کہاں جائیں گے بی بی
زندہ ہیں تو کیوں پھر کے نہ ہم آئیں گے بی بی | کیا مشک کا بھڑنا، ابھی بھڑلائیں گے بی بی

پانی نہ منگاؤ گی تو بچے نہ پیئیں گے

ہاں دیکھو سکینہ علی اصغرؑ نہ جیئیں گے

رو کر کہا جلد آپ جو پھر آئیں تو جائیں | واں جا کے کھینچی کو نہ ترپائیں تو جائیں
اصغرؑ کو فراموش نہ فرمائیں تو جائیں | دریا سے نہ بڑھنے کی قسم کھائیں تو جائیں

ہاں آپ کے تیمور سے یہ پہچان گئی ہوں

کو شر پہ چلے جائیں گے میں جان گئی ہوں

فسر مایا کہ دریا پہ نہ جائیں تو قسم لو | واں سے قدم آگے جو بڑھائیں تو قسم لو

پیارے کو اگر دل سے بھلا لیں تو قسم لو | بے آبے گھر میں ہم آئیں تو قسم لو

آئندہ اب ایسے سخن یا س نہ کہنا

مشکیزہ نہ بھڑلائیں تو عباسؑ نہ کہنا

یہ سن کے جو سوکھی ہوئی اک مشک لائی | عباسؑ علمدار نے کا ندھ سے لگائی

ممتا جو بنا دہر زہرا کا فدائی | رو کر کہا زنیبؑ نے کہ ہے ہے مرا بھائی

انجم سنا کے مہین ناشاد کیا تھا

بابا نے دم مرگ یہ دن یاد کیا تھا

عباسؑ نے رخ کر کے سوئے دخترِ حیدرؑ کی عرض میں یاد ہے وہ وقت وہ منظر
فرمایا تھا ہم سے بھی یہ بابا نے لکرؑ اک دن مرے شبیرؑ کو گھیریں گے سنگمر

بھائی پہ فدا ہو جیو تم میری طرف سے

ہم شانِ وفادیکھئے آئیں گے نجف سے

سینے میں تڑپتی ہے اسی دن سے چہرہؑ اماں نے بھی ہر کام سفر روکے بہنت

فرمائی تھی ہم کو یہ قسم دے کے ہدایتؑ زہراؑ کے خوزادے پہ اگر آئے مصیبت

حق شہؑ کی غلامی کا ادا کیجیو عباسؑ

خوں اُن کے پسینے پہ گرا دیجیو عباسؑ

اب خیر سے جائیں جو وطن شاہ کی خواہرؑ اور حال مرا آپؑ پوچھیں مری مادر

کہیے گا کہ خادمِ علم و شک اُٹھا کرؑ قربان ہوا آپؑ کی بی بی کے سپر پہ

خوشنود کیا روحِ یَد اللہ و نبیؑ کو

اب دودھ بکل کیجیے عباسؑ علیؑ کو

روئیں سینِ سن کے بہت زینبؑ ناچارؑ تسلیم کجالات کے چلے رن کو علمدارؑ

زوجہ سے یہ آہستہ کہا ہے مری غمخوارؑ ہم پھر کے نہ آئیں گے بچوں سے خبردارؑ

گھر بار تمہارا شہِ ذی جاہ کو سونپا

وہ بولیں سدھارو تمھیں اللہ کو سونپا

جاتے ہو مگر اکت گزاریش نہ بھلانا ۥ مگر مشک ٹھانی ہے تو پھر بھر کے بھی لانا
شمرستم ایجاد کی باتوں میں نہ آنا ۥ وہ دشمن ایساں ہے اشرارت میں یگانا
کا ہے کوئیں آپ سخن ایسے شقی کا

سُنتی ہوں وہ قاتل ہے حسینؑ ابن علیؑ کا

مکار ہے وہ مکر کی تقریر کرے گا ۥ بے دیں ہے نہ پاسِ شبہ دلیگیر کرے گا
تم شاہ سے چھٹ جاؤ یہ تدبیر کرے گا ۥ بکس اُنھیں کر کے تہِ شمشیر کرے گا

مگر تم نے کلام اُس سے کیا فوج کی صف میں

حیدر سے گلہ کرنے جاؤں گی نجف میں

اِن باتوں سے مسرور ہوا شاہ کا یا اور ۥ شاہِ بابش کہا اور چلا گھر سے وہ صدر
ڈھیڑی یہ بودیکھا شبہ بکس کو گھلے سر ۥ بس دُر کے قدموں پہ گرا دلبر حیدر

شہ نے کہا کیوں قدموں پہ سر دھرتے ہو بھائی

مر جائے گا مظلوم یہ کیا کرتے ہو بھائی

کی عرض کہ تقریر کا بایرا نہیں مولا ۥ گو آپ سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں مولا
بچے ہوں تلف یہ بھی گوارا نہیں مولا ۥ نادان کی ہٹ سے کوئی چارا نہیں مولا

اب نہر پہ جاؤں یہ تھا ضائع و فاس ہے

خود مجھ کو سکنہ نے یہ مشکیزہ دیا ہے

شہ بولے مرے راستہ جاں ثانی حیدر || طاقت مرے بازو میں تھیں سے ہے برادر
پانی کے بہانے سے چلے جانب کوثر || جھک جائے گی بیکس کی کمر تم سے بچھڑ کر

مشکیزہ تو بھراؤ گے تم مجھ کو یقیں ہے

پانی مگر اس نہر کا قسمت میں نہیں ہے

قسمت سے مرزور ہے کیا جاؤ سدا رو || جو خالق اکبر کی رضا، جاؤ سدا رو
سبکیں کا بھی مالک ہے خدا جاؤ سدا رو || قدموں سے اٹھو، صبر کیا، جاؤ سدا رو

کیا تم کو خبر، دل کا جواب حال ہے عباسؑ

زہرا کی ندا آئی مرا لال ہے عباسؑ



وفا پسند!

دنیا وفا پسند ہے، دیں ہے وفا پسند سجدہ وفا پسند، حبیب ہے وفا پسند

کوئی بھی ہو جہاں میں کہیں، ہے وفا پسند دعوے کی حد میں کون نہیں، وفا پسند

وہ ایک ہی ہے جس سے ہے قائم وفا کا نام

عباسؑ اُس کا نام ہے۔ آگے خدا کا نام

شہادت حضرت عباسؑ علیہ السلام



مشک بھر کر سوئے خیمہ جو علمدار چلے | روکنے کے لیے رستہ رستم اطوار چلے
یہ بسرعت جو اڑاتے ہوئے رہوار چلے | تیر برساتے ہوئے لاکھ ستمگار چلے

اب لڑیں یا علم و مشک سنبھالیں عباسؑ
باگ لیں گھوڑے کی یا تیر نکالیں عباسؑ

تیر دلہ وز کلیجے کو ہلاتے ہی رہے | آپ شانِ اسد اللہ دکھاتے ہی رہے
رَن ہلاتے ہی رہے حشر اٹھاتے ہی رہے | تیر خود دکھائے مگر مشک بچاتے ہی رہے

کوئی پہلو پہ لیا کوئی جگر پر روکا
زد پہ مشک آئی تو پٹیلی کی سپر پر روکا

سپہ شام اٹھتی تھی جو مانندِ بلا | دم بدم نادِ علیؑ پڑھتا تھا یہ جانِ وفا
دل سیکینے میں، نظر فوج پہ، ہنٹوں پہ دعا | غلہ سے فاطمہ زہراؑ کی یہ آتی تھی صدا

میرے مظلوم کی خاطر جد و کہہ کرتے ہو
اتماں صدقے مرے بکس کی مدد کرتے ہو

لاکھ رو بہا ہوں نے روکا، یہ غضنفر نہ رکا ۥ تیرے بس، یہ جگر گوشہ حیدر نہ رکا
 دل کے سبٹ سبٹ پٹے، پھر بھی دلاور نہ رکا ۥ کٹ گئے ہاتھ، مگر نشہ کا برادر نہ رکا
 پھٹ کے گیتی پہ نہ کیوں گنبدِ دوآر گرا

لو زمیں پر علمِ احمدِ مختار گرا
 ہائے لاکھوں وہ شقی اور وہ تنہا جہار ۥ اے دلاؤ کار کے ستے تری جرات کی تار
 اس طرح مشک کو دانتوں میں ڈبایا اکبار ۥ جس طرح شیرِ غضبناک کے منہ میں ہونکار
 وار پڑتے ہیں تو یہ سر کو جھکا لیتے ہیں
 مشک کو سینہ زخمی سے چھپا لیتے ہیں

دل میں کہتے ہیں کہ یا حیدرِ صفدر آجاؤ ۥ بچی مر جائے گی مشکیزہ کو تیروں سے بجاؤ
 کبھی فرماتے ہیں اے شامیو یہ قہر نہ ڈھاؤ ۥ مہر کاٹ لو پریشک کو ناوک نہ لگاؤ
 قہقل کے بعد بھی عباسؑ کو ایذا دینا
 پر سکیئہ کی امانت اُسے پہنچا دینا

تھے اسی طرح سوئے نیمہ شبِ زرداں ۥ یک بیکِ حشیمِ مبارک میں گڑا اک بیکیاں
 تیر کھا کر ابھی سنبھلا بھی نہ تھا شیرِ زریاں ۥ ناگہاں مشک چھدی، سر پہ لگا گرزِ گراں
 خون بہتا رہا جب تک، تو نہ زہار گرے
 بہ گیا آب، تو ریتی پہ علمدار گرے

منہ سے بے ساختہ نکلی غم انگیز صدا ۱۱ السلام اے جگر و جان بتولِ عذرا
السلام اے سپر بادشہ عقدہ کشا ۱۱ السلام اے ثمر باغِ رسولِ دوسرا

چھوڑ کر سید والا کے قدم جاتے ہیں

اب سکیٹہ سے خبردار کہ ہم جاتے ہیں

یہ صدا سنتے ہی مولانا نے جگر کو تھاما ۱۱ ضعفِ پیری نے شہِ جن و بشر کو تھاما
غش جو آیا، علی اکبرؑ نے پدر کو تھاما ۱۱ درد نے اُٹھ کے مسافر کی کمر کو تھاما

روکے فرمایا آخری تم بھی مجھے چھوڑ چلے

ہائے پردیس میں یکس کی کمر توڑ چلے

کہہ کے یہ اشک بہاتے ہوئے دریا کو چلے ۱۱ راہ میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے دریا کو چلے
دماغِ پرداغ اٹھاتے ہوئے دریا کو چلے ۱۱ رکھے ہاتھ بھی پاتے ہوئے دریا کو چلے

ساتھ میں اکبرؑ ناشاد کئی غم کھاتے تھے

دم بدم ہائے چچا کہہ کے ٹرپ جاتے تھے

نوحہ و آسفا پڑھتے ہوئے شاہِ اُمم ۱۱ شہ پر پیچے تو یہ دیکھا عجب منظرِ غم
بل نہ پھرے پہ، نہ ماتھے پہ ہیں آثارِ الم ۱۱ ال طرف مشکِ سکیں ہے تو اک سمتِ علم

شان پر دیکھئے والوں کو گماں ہوتا ہے

گھٹاٹ روکے ہوئے بے خوفِ سدا سوتا ہے

روکے بولے مے پیاے تری شوکت کچے نثار ۥ میرے جانباز انجی میں تری جرأت کے نثار
میری نادان کے سقے تری بہت کے نثار ۥ اے مے چاہنے والے تری چاہت کچے نثار

راحت جان رسول الثقلین آیا ہے

اٹھو بھائی تمہیں لینے کو حسین آیا ہے

اے مے قوت بازو، مے بابا کے نشاں ۥ ابھی زندہ ہو کہ حبت میں گئے بھائی جاں
سُن کے یہ ہوش جو آیا تو کہا میں قرباں ۥ عبدِ ناچیزی سلیم، امامِ دو جہاں

نہر پر آنے کی تکلیف جو فرمائی ہے

آپ کے ساتھ سکیئے تو نہیں آئی ہے

بولے شبیر وہ ڈیوڑھی پہ کھڑی رتی ہے ۥ آپ کی یاد میں بتایا ہے جاں کھوتی ہے
دم بدم پیاس کی ایندھن ہوا ہوتی ہے ۥ نہر کو نکلتی ہے اور اشکوں منہ دھوتی ہے

بولے عباسؑ کہ خادم پہ ترس کھائیے گا

اب مری لاش کو خیمے میں نہ لے جائیے گا

شہ نے آنسو جو بہائے فیضیت سنکر ۥ شدتِ غم سے جگر تھام کے روئے اکبرؑ
بولے شبیر کہ اے نورِ نگاہِ حیدر ۥ خاتمہ ہے یہ وفا کا ہے مے رشاکِ قمرؑ

کہہ کے یہ لاشِ برادر کے قریں بیٹھئے

گود میں بھائی کا سر رکھ کے وہیں بیٹھئے

تیر پتلی سے جدا کر کے لہسا آہ و بُکا ۥ خون چہرے کا محمدؐ کی قبا سے پونچھا
ناگہاں شیر کی آنکھوں پہ نظر کی تو کھلا ۥ کوئی صدمہ ہے کہ روتے ہیں کہا بھائی یہ کیا

کیا یتیموں کے لیے محو قسق ہوتے ہو

بھائی عباسؑ کہو تو سہی کیوں روتے ہو

عرض کی اور ہی کچھ فکر ہے اے ابر کرم ۥ اپنے بچوں کا نہ کچھ دھیان نہ صدمہ نہ الم
بس اگر ہے تو غمِ سیدِ مظلوم کا غم ۥ وقتِ آخر کا مجھے دھیان ہے اے شاہِ اعم

مرتے دم بھی تو وہ صدمہ مجھے تر پاتا ہے

بھس طرح عرض کروں منہ کو جگر آتا ہے

وہ بزرگوں کا دم نزع وہ دنیا سے سفر ۥ وہ نبیؐ اور وہ آغوشِ ید اللہ وہ سر
وہ سر شیر خدا اور سر ہانے شہر ۥ وہ تہِ فرقِ حسنِ زانوے شاہِ بے پر

حیف یاں تو کوئی بھائی نہ بھتیجا ہوگا

ہائے پھر کیا سرِ سرور کا نتیجا ہوگا

شاہِ سبکیں نے کہا آہ نہ پوچھو بھتی ۥ یہ الم یہ غمِ جانا کاہ نہ پوچھو بھتی
کوئی مونس نہ ہو اخواہ، نہ پوچھو بھتی ۥ میرے انجام کو اللہ نہ پوچھو بھتی

لب پہ اُمت کی دُعا، خلق پہ خنجر ہوگا

گود میں فاطمہؑ زہراؑ کی مرا سر ہوگا

یہ سخن سنتے ہی حیدر کا آسد سٹھرایا ۥ غم شبیر کے نیزے نے جگر برباد کیا
منکا ڈھلنے لگا ماتھے پہ پسینہ آیا ۥ سانس نے ٹوٹ کے مظلوم پہ محشر ڈھایا

شہ نے دیکھا تو نہ پھرتن میں حرارت پائی

غل ہوا نہر پہ سقے نے شہادت پائی

گر کے لاشے پہ کہا شہ نے بھڑا ہونغاں ۥ ہم سے منہ موڑ گئے اے شہ مردان کے نشان
عصر کا وقت بھی نزدیک ہے اے راحت جاں ۥ اک ذرا اور ٹھہر جاؤ اخی میں قبر باں

میری معصوم حزمینہ سے تو ملتے جاؤ

بھائی عباس سکینہ سے تو ملتے جاؤ

شبیر کا ماہِ رُو

شبیر کا ماہِ رُو تھا جلالت میں لاجواب ابرو تھے ذوالفقار تو چہرہ تھا آفتاب
بھینگے ہوئی مسینِ نیر آمدِ شباب تیرہ برس کے سن میں تھے جیسے بوتِ راب

بہرِ جہاد صورتِ حیدر تے ہوئے

جنت کے اشتیاق میں دو لہا بنے ہوئے

شہادت جناب عباسؑ

عباسؑ نے شبامیوں پر فتح جو پائی ۥ نوحل نے نکلیں گاہ سے تلوار لگائی
زہرا کی نذا آئی کہ خالق کی دہائی ۥ اماں ترے واری مرے بچے کے فدائی

اس فوجِ ستم نے مرے تہرو پہ جفا کی

ہے مرے بچے ترے بازو پہ جفا کی

اللہ رے وہ ولولہ و ہمتِ عالی ۥ اک ہاتھ سے تیغ و علم و مشک سنبھالی
ٹھوکر سے بھی تادیر بلا فوج کی ٹالی ۥ جو دوسکڑ شانے پہ چلی تیغِ ہلائی

اب جانبِ گردوں نگہ یاس اٹھاؤ

یار و علمِ حضرتِ عباسؑ اٹھاؤ

یاں ایک یہ بے دست اُدھر سارا زمانا ۥ وہ نیزہ و شمشیر و تبرِ جسم پہ کھانا
ہر طرح سے سچّی کی امانت کو بچانا ۥ کس شوق سے خیمے کی طرفِ خوش بڑھانا

بے دست ہے اور صفدر و غازی نہیں رکتا

لاکھوں سے بھی اک شیرِ حجازی نہیں رکتا

لونا ریوں نے مشک پہ بھی تیر لگایا ۥ پانی جو بہا دلبر حیدر کو غش آیا
گھوڑے سے گرے جب تو شہدیں کو بلایا ۥ شبیر یہ چلائے کہ فریاد خدا یا

اعدائے مرے عاشق دلگیر کو مارا

عباسؑ کو مارا نہیں شبیر کو مارا

محبوب خدا بہرِ عزا نہر پہ آئے ۥ حیدرؑ پہ تعریف و دعا نہر پہ آئے
زہرا و حسنؑ بہرِ بکا نہر پہ آئے ۥ مگر پڑ کے شہید الشہداء نہر پہ آئے

دریا کے قریں شیر کو سوتے ہوئے دیکھا

لاشے پہ یہ اللہؑ کو روتے ہوئے دیکھا

مظلوم نے خاکِ رُخ مجروح چھڑائی ۥ اک نہر رواں دیدہ پر تم سے بھائی
آغوش میں سر لے کے یہ فرمایا کہ بھائی ۥ ہیہات کہ اک اپنی تمنا نہ بر آئی

اس وقت جو آپ اس کو نہ بر لائیں گے بھائی

ہم دل ہی میں ارمان لیے جائیں گے بھائی

کی عرض کہ فرمائیے، زہرا کے دلائے ۥ فرمایا کہ اے حیدرؑ کھار کے پیارے
اس بات کی حسرت ہی رہی دل میں ہمار ۥ پر تم ہمیں بھیا کبھی کہہ کر نہ پکارے

مگر دل پہ قلعہ بھی ہو تو سہ لو مرے بھیا

اس وقت تو بھائی مجھے کہہ لو مرے بھیا

کی عرض یہ کیا حکم ہوا لے شہ ذی جاہ لو آج غلامی سے بھی محروم کیا آہ
حضرت شہ کونین میں بندہ درگاہ مولا تو ہیں ستر ناج سلیمان، میں ہوا خواہ

کس طرح سے ہم شانِ شہ جن و بشر ہوں

بنی کے جگر آپ میں لونڈی کا پسہ ہوں

ادنی اسایہ کام بھی مجھ سے نہ بن آیا اس پیاس میں شہ کے لیے پانی بھی نہ لایا

پر حکم سے ناچار ہوں عاجز ہوں خدایا یہ کہہ کے اٹھے سر قدم شہ پہ جھٹکایا

گو حکم بجالائے یہ صدے سے قضا کی

ہے ہے مرے بھیا کہا اور جانِ فدا کی

شہ نے کہا بکس سے نہ منہ موڑے بھیا جنگل میں اکیلا نہ جھے چھوڑے بھیا

نصرت کے لیے دستِ ادب جوڑے بھیا پردیس میں میری نہ مکر توڑے بھیا

مر جاؤں گا میں، اے مرے شہ رانی نہ روٹھو

اب بھائی نہ کہواؤں گائے بھائی نہ روٹھو

قطع

فاطمہؑ کا مہ لقا بزمِ شہادت کا چراغ ہو گیا نصرتِ جلا کر نورِ وحدت کا چراغ

رہ گئی تنہا اندھیرے بن میں جلاشِ حسینؑ خود بخود گل ہو گیا زہرا کی تربت کا چراغ

رخصت حضرت علی اکبر علیہ السلام



نبی کے لال سے آرامِ جاں بچھڑتا ہے | چمن اُجڑتا ہے سرورِ واں بچھڑتا ہے
دلیر و صفدر و شیرِ زیاں بچھڑتا ہے | ضعیف باپ کے کڑیلِ جوان بچھڑتا ہے

یہ داغ وہ ہے کہ پیغمبروں پہ جبر ہوا

یہ وہ الم ہے کہ یعقوب سے نہ صبر ہوا

خلیلِ پاک تھے گو صبر و شکر میں یکتا | پسر کے ذبح کا لیکن انھیں جو حکم ملا
بہوئی محبتِ فطری سے اس قدر ایذا | خدا کے حکم کو حضرت نے تین دن ٹالا

اگرچہ آپ کمر سے چھری نکالی تھی

مگر خلیل نے منہ پر نقاب ڈالی تھی

بتاؤ اہلِ عزاء کیا کرے وہ فخرِ خلیل | نظر کے سامنے بسبل ہو جس کا اسماعیل
سناں کلیجے پہ کھائے پس حسین و جمیل | غریب باپ کے پانی کی ہو سکے نہ سبیل

بلند چشم شکایتِ سوئے فلک نہ کرے

جگر کو ستھام کے رہ جائے آہ تک نہ کرے

پسر کے دلغ کی دنیا میں کچھ دوا ہی نہیں || اس امتحان میں کسی کا قدم جما ہی نہیں
مگر حسین سا صابر کوئی ہوا ہی نہیں || سکون و صبر و تحمل کی انتہا ہی نہیں

خوشی سے دل پہ یہ جبر اختیار کرتے ہیں

جوان بیٹے کو حق پر نثار کرتے ہیں

پسر کی عرض ہے نصرت کا اذن دو بابا || کہ حد سے فتنہ و شر بڑھ چلا ہے باطل کا
امام کہتے ہیں اچھا سدھارو لے بیٹا || جو ماں پھوپھی کی رضا ہو تو ہم کو عذر کیا

نہ دھوپ چھاؤں میں گھر سے کبھی نکالا ہے

تمہیں تو جوگ کم کر انھوں نے پالا ہے

یہ سن کے اکبر ناشادماں کے پاس آئے || ملول و مضطرب و بیتاب و بے حواس آئے
وہ روکے بولیں میں قربان کیوں داس آئے || کہا کہ اپنے مقدر سے محو یا اس آئے

غضب ہے غیروں نے بھی شہ پہ سر نثار کیا

ہمیں ہمارے ادب نے ذلیل و خوار کیا

یہ کہہ کے روئے تو سب گھر کو اضطراب ہوا || کہ تیرا آہ ہر اک کے جگر کے پار ہوا
ہر اک بہن کا بھی دل غم سے بیقرار ہوا || چچی بھی روئیں پھوپھی کو بھی انتشار ہوا

گلے لگا کے جو بانو دعائیں دینے لگیں

جبیں کو چوم کے زینب بلائیں لینے لگیں

کہا کہ اے مرے ماہِ کمال خیر تو ہے ۥ میں صدقے اے مرے یوسفِ جمال خیر تو ہے
یہ شانِ غیظ یہ قہر و جلال خیر تو ہے ۥ زباں سے کچھ تو کہو میرے لال خیر تو ہے

کہا، پھوپھی شہِ دلگیر مرنے جاتے ہیں

قیامت آتی ہے شبِ بے مرنے جاتے ہیں

وہ روکے بولیں شہِ مشرقین کو روکو ۥ نبیؐ و فاطمہؑ کے نورِ عین کو روکو
میں داری دلبرِ شاہِ حنین کو روکو ۥ کسی طرح مرے بھیا حسینؑ کو روکو

کہا، ابھی شہِ دلگیر کو بچاتے ہیں

جو دودھ بخش دیں اماں تو رن کو جاتے ہیں

پکاریں بانوے سرورِ تم اپنا دل نہ دکھاؤ ۥ علیؑ کے نام یہ ہیں دودھِ بخشی ہوں جاؤ
مجھے اُجاڑ دو فزِ زندِ فاطمہؑ کو بچاؤ ۥ پھوپھی پکاریں گلے تو لگا لوں اکبرؑ آؤ

جہاں میں لوگ تو بیٹوں کا بیاہ کرتے ہیں

ہم اپنے ہاتھوں سے گھر کو تباہ کرتے ہیں

بلا جو افزن، مریضِ بلا کے پاس آئے ۥ وہ حال دیکھا کہ فرطِ الم سے تھرائے
خدا کسی کو یہ رنج و تعب نہ دکھلائے ۥ قریب بیٹھ کے شانہ ہلا کے چلائے

گلے سے لیے کہ یہ تشنہ کام جاتا ہے

سلام لیجیے بھیا غلام جاتا ہے

یہ سن کے دلبر شاہِ انام چونک پڑے || جنابِ عابدِ ناشاد کام چونک پڑے
حسینِ امام کے قائم مقام چونک پڑے || رسول کی جو صد اتھی امام چونک پڑے

کہا کہ ہم سے بچھڑ کر کہاں کا قصد کیا

بہن کی یاد میں شاید مکاں کا قصد کیا

اک آہ بھر کے جری نے کہا کہ ہائے اخی || مکاں کا قصد ہے اب ورنہ یادِ صغرائی
نبی کی آل کو گھیرے ہوئے ہے فوجِ شقی || امامِ پاک کی نصرت کا غم ہے بھائی

بہت سپاہِ ستگر نے سر اٹھایا ہے

غلامِ رن کی رضا مانگئے کو آیا ہے

وہ بولے پہلے نہ زین العباسِ نصت لو || ابھی تو بانوے شاہِ ہداسے نصت لو
پھوپی سے اذن، شہِ کربلا سے نصت لو || حسن کے لال سے مل لو چپا سے نصت لو

وہ روکے بولے کہ بھیا چچا شہید ہوئے

تمام دوست، ہمارے سوا شہید ہوئے

یہ سن کے بیٹھ گئے اٹھ کے عابدِ دیگر || نہ تاب ضبطِ فغاں تھی نہ طاقتِ تقریر
شبیبِ ختمِ رسلوں بے بحالِ تغیر || کہ جیسے لاشہ شہر سے حضرتِ شبیر

وہ کہہ رہے تھے کہ اکبر نہ ہم نہ جبر کرو

یہ عرض کرتے تھے، بھیا نہ روو صبر کرو

وہ کہہ رہے تھے کہ خیر آپ بھی ہمیں تڑپائیں || دمِ اخیر وصیت تو کوئی کرتے جائیں
یہ عرض کرتے تھے غشِ اُیکانہ اشکِ سہائیں || بس ایک اپنی تمنا ہے گر کرم فرمائیں

ستم کی قید میں تڑپیں کہ اشکبار رہیں
ہماری اماں کے پردے سے ہوشیار رہیں



نام باقی ہے

ہوئے تھے زیبِ مصلیٰ جو شاہِ ارض و سما جی تھی نقشِ قدم پر نگاہِ ارض و سما
وہ ذات کیوں ہو پشتِ پناہِ ارض و سما کہ جس کی خاک بھی ہے سجدِ گاہِ ارض و سما
زمینِ قبر سے سُبْحے جو صبح و شام بنے

امامِ پاک کی تربت سے بھی امام بنے

امام ایسا نہ دیکھا نہ مقتدی ایسے موالیوں میں ہیں جن کے ملک، ولی ایسے
وفا کا جن پہ ہوا خاتمہ، جری ایسے خدا کی راہ میں سمر دیدیے سخی ایسے
اُنھیں سے دینِ خدا تا قیام باقی ہے

اُنھیں کے دم سے محمد کا نام باقی ہے

شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام



جب دلبرِ زہرا کی شہادت کا دن آیا || پردیس میں جہاں کو لعینوں نے ستایا
 انصار سے، بھائی سے، بھتیجے سے چھڑایا || مظلوم نے صبرِ اسد اللہ دکھایا
 سقے کو ترائی میں سسکتے ہوئے دیکھا
 ماتم میں سکیںہ کو بلکتے ہوئے دیکھا

اس داغ سے مظلوم کو ہوش آنے نہ پایا || جولے کے رضا دل علی اکبرؑ نے ہلایا
 بیٹے کی محبت نے یہ صابر کو سنایا || فطرت سے جہاں جنگ ہے وہ مرحلہ آیا
 رُخ کمر کے سوئے نہر کمر باپ نے تھامی
 یہ صبر دکھایا کہ رکاب آپ نے تھامی

اکبرؑ بھی چلے رن کو، دلِ شاہِ ہدایت بھی || شبیر بھی دیکھا کیے، وہ ماہِ لقا بھی
 میدان میں نعرے بھی کیے اور وفا بھی || ہزخم پہ کی بخشش امت کی دعا بھی
 ناگاہ اٹھا شور یہ افلاک کے اوپر
 لو گر گئی تصویرِ نبیؐ خاک کے اوپر

سینے پہ سنناں کھا کے گرا بانو کا پیارا ۥ خیمے کی طرف دیکھ کے بابا کو پکارا
یا شاہِ ہدا آخری مجسّم ہو ہمارا ۥ اب عازمِ فردوس ہے مشتاقِ نظارا
نیزے کا تو پھسل رشتہ جان کاٹ چکا ہے
لیکن پیئے دیدار دم آنکھوں میں رکا ہے

اے سیدِ ابراہیمِ خدا حافظ و ناصر ۥ رخصت ہے یہ ناچارِ خدا حافظ و ناصر
گنہے کے عزادارِ خدا حافظ و ناصر ۥ ڈیہوڑی سے خبردارِ خدا حافظ و ناصر
ڈر ہے نہ مرے غم میں تڑپ کر نکل آئیں
اماں نہ کہیں خیمے سے باہر نکل آئیں

یہ سن کے نہ سروڑ کو رہا ضبط کا یارا ۥ پر صبر کی سیرت نے دیا دل کو سہارا
فطرت کے تقاضوں نے یہ بڑھ بڑھ پکارا ۥ روفاطمہ کے لال چھٹا آنکھوں کا تارا
کیا سب غمِ اولاد میں رویا نہیں کرتے
دل نے کہا، صابر کبھی شکوہ نہیں کرتے

آہوں نے کیا غم کہ دنیا کو جلاؤ ۥ مظلوم کی ہمت نے کہا لب نہ ہلاؤ
مچلے جو بہت اشک کہ طوفان اٹھاؤ ۥ شہہ بولے مرے صبر پہ دھبّانہ لگاؤ
ہم شکلِ بنیٰ کیا مجھے اُمت سے سوا ہیں
لاکھ ایسے ہوں بیٹے تورہ حق میں فدا ہیں

یہ کہہ کر جو قتل کو چلا دین کا ہادی || آنکھوں نے بھی مظلوم کو رستے میں غادی
سوزِ غمِ فطری نے بصارت جو مٹادی || صابر نے کمرِ تھام کے بھائی کو ندادی

زائل مری بینائی بھی اب کر گئے اکبرؑ

عباسؑ، سنا تم نے بھی کچھ، مر گئے اکبرؑ

جاتے تھے کبھی داہنی جانبِ صفر || گھبرا کے کبھی بائیں طرف مڑتے تھے سروڑ
تھرا کے سنبھلتے تھے کبھی کھاتے تھے ٹھوکر || گرتے تھے کبھی راہ میں امن سے الجھ کر

رُخِ زرد تھا اور گیسوؤں میں خاک بھری تھی

عمامہ لٹکتا تھا، قبا ڈھلکی ہوئی تھی

مقتل میں ہر اک لاش چھبک جاتے تھے سروڑ || بوسونگھ کے کہتے تھے، یہ میرا نہیں دلبر
ناگاہ ملے خاک پہ غش میں علی اکبرؑ || دل تھام کے شہِ بولے شانے کو ہلا کر

دلبرِ رسولِ الثقلینؑ آیا ہے بیٹا

تعظیم کو اٹھو کہ حسینؑ آیا ہے بیٹا

بابا کی صدا سن کے ذرا ہوش جو آیا || تسلیم کو خود اٹھ نہ سکے ہاتھ اٹھایا
یارائے سخن درِ جگر سے جو نہ پایا || حسرت کی نگاہوں سے یہ ارمان سنایا

ہنگامِ وصیت ہے اجل سر پہ کھڑی ہے

بولا نہیں جاتا کہ سنانِ ل میں گڑی ہے

شہ بولے، اشارے کو میں سمجھا کے دلدار ۥ نیزہ ترے سینے سے نکالے گا یہ ناچار
کیا کام لیا باپ سے آج لے کے جرّار ۥ منہ پھیر کے پھر خاک پہ بیٹھے شہ ابرار

اک آہ جو فرزندِ جواں کھینچ کے ترپا

صابر بھی کلیجے سے سناں کھینچ کے ترپا

نیزے کے نکلتے ہی کچھ آئی جو بحالی ۥ اہستہ یہ کی عرض کہ اے خلق کے والی
اماں کو یہ پیغام سنا دیں شہِ عالی ۥ اُمّت کے لیے ہم نے سناں سینے پہ کھائی

ہاں اب تو نہ میلا مراد دل کیجیے اماں

جو دودھ کا حق ہے وہ بحال کیجیے اماں

یہ کہتے ہی زردی رُخ پُر نور پہ چھائی ۥ ناگاہ درخیمہ سے آواز یہ آئی
میں لٹ گئی لے میرے جواں مرگے ہائی ۥ اٹھارہ برس کی مرے بیرن کی کمائی

اک بار کلیجے سے لگا لوں تو سدھارو

تھم جاؤ مرے لال، میں آلوں تو سدھارو

یہ کون مروت ہے رُلاتے ہوئے جانا ۥ اے غنچہ دہن، بیاہ رچاتے ہوئے جانا
بھیا سے مرا نیگ دلاتے ہوئے جانا ۥ سہرا کسی دکھیا کو دکھاتے ہوئے جانا

میں واری مدینے سے خبر آئی ہے بیٹا

شادی تری ہمشیر نے ٹھہرائی ہے بیٹا

اے جانِ حسینؑ آپ کو کیا کہہ کے میں روؤں || نازوں کا، مُرادوں کا پلا کہہ کے میں روؤں
یاد دہمے محبوبِ خدا کہہ کے میں روؤں || دولٹا نہ بنے تھے جو بنا کہہ کے میں روؤں

آئی یہ صدا جب تو سفر کر گئے اکبرؑ

اُس بی بی کے نالے جو سنے مر گئے اکبرؑ

میّت سے اُٹھے شاہِ ہدایہ کو بھجکائے || سمجھا کے بہن کو حرمِ پاک میں لائے
پھر لاش اُٹھانے کے لیے دشت میں آئے || دشمن کو بھی اللہ یہ منظر نہ دکھائے

دل بند کلیجے پہ سناں کھائے پڑا تھا

بالیں پہ جگر تھامے ہوئے باپ کھڑا تھا

ریتی پہ وہ میّت تھی کہ احمدؑ کی نشانی || کہتے تھے لبِ خشک کہ پایا نہیں پانی
مانم کوئی کرتا تھا نہ واں مرثیہ خوانی || ارمان بھرے لاشے پہ روتی تھی جوانی

دیکھے یہ سماں کوئی تو کس طرح کل آئے

شبیرؑ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آئے

طوفان تو اُٹا تھا مظلوم نے ٹالا || اُمّت کے تصوّر میں دلِ زار سنبھالا
پھر لاش اُٹھانے کو جھکے سیدِ والا || یاد آگیا وہ بھائی جو تھا گود کا پالا

دریا کی طرف مڑ کے کہا، ہائے برادر

اکبرؑ کے بھی پُرسے کو نہ تم آئے برادر

اے میرے وفادار کہاں تھیں لاؤں ۥ جب تم ہی نہ آؤ تو کسے اور بلاؤں
یہ منظر جانکاہ انجی کس کو دکھاؤں ۥ تم نہر پہ سوتے رہو میں لاش اٹھاؤں

یہ عالم پیری یہ جگر بند کا لاشہ
تھاموں میں کمر اپنی کہ فرزند کا لاشہ

منظوم کا شکوہ

منظوم کا شکوہ عجیب و غریب ہے غمِ نبی، جلالتِ حیدر نصیب ہے
مگر اقربا نہیں ہیں توفیقِ قریب ہے شمشیرِ مثلِ ابنِ مظاہر حبیب ہے

تنہا ہیں پر حسامِ دوپیکر مدد کو ہے

اکبرؑ نہیں تو خالقِ اکبر مدد کو ہے

وہ جاہ وہ حشم وہ شہِ کربلا کی شان حُسن و جمال میں شہِ خیر الورا کی شان
رعب و جلال میں اسدِ کبریا کی شان قرآن کا حُسن، نور کی صورت، خدا کی شان

تاجِ حشر ان سے شمس و قمر فیضِ باب ہیں

رُخِ اک طرف کہ پشت پہ نورِ آفتاب ہیں

شہادت جناب علی اکبرؑ

رَن میں حبشہ کے دلدار نے برچھی کھائی || گھر کے نولاکھ میں جرار نے برچھی کھائی
بھوک اور پیاس میں ناچار نے برچھی کھائی || ثانی احمد مختار نے برچھی کھائی

غل اٹھا خاتمہ فوجِ شرِ پاک ہوا

ماں کا دل چھد گیا بابا کا جگر چاک ہوا

برچھی کھاتے ہی کچھ اس طرح سے اکبرؑ ٹپے || زیں پہ سنبھلا نہ گیا خاک پہ گم کر ٹپے
باپ کے قلب و جگر کو کہ برابر ٹپے || پھر بھی صابر تھے کچھ ایسے کہ نہ مرنے دے ٹپے

دل سنبھلے ہوئے رَن کو شرِ دلگیر چلے

ننگے سر بڑ بہنہ پا حضرتِ شبیرؑ چلے

دل یہ کہتا تھا مبارک مرے جانی اکبرؑ || آج مقبول ہوئی نذرِ جوانی اکبرؑ
لب یہ کہتے تھے کہ نانا کی نشانی اکبرؑ || ابھی ٹھہرے رہو اے احمدؑ ثانی اکبرؑ

یہ تمنا نہیں باتیں دمِ رخصت کر لوں

اور اک بار سمیپیر کی زیارت کر لوں

شہادت جناب علی اکبرؑ

اے مرے گھر کے اُجالے تمھیں ڈھونڈوں کہاں ۛۛ نہ تو آنکھوں میں بصارت نہ مریں میں تو اس
دشتِ غربت میں کمر توڑ گئے بھائی جاں ۛۛ رن سے قاسم کو ذرا بھیج دو بابا قرباں
سکھو کریں راہ میں کھاتا ہوں سنبھا لو بیٹا

نہر پہ سوتے ہیں، عمو کو بلا لو بیٹا

ہائے وہ مرگِ جواں اور وہ مظلوم پدر ۛۛ آہ بتیاب تھی آنسو بھی تھے بے چین، مگر
اشک پی جاتے تھے یہ کہہ کے شبہ نشہ جگر ۛۛ حق پہ قرباں ہیں لاکھوں مٹوں جو اکبر سے پسر
ناگہاں ضعف سے تھرا کے سرِ خاک گرے

کھاکے ٹھوکر کسی زخمی پہ شبہ پاک گرے

تن لبسِل سے لپٹ کر یہ پکارے مولا ۛۛ تو مرا لال ہے یا اور کسی کا بیٹا
چونک کر غش سے کہا اُس نے کہ اے مردِ خدا ۛۛ اپنے فرزند کا کچھ نام بتایا نہ پتا

بولے شبیرؑ کہ ہم صورتِ پیغمبرؐ ہے

نام ناشاد ہے، سبکیں ہے، علی اکبرؑ ہے

یہ سنن سننے ہی لبسِل نے ترپ کر یہ کہا ۛۛ السلام اے جگر و جانِ علیؑ و زہراؑ
بولے شبہ کون، مرے لال کہاں بابا ۛۛ باپ نے پوچھا کہاں زخم لگا ہے بتایا

بولا فرزند، کلیجے پہ سناں کھائی ہے

الفراق اے شبہ دیں ہونٹوں پہ جان آئی ہے

دل میں رہ رہ کے کھٹکتی ہے اُنی بابا جاں ۥ یہ نیکل جائے تو ہون ترغ کی مشکل آساں
پسِ فاطمہؑ نے سُن کے یہ پُر درو بیاں ۥ کھینچ لی پھیر کے مُنہ سینہ دلبر سے سناں

بولے اکبرؑ کہ مرے صابر و شاکر بابا

وقتِ رحلت ہے خدا حافظ و ناصر بابا

کہتے کہتے یہ سنن بیٹے کا منکا جڑ دھلا ۥ بولے شبیرؑ وصیت تو کرو کچھ بیٹا
عرض کی ہوش میں آئیں جو انجی زینِ عبّا ۥ ان کو فدوی کا یہ پیغام سنا دے فِصّا

غم رہے آپ کو یہ حال پریشان رہے

پر مری اماں کے پردے کا ذرا دھیان ہے

یہ سنن کہہ کے رُخِ پاک پہ زردی چھائی ۥ گود میں باپ کی بیٹے نے شہادت پائی
ناگہاں نجیہ کی جانب سے یہ آواز آئی ۥ کس طرف ہیں مجھے اکبرؑ سے ملاؤ بھائی

وقتِ آخر تو جواں لال کو خضعت کر لوں

مجھ کو سہرا نہ دکھایا یہ شکایت کر لوں

میرے مانجائے کی پیری کا سہارا ہے کہاں ۥ اے زمیں بول مرا راج دُلا رہے کہاں
اے فلک کچھ ہے خبر آنکھوں کا تارا ہے کہاں ۥ تو ہی اے نہرتبا، پیاس کا مارا ہے کہاں

غم سے تڑپا یہ صد اسُن کے جری کا لاشہ

رہ گیا کانپ کے ہمیشکلِ نبیؐ کا لاشہ

شہادت حضرت علی اصغر علیہ السلام



جب فاطمہ کے سب گِل ترخوں میں بھر گئے | مقتل کی راہ سے سفر خلد کر گئے
بیکس کے سارے چاہنے والے گزر گئے | عباسؑ مر گئے، علی اکبرؑ بھی مر گئے

فردوس کو رواں ہوئے منہ موڑ موڑ کے

سب چل بے حسینؑ کو غربت میں چھوڑ کے

صابر نے سب جفا میں ہیں بدعانہ کی | گھر لٹ گیا پہ منہ سے شکایتِ فرانہ کی
اوروں کو روئے اپنے پسر کی عزانہ کی | بیٹا جوان مر گیا، آہ و بکا نہ کی

اتنا کہا کہ غم سے جگر چاک چاک ہے

اے لال اب حسینؑ کے جینے پہ خاک ہے

ریتی پہ برجھی کھلے پڑا تھا جو نورِ عین | بیٹھے تھے دل کو کپڑے ہوئے شاہِ مشرقین
ناگاہ اک خمیز پکاری بشورِ روشن | دم توڑتا ہے پیاس سے بے شیر حسینؑ

لِلّٰہ جسدِ خیمے میں تشریف لائیے

بانو کا لال روٹھ گیا ہے منائیے

ہسل ہوئے یہ سنتے ہی منطوم کر بلا ۥ اٹھے کمر کپڑ کے بصد نالہ و بکا
اے جو خیمہ گاہ میں، دیکھا یہ ماجرا ۥ منکا ڈھلا ہے سر دہیں بچے کے دستِ پیا
جھولے میں جاں بلب جو میں اصغر ٹپڑے ہوئے

روتے ہیں اہلبیتِ پیمر کھڑے ہوئے

گو دل کو الفتِ پدری نے ہلا دیا ۥ پر جھک کے کان میں کوئی مژدہ سنا دیا
بچے نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرا دیا ۥ ہاتھوں کو شہ کی سمت ہلک کر بڑھا دیا
پھر ضعف تنہا نہ پیاس سے حالت تباہ تھی
قلقاریاں تھیں اور سوئے متصل نگاہ تھی

مُر جھاکے کھل گیا وہ گلِ تر جو ایک بار ۥ زینبؓ نے یہ عرض کہ اے شاہِ نامدار
کیا کہہ دیا کہ پیاس بھی بھولا بیشیر خوار ۥ بولے، کہا تھا ہم نے کہ اٹھو پد زنتار
اکبرؓ شہید ہو گئے اُمت کے واسطے

اب تم بھی جان دے دو شفاعت کے واسطے

اُمت کا پاس ہے جو مے پاس اے ہیں ۥ ماں سے بھی شوقِ مرگ میں آنکھیں کھلے ہیں
بانو پکاریں کیوں نہ ہونہر اے جائے ہیں ۥ اخلاقِ مصطفیٰؐ امرے بچے نے پائے ہیں

دل پر خوشی سے داغ میں ان کا اٹھاؤں گی

سب منتیں جنازے پہ رو کر بڑھاؤں گی

لو آؤ بیو! انھیں دولہا بناؤں میں ۥ زلفیں سنواروں، آنکھوں میں کاجل لگاؤں میں
سب سنسیاں بھی طوق بھی ان کو بچاؤں میں ۥ اکبر کو تو بلاؤ کہ سہرا لگاؤں میں

اس لفظ نے کلیجے میں نشتر چھبوا دیے

زینبؓ تڑپ کے رہ گئیں شبیرؓ رو دیے

بچے کو ماں نے اُجلا سا گرتہ پنھا دیا ۥ ننھا عمامہ باندھ کے دولہا بنا دیا

مٹی کا عطر ل کے شلوکہ بسا دیا ۥ باچھوں کا دودھ اپنی ردا سے چھڑا دیا

اشکوں کے درنثار کیے رول رول کے

صدقے کی طرح گرد پھری بال کھول کے

دولہا بن جو بانوئے سرور کا بے زباں ۥ زینبؓ بلا میں لینے لگیں ہو کے نیم جاں

منہ چوم کر جو سب نے دعا دی بصد فغاں ۥ اصغرؓ کا ہاتھ ماتھے پہ رکھ کر پکاریاں

لو بیو اب اپنے کلیجوں کو تھام لو

رخصت طلب ہیں اصغرؓ ناداں سلام لو

غل پڑ گیا کہ اصغرؓ د لگیر الوداع ۥ اے نور عینِ حضرت شبیرؓ الوداع

ماں الفراق کہتی تھی، ہمیشہ الوداع ۥ قسمت پکاری اے ہفت تیر الوداع

اے نبیؐ کو جس کے صدمے بڑے ہوئے

بچے بھی شور سن کے قریب آ کھڑے ہوئے

اصغرؑ کو لے کے گھر سے شہرِ بحرِ بر چلے ۥ در تک تمام اہلِ حرمِ نوحہ مگر چلے
بانو پکاریں اے مرے لختِ جگر چلے ۥ بچوں کا شور تھا علیؑ اصغرؑ کدھر چلے

کیا قبر ہے غلاموں سے منہ موڑے جاتے ہو

اے شاہِ دیں کے لال ہمیں چھوڑے جاتے ہو

عباسؑ کے پسرنے پکارا دہائی ہے ۥ مرنے چلا حسینؑ کا پیارا دہائی ہے
جاتا ہے شہرِ کارِ جِ دلارا دہائی ہے ۥ آقاؑ سمجھ رہا ہے ہمارا دہائی ہے

کہتا ہے دل کہ ساتھ چلو، تیر کھائیو

بابا یہ کہہ گئے تھے کہ جھولا جھلائیو

ماں بولی ایسی فال نہیں لب پلاتے ہیں ۥ واری نہ یوں کہو مجھے وسواس آتے ہیں
آقاؑ تھا اے پیاس بھانے کو جاتے ہیں ۥ بچوں پہ تو جہاں میں بھی رحم کھاتے ہیں

کیونکر کہوں کہ ان پہ شقی ہاتھ اٹھائیں گے

معصوم جان کر بھی نہ پانی پلائیں گے

اصغرؑ کو لے کے دشت میں آئے شہرِ ہذا ۥ بچے کا منہ دکھا کے یہ فوجوں کو دی ہذا
یہ بے زبانِ حرم کے قابل نہیں ہے کیا ۥ دو دن سے اس غریب کو پانی نہیں ملا

بچہ نہ ڈھال ہے اسے تھوڑا سا آبِ دو

صورتِ سوال ہے اسے تھوڑا سا آبِ دو

پھر منہ کو چوم کر علی اصغر کو دی ندا ۥ تم بھی تو کچھ اشاروں سے کہہ دو پدِ فردا
سمجھیں تو یہ کہ ہو پسِ حُجَّتِ خدا ۥ بچے نے کی یس کے نظر سوئے اشقیا

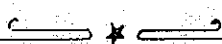
منہ سے نہ کچھ کہا، پہ جو کہنا تھا کہہ گئے
سوکھی زبان پھیر کے ہونٹوں پہ رہ گئے

حاکم نے حرمہ سے اشاروں میں کچھ کہا ۥ ہنستا ہوا وہ شوم لمیں گاہ کو چلا
بچے کو لے کے پیچھے ہٹے شاہِ کربلا ۥ ناگہ زمین کانپ گئی، آسماں ہلا
واں تیرِ غم لگا کے وہ سفاک ہٹ گیا
پاں ہاتھوں پر تڑپ کے یہ بچہ اُلٹ گیا

بازو چھرا حسین کا، بے شیر کا گلا ۥ اک آہ بھر کے رہ گئے مظلوم کربلا
بیٹے کی سمت دیکھ کے بولے کہ میں خدا ۥ کیوں میری جان، پیاس کھی، خلق تر ہوا
جا کر ریاضِ خلد میں اب شیر پیچبو
داد اپنے صبر کی مرے بابا سے لیجیو

تھی گرچہ الفتِ پدِری سے نہ دل کو تبا ۥ فطرت سے لڑ رہا تھا نگر جانِ بو تراب
دل روکے کہہ رہا تھا کہ لے دلبرِ باب ۥ اس امتحان میں بھی ہو باب کا میاب
چونکو تو تیر کھینچ لیں ہم منہ کو پھیر کے
لے لال اُن نہ کیجیو پوتے ہو شیر کے

استغاثہ ، شہادت جناب علی صغیرؑ



جب خیمے میں مقتل میں امامِ زمن آئے | پہنے ہوئے ملبوس کہن کا کفن آئے
غربت نے کہا شاہِ غریبِ الوطن آئے | خود پیاس پکاری شہِ نشہ دہن آئے

فوجوں کو ندادی کہ میں حیدر کا پس منوں

زہرا کا ہوں دل بند، محمدؐ کا جگر ہوں

کیوں مجھ کو رلاتے ہو کسے رنج دیا ہے | کیوں خون بہاتے ہو کسے قتل کیا ہے
کیوں مجھ سے ہے کہ کس کا لبو میں نے پی لیا ہے | کیوں لوٹے تہو میں نے کسے لوٹ لیا ہے

اچھٹا مجھے احمدؑ کا نواسا بھی نہ سمجھو

یارو مجھے دو روز کا پیاسا بھی نہ سمجھو

میں یہ نہیں کہتا شہِ ایماں مجھے سمجھو | گرج کی صورت ہے نہ قرآن مجھے سمجھو
سید تو نہ سمجھے یہ مسلمان مجھے سمجھو | اس میں بھی تھیں شک ہو تو وہاں مجھے سمجھو

ہمان نہ نفستیدہ جگر کچھ بھی نہیں ہوں

اللہ کا بندہ تو ہوں مگر کچھ بھی نہیں ہوں

یہ کہہ کے جو خاموش ہوئے سید ابرار || غیروں کے بھل غم سے تڑپنے لگے اکبار
سب جن و ملک نصرتِ شہ پر ہوئے تیار || جہر ملی پکائے کہ میں آیا مرے سرکار

کونین کا غل تھا کہ ہم آتے ہیں مدد کو

ہو حکم تو بد حال کریں فرقہ بد کو

لکھا ہے کہ لاشے بھی اٹھے بہرِ حمایت || شہ نے کہا آرام کرو تا بقیامت
بیویں یہ چلائیں کہ ہم آتے ہیں حضرت || گہوائے میں بے شیر بھی چلا پے نصرت

مضطر ہوئے فریادِ شیر پاک پہ اصغرؑ

جھولے میں یہ تڑپے کہ گرے خاک پہ اصغرؑ

مظلوم کی فریاد نے دل سب کے ہلائے || زہر کے یزناٹے تھے، میں آئی مرے جلے
عابد بھی صدا سن کے حرم سے نکل آئے || مشکل سے شہرِ ہر دوسرا پھیر کے لائے

یاں دیکھا کہ اصغرؑ بھی غم و ہم میں گھرے ہیں

یہ شوقِ حمایت ہے کہ جھولے سے گرے ہیں

نزدیک جو آکر شہرِ دلگیر نے دیکھا || سرور کو عجب یاس سے بے شیر نے دیکھا
بچے کا جو منہ راضی تقدیر نے دیکھا || گردوں کی طرف حضرتِ شیر نے دیکھا

الہام ہوا ان کو بھی دربارِ میں بھیجو

اس ہنسلیوں والے کو بھی سرکار میں بھیجو

جھک کر شہر دین نے اُسے ہاتھوں سے اٹھایا ॥ دامن کے تلے چاند کے ٹکڑے کو چھپایا
میدان میں آکر یہ لعینوں کو سنا یا ॥ اس نیکے مسافر کو بھی قسمت نے ستایا

تم کہتے ہو، حاکم کو الم ہم نے دیا ہے

یہ تو کہو معصوم نے کیا جرم کیا ہے

یہ کہتے ہی دامن رنجِ اصغر سے ہٹایا ॥ ایک ایک کو معصوم کا احوال دکھایا
ہر صاحبِ اولاد کا دل غم سے بھر آیا ॥ لیکن بن کاہل نے ذرا جسم نہ دکھایا

بے رسم کا تیر اور علی اصغرؑ کا گلا تھا

شبیرؑ نے بچے کا لہو منہ پہ ملا تھا

پھر سوئے پسردیکھ کے بولے شہرِ صفدر ॥ اس پر سبھی میں شاکی نہیں اے خالقِ اکبر
پرنافہِ صالح سے نہ کم تھا مرا دلبر ॥ کس طرح ترا شکرت بجالائے یہ منسطر

مجھ پر یہ کرم خاص ہوا دارِ فنا میں

بچے کبھی شامل نہ ہوئے تھے شہدا میں

پھر اپنی عبا نیکھے سے لاشے پہ اڑھا دی ॥ خاموش چلا گھر کی طرف دین کا ہادی
ڈیہ ہوڑی کے قریں آکے یہ بانو نے ندا دی ॥ لوسلیوں والے نے بھی بکیں کو دغا دی

اب کوئی بھی حامی نہیں آوارہ وطن کا

بچہ بھی نہ ساتھی ہوا اس تشنہ دہن کا

یہ سنتے ہی بانوئے دل افکار پکاری ۱ اے ننھے سے غازی تری جرات کچے داری
 بے ساختہ پیار آتا ہے بہت پہ تمھاری ۱ میدان میں بھڑائی مرے پیارے کی سواری
 اس عسمر میں اصغرؑ یہ کڑی جھیل کے آئے
 واری گئی تیروں سے کہاں کھیل کے آئے

فیض والا

کیا کیا ریاض مجکو دلانے کی عطا ۱ مکے کی گل زمین، مدینے کا گل کدا
 بستان کاظمین، گلستانِ سامرا ۱ گلزارِ طوس، باغِ نجف، خلدِ کربلا
 ممکن نہیں کہ ایک چمن میں مقیم ہوں
 کیونکر نہ باغِ باغ پھڑن میں نسیم ہوں

سندِ حبت

اللہ رے مدح، آلِ رسولِ کریم کی ۱ ہر مرتبہ سند ہے ریاضِ النعیم کی
 سننا سنانا دونوں ہیں رحمتِ رحیم کی ۱ کام آرہی ہے سب کے ریاضِ نسیم کی
 مدحِ علیؑ کا جام پلاتا ہوں جام پر
 کوثر لٹا رہا ہوں شہیدوں کے نام پر

مرثیہ

رخصت حضرت امام حسین علیہ السلام



جب شہ سے سب عزیز و برادر بچھڑ گئے ۥ خواہر کے لال، بھائی کے دلبر بچھڑ گئے ۥ
عباسؑ ابنِ ساقی کو تر بچھڑ گئے ۥ ماں لٹ گئی، شبیہ ہمیڑ بچھڑ گئے ۥ

دیکھی ضعیف باپ نے نختِ جگر کی لاش

لوٹی ہوئی کمر پہ اٹھائی پسر کی لاش

اکبرؑ کے بعد اور بھی محشر بپا ہوا ۥ صابر سے چھ مہینے کا بچہ جدا ہوا ۥ
غنیوں پہ کب یہ ظلم جہاں میں روا ہوا ۥ نازک گلانِ شاہ تیر جفا ہوا ۥ

مٹی نہ دی کبھی کسی بیٹے کو باپ نے

گاڑا زمیں میں اپنے کلیجے کو آپ نے

اٹھے جو بے زباں کی لحد سے بچشمِ نم ۥ یہ فکر تھی رہا ہے اب کیا کہیں گے ہم ۥ
مانگے گی اپنے لال کو جب وہ بدرد و غم ۥ کیا منہ دکھائے گا اُسے یہ کشتہ ستم ۥ

حائل یہ کشمکش تھی جو خیمے کی راہ میں

مردن جھکا کے بیٹھ گئے قتل گاہ میں

وہ فکر و یاس اور وہ تنہائی کا الم ۥ بیٹے کا غم، بھتیجے کا غم، بھائی کا الم
اکبر کی نامرادی و رعنائی کا الم ۥ کہتے تھے ہائے فاطمہ کی جانی کا الم

سہل است گرد و دسبر من بر سر سنین

زینب اگر اسیر شود وائے بر حسینؑ

بر سار ہے تھے تیر جو مولا پہ اشتقیا ۥ محو ادائے شکر تھے سلطانِ کربلا
صل من مبارز کی جو فوجوں کی صدا ۥ رخصت کو خیمہ گاہ میں آئے شہرِ ہدرا

فرمایا الوداع کہ آفت میں پڑ گئے

لونی بیو صغیر بھی ہم سے بچھڑ گئے

حضرت بہن سے بل کے پکائے یہ بار بار ۥ لو ہم چلے ہماری سکنہ سے ہوشیار
اب گھر میں پھرنے آئے گا پھر کریں بیدار ۥ سونپا خدا کو لے مری ماں کی یادگار

دل پر ہر ایک مرحلے میں جبر کی جیو

ہر غم میں فاطمہ کی طرح صبر کی جیو

ہاں لے رہا بے مضطرب و ناچار الفراق ۥ اصغر کی ماں حسینؑ کی غم خوار الفراق
لے بانوئے غریب دلاؤ گار الفراق ۥ لے نوجواں سپر کی عزادار الفراق

واحسرتا کہ تم پہ یہ صدمہ گزر گیا

بچی وہاں مریض، یہاں شیر مر گیا

یہ کہہ کے آپ تن پہ جو سج کر فن چلے || غل پڑ گیا کہ خلق سے اب نہ تبن چلے
زینب پکاریں ہائے شہ بیوطن چلے || بھیٹا تمھارے ساتھ یہ بیکس بہن چلے

فرمایا، تم ہمارے بیٹیوں کو پالیو
ہمیشہ اس لئے ہوئے گھر کو سنبھالیو

نکلے یہ کہہ کے خیمے سے باہر شہ ہدا || حاضر تھا آستانے پہ رہوارِ با وفا
کوئی رکاب تمھانے والا جواب نہ تھا || اک آہ بھر کے رہ گئے مظلوم کربلا

رویافر س امام حجازی کو دیکھ کر
سر رکھ دیا قدم پہ نمازی کو دیکھ کر

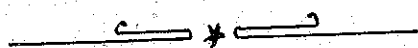
مقتل کو مڑ کے شاہ پکارے یہ بار بار || اکبر رکاب تمھانے آؤ پد نثار
کیا سو رہے ہو چین سے اے میرے گلندا || بیکس کا کوئی دوست نہ یاور نہ غمگسار

عباس جلد آؤ برادر نثار ہو
تم ہاتھ تمھام لو تو مسافر سوار ہو

اے یاور وہاں ہو ہماری مدد کو آؤ || کس جاہلوے حبیب! نہ مظلوم کو رلاؤ
جان حسن! چچا کی ضعیفی پہ رسم کھاؤ || زینب کے لاڈلو! ہمیں ہوار پر بٹھاؤ

یہ سن کے خیمہ گاہ میں دل کو نہ کل پڑی
بانو ترپ کے رہ گئی زینب نکل پڑی

واحرترافلکے قیامت یہ ڈھائی ہے ۥ تنہا ہجوم غم میں شبہ کربلائی ہے
 بیٹا نہ بھانجے نہ بھتیجا نہ بھائی ہے ۥ زینبؑ کا بٹھانے متقل میں آئی ہے
 بھائی کی شان دیکھ کے خواہر نے رو دیا
 خواہر کی بیکسی پہ برادر نے رو دیا



میں ہوں حسینؑ

میں ہوں حسینؑ وارثِ محبوبؐ و المننؑ ماں ہیں بتوںؑ پاک مرے بھائی ہیں حسینؑ
 نا نامِ رسولؐ ہے، بابا ابوالحسنؑ قرآن ہے گواہ کہ ہم سب ہیں نچتینؑ
 قولِ نبیؐ سے مجکو یہ رتبے حصول ہیں
 میں ہوں رسولؐ سے مرے دم سے رسولؐ ہیں
 اظہارِ حق ہے یہ اسے بے جانہ جانیو دُرِّ نجف کے لال کو جھوٹا نہ جانیو
 جینے سے سیر ہوں مجھے پیسا نہ جانیو حق میرے ساتھ ہے مجھے تنہا نہ جانیو
 چاہوں تو شام تک سپرِ شام لپست ہو
 لٹنی مکرکوں تو جہاں کی شکست ہو

نحستِ امامِ حسینؑ

حرم سے بادشہ کمر بلا کی نہصت ہے | جو مرسلوں سے نہ اٹھی یہ وہ مصیبت ہے
سپاہ ختم ہوئی بادشہ کی نوبت ہے | محل میں حشر ہے کہرام ہے قیامت ہے

و فوجِ غم سے ہر اک کا کلیجہ پھٹتا ہے

کہ شاہزادیِ ایرانی کا تخت اُلتا ہے

خو زاد یوں کا مُقدّر بگڑنے والا ہے | مریضِ ہجر مصیبت میں پڑنے والا ہے
کئی غریبوں کا وارث سمجھنے والا ہے | نبیؐ کی لاڈلی کا گھرا جڑنے والا ہے

رسولؐ رب کا سفینہ تباہ ہوتا ہے

بلا کے بن میں مدینہ تباہ ہوتا ہے

رسولؐ زادیاں اشکوں سے منہ کو دھوتی ہیں | علیؑ کی پوتیاں رورو کے جان کھوتی ہیں
حرم کا ذکر تو کیا ہے بتوں روتی ہیں | یہ شور ہے کہ سکیئہ یتیم ہوتی ہیں

ہر ایک جن و ملک اشک بار ہوتا ہے

نبیؐ کا لاڈلا حق پر نثار ہوتا ہے

وہ نشہ کے لب پہ ہر اک بار السلام علیک | نبیؐ کی عمر تہ اہلار السلام علیک
ہماری خواہر غم خوار السلام علیک | غریب بیکس و ناچار السلام علیک

رباب مضطرب و ناشاد دل پہ جبر کرو

ہماری پیاری سکنہ پدر کو صبر کرو

یہ بات سنتے ہی ہر بیوہ کا تڑپ جانا | وہ گھر میں حشر کا آنا کہ شاہ کا آنا
کسی کا گھر کے تڑپنا کسی کا غش کھانا | یہ حال دیکھنا اور نشہ کا کچھ نہ فرمانا

نہ دوست تھا نہ کوئی یار و آشنائے حسینؑ

ہر اک طرف یہی غل تھا کہ ہائے ہائے حسینؑ

وہ فکر و یاس کا عالم وہ بیکسی کا ہجوم | وہ سر جھکائے ہوئے شاہ بیکس و مظلوم
وہ شورِ نالہ و ماتم وہ الوداع کی دھوم | گلے سے لپٹی ہیں زینبؑ تو پاؤں سے گلشومؑ

کبھی تڑپتے ہیں بچے کبھی بکلتے ہیں

حسینؑ یاس سے اک اک کے منہ کو تکتے ہیں

کوئی یہ کہتی ہے خواہر کو کس پہ چھوڑ چلے | کسی کا شور ہے دھنڑ کو کس پہ چھوڑ چلے
کسی کا غل ہے مضطرب کو کس پہ چھوڑ چلے | کوئی پکارتی ہے گھر کو کس پہ چھوڑ چلے

مرا مرض لے گھر کو کیا سنبھالے گا

حضور اب مرے بچوں کو کون پالے گا

مسافرت میں نہ حامی کوئی نہ یاد رہے ۥ مدد کے واسطے عباسؑ ہیں نہ اکبرؑ ہے
فقط مریض کا اک دم ہے اور لٹا گھر ہے ۥ حسینؑ کہتے ہیں غم کیا خدا تو سر پر ہے

مدد کرے گا وہی کبیر یا کو یاد کرو

وہی ہے پالنے والا خدا کو یاد کرو

مہن پکاری کہ اے وارثِ امیرِ عرب ۥ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں یہ قبر اور تعیب
حرمِ امیر بھی ہوں بے رد ابھی ہائے غضب ۥ حسینؑ روکے پکالے مہن جو مرضیِ رب

علیؑ غریبوں کی مشکل کشائی کرتے ہیں

علیؑ امیرِ اہم کی رہائی کرتے ہیں

الم پہ شکر الہی، بلا پہ صبر کرو ۥ سپاہِ شام کے مکرو دغا پہ صبر کرو
ستم پہ، جور پہ، ظلم و جفا پہ صبر کرو ۥ یہی رضا ہے کہ میری قضا پہ صبر کرو

بکا فضول ہے فریاد و آہ لا حاصل

حسینؑ بچ نہیں سکتا فغاں سے کیا حاصل

فنا کے واسطے ہر شے ہے اور ہر اک انسان ۥ نہ اس سے رُوحِ ملائک کے نہ جن کی جاں
ہر اک عدم کا مسافر ہے موت کا ہماں ۥ نہ جان کھو و مہن کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَاَن

جہاں سے اٹھ گئیں ماں شبر و علیؑ نہ رہے

اباموں کا تو بیاں کیا یہاں نبیؑ نہ رہے

ہمیں کو دیکھو کہ لشکر کو اپنے رو بیٹھے | کنار نہر برادر سے ہاتھ دھو بیٹھے
پاک جھپکتے ہی آنکھوں کا نور کھو بیٹھے | تمام گھر کو لٹا کر فقیر ہو بیٹھے

نہ تاب ہے نہ توان ہے نحیف ہیں زنیبؑ

جوان اُسٹھ گئے ہم تو ضعیف ہیں زنیبؑ

یہ داغ اٹھا کے جیسے ناتوان ہائے بہن | نہ فوج کا نہ علم کا نشان ہائے بہن
کمر کو توڑ گئے بھائی جان ہائے بہن | بچھڑ گیا مرا کمرِ طیل جوان ہائے بہن

مال کیا جو کوئی دن یہ سینہ چاک جیا

پسر کو کھو کے جواناں جیا تو خاک جیا

رسولِ رب کی امانت سے ہوشیار بہن | بتولِ پاک کی عترت سے ہوشیار بہن

غریب بھائی کی دولت سے ہوشیار بہن | حرم کی عزت و حرمت سے ہوشیار بہن

مرے یتیموں کو شفقت سے پالیو زنیبؑ

یہ اپنی ماں کا لٹا گھر سنبھالو زنیبؑ

مگر ہماری وصیت نہ تم بھلا دینا | رہ صواب میں ماں کا چلن دکھا دینا

ردا چھنے تو نہ اُمت کو بد دعا دینا | گلا رسن سے جو باندھیں تو ہر جھکا دینا

تمھاری قید بھی مشکل کشائی ہے زنیبؑ

اسی میں اُمتِ حد کی رہائی ہے زنیبؑ

نخصت امام حسینؑ کے چہرہ اور مناظر



حرم سے ہو کے جو نخصت چلے تہ ذی جاہ [پکاریں زوہد شہر کھلے نبول کے ماہ
بہت صغیر ہے میرا یتیم عبداللہ] نہ وارثی کو حسن ہیں نہ قاسم نوشاہ

بنی کے گھر میں کبھی غم کو غم نہیں سمجھا

حضور کو کبھی بیٹوں سے کم نہیں سمجھا

یہ آس تھی مری خدمات کا صلا دو گے [کبھی رداجو نہ ہوگی تو تم اڑھا دو گے
کینز جان کے حرمت مری بچا دو گے] خبر نہ تھی مجھے پردیس میں دغا دو گے

میں کس کی آس رکھوں ہائے تم تو مرتے ہو

میں راند ہوں مجھے کس کے سپرد کرتے ہو

کہا، بجا ہے مجھے مال کی طرح پیار کیا [میں خورد ہوں، مری تعظیم کی وقار کیا
تبہا ہو گئیں وہ جبر اختیار کیا] بنی کی طرح سے مجھ پر سپر نثار کیا

تمہارے حال پہ دل بے قرار ہے بھابی

حسینؑ تم سے بہت شرمسار ہے بھابی

حضرت امام حسینؑ کے چند اور مناظر

۹۷

غریبِ وقت اجل ٹالتا جو ٹل جاتا ۥ نبیؐ کی قبرِ منور پہ سر کے بھل جاتا
خدا گواہ جو قسمت سے زور چل جاتا ۥ تمھارا ہاتھ کپڑ کر کہیں نکل جاتا

فلک کے جور سے ناچار ہوں کہ مرنے ہوں

تمھیں خدا و نبیؐ کے سپرد کرتا ہوں

یہ کہہ کے بادشاہِ مشرقین رن کو چلے ۥ علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین رن کو چلے
گماں ہوا کہ امیرِ حسین رن کو چلے ۥ بہنِ پکاری کہ ہے ہے حسین رن کو چلے

کوئی امان نہیں دیتا مرے مویہ کو

مدینے والو تم آؤ بچاؤ سید کو

ارے مرے علی اکبرؑ کہاں ہو جلد آ جاؤ ۥ ذرا اشاروں سے ہنر تمھیں کسی کو بلاؤ
علیؑ کے تم پہ ہیں احسان کو فیو نہ تراؤ ۥ حسینؑ گھر گئے ایرانیو مدد کو آؤ

تمھاری بانو کے بچوں پہ آفت آئی ہے

یہ اس غریب کا لٹتا ہے گھر دہائی ہے

حسینؑ خیمے نکلے کہ قبر سے حیدرؑ ۥ نبیؐ کی آہ کا نعرہ کہ فاطمہؑ کا جگر
فرس کو دیکھ کے آواز دی بدیدہ تر ۥ حسینؑ مرنے کو جاتا ہے لے حُرِ صفاء

زہمیرِ جانِ امیرِ حسین تنہا ہے

حبیبِ آؤ تمھارا حسینؑ تنہا ہے

اخیر وقت ہے لے یا ورنہ ہم کو رلاؤ ۥ دم و دایع ہے اکم حسینؑ سے مل جاؤ
کہاں ہوا علی اکبرؑ ہیں فرس پہ بٹھاؤ ۥ کہ ہر ہوا لے مرے بھائی رکاب تھانے آؤ

جب ایسا یاس کا کلمہ زبان پر آیا

ملک بصورتِ عباسؑ نامور آیا

گماں ہوا پسیر شیرِ کبریا آئے ۥ مدد کو بازوئے مظلوم کر بلا آئے
رکاب تھانے عباسؑ با وفا آئے ۥ سکیٹہ درے پکاری مرے چچا آئے

نہ تن پہ خون کے چھینٹے نہ اب جراحت ہے

چچی نہ رویے عمو کا دم سلامت ہے

بھتیجی روٹھی ہے عمو گلے لگا کے مناؤ ۥ بہت رُلا چکے اللہ اب تو گھر میں آؤ
ہماری مشک کہاں چھوڑ آئے یہ تو بتاؤ ۥ پسینہ پونچھ دوں لے عمو جان منہ تو دکھاؤ

حرم میں اب کوئی ایسی خبر کہا نہ کرے

سُنا تھا ہاتھوں پہ صدمہ ہوا خدا نہ کرے

یہ بات سن کے جو صدمے سے دل فگار ہوا ۥ شبیہ حضرت عباسؑ بے قرار ہوا
کہا، وہ شیرِ جری موت کا شکار ہوا ۥ ترا چچا تو تری مشک پر نثار ہوا

سکیٹہ میں تو غلامِ امام والا ہوں

تمہارے باپ کا جھولا جھلانے والا ہوں

قاصدِ جناب فاطمہ صغرا علیہا السلام

— * —

بچے کو جب حسینؑ لحد میں سلا چکے | تیغِ علیؑ سے ننھی سی تربت بنا چکے
مٹی میں آپ اپنی کمانی ملا چکے | بے شیر کے مزار پہ پانسو بہا چکے
جس وقت دفن کر کے اُٹھے نورِ عین کو

ناقہ سوار اک نظر آیا حسینؑ کو

وہ بکس و ملول و پریشان بے نوا | بولا امام دیں سے کہ اے بندہ خدا
اتنا مجھے بتا دے پئے شاہِ لافتا | یہ لشکرِ امام ہے یا لشکرِ جفا

ان کے بیانِ غم سے جگر پاش پاش ہے

زہراؑ کے نورِ عین کی مجھ کو تلاش ہے

ان لوگوں کو نہ پاسِ نبیؐ ہے نہ حق کا ڈر | کہتے ہیں اب کہاں سپرِ فاطمہؑ کا گھر
بولے امامِ پاک کہ اے مردِ خوش سیر | تو کیوں حزیں ہے اپنی مصیبتِ بیان کر

شاید وطن کو چھوڑ کے آفت میں پڑ گیا

بیٹا جو اں چھٹا ہے کہ بھائی بچھڑ گیا

افسوس یہ نال یہ تشویش یہ تعب ۥ شبیر کی تلاش کا آخر کوئی سبب
اُس نے کہا کہ پاسِ ہمیں، رضائے رب ۥ اک دخترِ مریض کا قاصد ہے اعراب

حسرت یہ ہے کہ جلدِ شہ دین کو پاؤں میں

اکبر کو ساتھ لے کے مدینے کو جاؤں میں

آنکھوں میں اشکِ بھر کے شہِ پاک نے کہا ۥ آئے مری مریض کے قاصدِ قریب آ
تو محسنِ حسین ہے اے خاصہ خدا ۥ بیمارِ خستہ حال کا نامہ مجھے دکھا

میں ہی علیؑ و فاطمہؑ کا نورِ عین ہوں

وہ خطِ مری مریض کا ہے میں حسین ہوں

قاصد نے اس بیان پہ شور بکا کیا ۥ حضرت نے اس غریبِ بیٹی کا خط لیا
اہلِ حرم میں جب کہ کہا، شکرِ کبریا ۥ قسمت نے فاطمہؑ کا قلق بھی سنا دیا

بانو! تمہاری نورِ نظر کا خط آیا ہے

اکبر کو بھیج دو کہ بہن نے بلایا ہے

بابا کو یہ لکھا ہے کہ اے قبلہِ امام ۥ یہ نامہِ اخیر ہے، یہ آخری پیام
جینا مجھے وبال ہے ابُ غدا حرام ۥ ملنے کی آس ٹوٹ گئی اب تو یا امامؑ

چھوڑا نہ ہو گا یوں کسی بیٹی کو باپ نے

سُنتی ہوں والِ زمین خریدی ہے آپ نے

چھوٹی بہن کو لکھا ہے اے میری گلخوار || ہمجولیاں ملول ہیں ہمشیر بے قرار
ہر وقت انتشار ہے، ہر وقت انتظار || بابا سے کہے مجھ کو بلا لو بہن نشار

بہٹی نہیں، کنیزِ امامِ زمن تو ہوں

اچھی ہوں یا بُری ہوں تمھاری بہن تو ہوں

اپنی بڑی پھوپھی کو لکھا ہے کہ عمہ جاں || ہے ہے تمھیں بھی یاد نہ آئی یہ ناتواں
بی بی تمھارے بھائی کا خالق نگاہیاں || کچھ رونے نذر کیجیے بہرِ شبِ زماں

ہر دم و فورِ غم سے مراد دلِ اداس ہے

بابا کو میں نے خواب میں دیکھا کہ پیاس ہے

اکبرؑ کو یہ لکھا ہے کہ ہمیشگیِ مصطفیٰ || تم صادق و کریم ہو تم صاحبِ وفا
کس بات پر نلول ہو کس بات پر خفا || غمّو سے عرض ہے کہ پئے شاد قل کفی

اب رحم کھاؤ شاہِ مدینہ کا واسطہ

عبّاسؑ نامدارِ سکینہ کا واسطہ

تم کو لکھا ہے خالقِ اکبر کا واسطہ || میرا، حسن کا اور مری مادر کا واسطہ
حیدر کا اور جنابِ پیغمبر کا واسطہ || ان سب کے بعد ننھے برادر کا واسطہ

مطلب یہ ہے شبیہِ پیبرؐ کو بھیج دو

میں ہاتھ جوڑتی ہوں کہ اکبرؑ کو بھیج دو

یہ سن کے اہلبیت میں محشر بپا ہوا — شاوہدِ احرار سے پھرے مائلِ مہکا
 پہنچے قریبِ لاشہ، مشکلِ مصطفیٰ — آواز دی کہ اے علی اکبر! پدرِ فردا
 اٹھو تمھاری پیاری بہن کا خط آیا ہے
 جاؤ تمھیں مدینے میں اُس نے بلایا ہے

ہشیار غافلو!

سن کر رجزِ حسین کا روتے تھے خاضعِ علم — ایسے تھے سنگِ دل کہ پسینے نہ اہلِ شام
 تیروں کا مینہ برسے لگا جانبِ امام — تن کو کہا کہ آخری حجت ہوئی تمام
 یوں خلق سے مٹاؤں گا ہستیِ فساد کی
 ہوگی نہ تاں ظہورِ ضرورتِ جہاد کی
 لوٹاٹنی طرح مرا گلزارِ غافلو — یہ ظلم اور رسول کا دلدارِ غافلو
 لو اب قیامت آئی خبردارِ غافلو — صابر کو غیظ آگیا ہشیارِ غافلو
 جس وقت سے بنائی ہے تربتِ صغیر کی
 بل کھار ہی ہے تیغِ جنابِ امیر کی

شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

خدا کے عرش کا تاراز میں پہ گرتا ہے غریب پیاس کا ماراز میں پہ گرتا ہے
 نبی کا راج دُلا راز میں پہ گرتا ہے ابو تراب کا پیاراز میں پہ گرتا ہے
 وہ اب سمند سے ریتی پہ گرنے والا ہے

کہ چچی پیس کے زہرانے جس کو پالا ہے
 اب آہ کیا کہوں میں ظلمِ خوئی مکار جگر کو ستھام کے تڑپے امام عرش وقار
 لرز کے جھک گئے ہرنے پہ سید ابرار قیامت آتی ہے اے شہ کے عاشق و ہنسا

زمین پہ فاطمہ کے نورِ عین گرتے ہیں

فغاں سے حشر اٹھا حسین گرتے ہیں

فرس پہ کانپتا ہے جسم زار پہ غضب وہ ایک جان وہ لاکھوں وار پہ غضب
 سناں ہوئی ہے کلیجے کے پار پہ غضب زمیں پہ بیٹھ گیا راہوار پہ غضب

جگر پکڑ کے سوئے خاک پھر پڑے مولا

اُٹھا یہ درد کہ تیورائے گھر پڑے مولا

بس اب تو خاک پہ ہڑا کے جائے بیٹھے ہیں | ہزار داغِ کلیجے پہ کھائے بیٹھے ہیں
وفا کی راہ میں سب گھر لٹائے بیٹھے ہیں | حسینؑ خاک پہ گردن جھکائے بیٹھے ہیں

وہاں زخم سے حرلوں کو چومتے ہیں حسینؑ

یہ شوقِ وصلِ خدا ہے کہ جھومتے ہیں حسینؑ

سوائے ہائے ستم اور کیا کہے ذاکر | وہ سینہ اور وہ قدم اور کیا کہے ذاکر
لبوں پہ آگیا دم اور کیا کہے ذاکر | کھڑے ہیں درِ پرہم اور کیا کہے ذاکر

ادھر تو میان سے شمشیر اہلِ شرنکلی

ادھر حرم سے کوئی بی بی ننکے سر نکلی

پکارے دیکھ کے شمشیرِ الفراق بہن | انیہا ہے یہ دگیرِ الفراق بہن
بدن میں سیکڑوں میں تیرِ الفراق بہن | گلے پہ پھرتی ہے شمشیرِ الفراق بہن

خوشی سے غم میں اٹھانا ہر اک مصیبت کو

نہ بھول جائیو مظلوم کی وصیت کو

یہ سن کے خواہر کیس پکاری لے بیرن | لہو بھری تری صورت کے اری آہیرن
تمہیں خبر نہیں کچھ سچی ہماری لے بیرن | تڑپ رہی ہے سیکینہ تمہاری لے بیرن

یہ پوچھتی ہے کہ کس وقت گھر میں آؤ گے

بتاؤ اب اُسے سینے پہ کب سلاؤ گے

کہا غضب کی ہے رُوداد کیا کروں بھینا || قیامت آئے گی فریاد کیا کروں بھینا
خدا سے شکوہ بیداد کیا کروں بھینا || چڑھا ہے سینے پہ جلا د کیا کروں بھینا

دمِ فراق ہے اب دخترِ حزینہ سے

گلا تو کٹتا ہے کیونکر ملیں سکیئہ سے

مری طرف سے سکیئہ کو کر کے پیار بہن || سلائیو انھیں سینے پہ مین تیار بہن
بہت ستائیں گے بچوں کو اہلِ نار بہن || مگر ذرا مرے عابد سے ہوشیار بہن

مر لہنِ غم کو ہمارا سلام کہہ دینا

سلام کہہ کے یہ غم کا پیام کہہ دینا

ہمارے بعد مصیبت ہو یا ملال ہے || مگر زباں پہ سدا شکرِ ذوالجلال ہے
پہاڑ غم کے اٹھا کر بھی دل بجال ہے || یہ امتحان ہے بٹیا ذرا خیال رہے

کوئی بزرگ نہ اب ہے نہ خور دے بیٹا

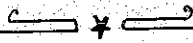
بنیٰ کا دین تمھارے سپرد ہے بیٹا

ابھی یہ کہہ نہ چکے تھے حسینؑ ہائے غضب || کہ مٹ گیا دلِ احمد کا چین ہائے غضب
لحد سے نکلے ہیں شاہِ حنینؑ ہائے غضب || چھری سے کم نہیں تھرا کے بن ہائے غضب

زباں سے کیا کہوں ظالم نے جو گناہ کیا

غریبِ بنتِ یمیرؑ کا گھر تباہ کیا

شہادتِ حضرت امام حسینؑ



جب ضربِ ذوالفقار سے لپسا ہوئی سپاہ || رحم آگیا حسینؑ کے بھر کے سرو آہ
تیغِ دو دم کو میان میں کھا بے روجاہ || ناگاہ پہنچی لاشِ عباسؑ پر نگاہ

فرمایا دلِ دو نیم ہے صدے سے بھائی کا
تم نے نہ دیکھا آج تماشا لڑائی کا

شمشیرِ لولِ علیؑ سپہ بے شمار پر || بیٹھی ہر ایک ضرب کی دہشت ہزار پر
لاکھوں نے سننثار کیے ذوالفقار پر || دل ڈھونڈتا تھا آپ کو ایک ایک وار پر

دے داد کون تم سے جری جب گزر گئے

بھیا، خنبر بھی ہے علیؑ اکبر بھی مر گئے

زینبؑ نے جب سنی شہِ الائی یہ صدا || رو کر کہا کالے مرے مانجائے میں فدا
لاشے سے چھوٹے بھائی کے یہ کہہ رہے ہو کیا || مجروحِ تم کو دیکھ کے پھٹتا ہے دل مرا

خیے میں آؤ زخموں پہ مرہم لگاؤں گی

بیاسے ہو، جانِ بچ کے یا فی یلاؤں گی

ناگاہ شہ کی سمت سپاہِ جفا بڑھی ۥ زہرا کے آفتاب کی جانب گھٹا بڑھی
تین و تبر لیے ہوئے فوجِ دغا بڑھی ۥ شوقِ اجل ادھر تو ادھر سے قضا بڑھی

نرغہ ہوا عددِ کاشہ خوشِ خصال پر

تیروں کا مینہ برس گیا زہرا کے لال پر

منظوم پر ہجومِ سپاہِ جفا ہوا ۥ زخموں سے چورِ فاطمہ کا منہ لقا ہوا
اب کس زبان سے یہ سناؤں کہ کیا ہوا ۥ ابنِ انس کے ظلم سے محشر بپا ہوا

لو خود سمجھ لو چہرہ پر نور زرد ہے

ماتم کرو حسین کے سینے میں درد ہے

وہ ایک تشنہ لبہ کئی لاکھ اہلِ نثر ۥ برچھے وہ آس پاس وہ تنہا قریب
نیزے نے سینہ چوم لیا، تیر نے جگر ۥ فرما رہے ہیں فوج کے حربوں کو دیکھ کر

دنیا میں پھرنے پاؤ گے زہرا کے چین کو

رخصت کرو گئے سے لگا کر حسین کو

تینو قریب آؤ مرے سر کا واسطہ ۥ گزر دو ہمارے شیرِ برادر کا واسطہ
اے برچھپو شبیہِ پیہر کا واسطہ ۥ تیر و بڑھو مرے علی اصغر کا واسطہ

سب کی زبان یہ یاد رہے تشنہ کام کی

نی لو نہ خوں سبل ہے اُمرتِ کر نام کی

وہ لو، وہ بھوک پیاس، وہ قلب جگر کا ۱۱ وہ تیغوں کی جھڑی، وہ پتھیر کا گلزار
کہنیا یہ والجنح سے جھک جھک کے بار بار ۱۲ لے الوداع لے مرے نانا کے راہوار

اک دم رہا نہ تو بھی مرے ساتھ چین سے
اس بیکسی میں خوب نباہی حسین سے

یارو یہ خشن شہ کا ہے بچپن سے جان نثار ۱۳ طفلی میں اس فرس پہ چومولا ہوئے سوار
حیدر نے خود بٹھا کے اتار ابلد وقار ۱۴ اب یہ بتاؤ کون ہے بکس کا غم گسار

اسوار تو کرا دیا پیارے حسین کو
زینب سے اب کہو کہ اتارے حسین کو

لو خاک پر مسافر کرب و بلا گرا ۱۵ زین فرس سے فاطمہ کا مہ لقا گرا
رن میں سوارِ دوشِ رسول خدا گرا ۱۶ زہرا پکاریں ہائے مرا لاڈلا گرا

اے باباجان قول کے سچے کو دیکھیے
جلتی زمین پر مرے بچے کو دیکھیے

آگے جھائے چرخ کہن اور کیا کہوں ۱۷ سجدے میں ہیں امامِ زمن اور کیا کہوں
ہے حشر کی جبین پہ شکن اور کیا کہوں ۱۸ در پر کھڑی ہوئی ہے بہن اور کیا کہوں

زہرا تڑپ رہی ہیں قریں نور عین کے
خنجر چمک رہا ہے ہرے ہانے حسین کے

اب حشر بارگاہِ امامِ زمن میں ہے || اندھی سیاہ چلتی ہے سورج گہن میں ہے
 ماتم کا شور گنبدِ چرخِ گہن میں ہے || پیہم کسی حزیں کی یہ فریاد بن میں ہے
 واحسرتا کہ گود کے پالے سے چھٹ گئی
 شاہِ نجف! میں آپ کی مہر میں لٹ گئی

بہتر پلائیں گے

ہاں میکشو چلو، سوے دارالبقا چلو مکے چلو، مدینہ خیرالورا چلو
 مشہد سے کانٹیں چلو، سامرا چلو چھک جاؤ گے نجف سے اگر کر بلا چلو
 پی کر مرے فرات پہ، کوثر کے، آئیں گے
 ایک ایک بادہ کھش کو بہتر پلائیں گے

چودہ ساقی

پوچھو رسولِ پاک سے توقیرِ میکہ کی حضرت خلیلؑ نے تعمیرِ میکہ
 دستِ خدا سے پھر ہوئی تطہیرِ میکہ ساقی علیٰ ہیں، ختمِ رسل میرِ میکہ
 چودہ طبق میں بس یہی مینا نہ ایک ہے
 چودہ پلانے والے ہیں، پیمانہ ایک ہے

شہادتِ امام حسینؑ (خنجر رواں نہ ہو کے کی روایت)



قریب شاہ جو نرغہ کیے شہرِ برائے ۱۱
جہاں سے بہرِ بکا شاہِ قلعہ گئے ۱۲
نڈایہ دیتے ہوئے حضرت امیرِ آئے

دمِ اخیر ہے، دل کو سنبھال لو بیٹا
سنبھل کے سینے سے ناوک نکال لو بیٹا

وہ اک غریب وہ انبوہ بے شمارِ افسوس ۱۳
زمین پہ خون ٹپکتا ہے بار بارِ افسوس ۱۴
وہ لاکھ تیر وہ اک شاہِ بے دیارِ افسوس
یہ ظلم اور شہِ گلگوںِ قبائِلِ افسوس
جہاں اُجاڑ ہے، افلاک پر اُداسی ہے
زمین بھی سبڑ پمیر کے خوں کی پیاسی ہے

وہ غم وہ جانِ امیرِ حسینؑ ہائے غضب ۱۵
ہزار دشمنِ جاں جانِ حسینؑ ہائے غضب ۱۶
وہ دُکھ وہ فاطمہؑ کا نورِ عینِ ہائے غضب
وہ بر چھیاں وہ تھارے حسینؑ ہائے غضب
جگر میں تیر گڑے ہیں کمرِ شکستہ ہے
سرِ حسینؑ پہ تیغوں کا مینہ برستا ہے

نظر میں ضعف نہیں یا کہ بھوک سپاس نہیں | حرم کا دھیان نہیں یا ہجوم یاس نہیں
رفیق و یار بھی کھڑے وطن بھی پاس نہیں | مگر حسینؑ کو اس پر بھی کچھ ہراس نہیں

ہر اک نے چاند سا سینہ چھنا ہوا دیکھا

قبائے سرخ میں دُلہا بنا ہوا دیکھا

وہ زرد رُخ وہ لبِ لعلِ تشنگی سے گبود | وہ جسمِ خوں میں شرابِ روہِ زباں پہ دُرود
روایتِ است کہ ہر جسمِ آں شہِ ذی جود | ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک جراحات بود

سنان و تیرتنِ نازنین کو چومتے تھے

حسینؑ بر چھپیاں کھاتے تھے اور جھومتے تھے

وہ سنگ اور وہ تنِ ناتواں معاذ اللہ | وہ فاطمہؑ کا جگر وہ سنان معاذ اللہ
وہ فرقِ پاک وہ گرزِ گراں معاذ اللہ | وہ لبِ پیہِ زخم وہ سوکھی زباں معاذ اللہ

کسی کا شور ہے۔ ہے ہے مجھے تباہ کیا

ستمگر و مرے بچے نے کیا گناہ کیا

یہ ظلم و جور یہ سید سے بغضِ دیرینہ | یہ میہماں سے عداوتِ غریبے کینہ
وہ سنگِ ظلم وہ بکیں کے دل کا کینہ | وہ بر چھپیاں وہ تمھارے حسینؑ کا سینہ

رسولؐ اپنے لوہے کے گرد پھرتے ہیں

قیامتِ آئی زمین پر حسینؑ گرتے ہیں

جگر کے زخم نے زینِ فرس پہ تڑپایا ۥ یہ درد کم نہ ہوا تھا کہ پھر تبرکھایا
 قدم رکابوں سے نکلے کہ جسم تھراپایا ۥ نڈھال ہو گئے شبیر، جیسے غش آیا
 لزر کے خاک پہ زہرا کا آفتاب گرا

زمینِ گرم پہ ابنِ ابو تراب گرا
 فرس سے گرتے ہی سجدے میں شہ کا جھک جانا ۥ وہ ان کی طاعتِ آخر وہ شمر کا آنا
 وہ ظلم و قہر سے زخمی جگر کا ٹرپانا ۥ لعین کو دیکھنا اور شہ کا کچھ نہ فرمانا
 یہاں تو میان سے شمشیر زودنا نکلی

ادھر بہنِ درخیمہ سے بے ردا نکلی
 پکارتی تھی کہ فریادِ یاعلیٰ فریاد ۥ یہ بے وطن پہ ستم میہان پر پیدا
 مدد کے واسطے کس کو بلائے یہ ناشاد ۥ جو ان تو دشت میں ہے اور رضی ہے سجاد
 ہے خدا یہ بلا ہم سے زد کرو بابا

تمہیں غریب پسری مدد کرو بابا
 کبھی یہ کہتی تھی اماں مری مدد کو آؤ ۥ خدا کے واسطے شمر شریر کو سمجھاؤ
 مرے غریب برادر کو اس بلا سے بچاؤ ۥ نبیؐ کو امت بے دین کا یہ سلوک دکھاؤ
 یہ کون خستہ جگر بے قرار ہے اماں
 گلے پہ کس کے یہ خنجر کی دھار ہے اماں

حسینو! تمہیں معلوم ہے جو سماں ہے بیان ہو نہیں سکتا کہ قلب لہزاں ہے
نبی کے لالہ پامت کا طرفہ احساں ہے رستم شعار کے موزے ہیں اور قرآن ہے

لکھا ہے شمر کا ارمانِ دل نکل نہ سکا

کہ اس شمریر کا خنجر گلے پہ چل نہ سکا

کہا شقی نے کہ لے دلبرِ جنابِ امیرؑ یہ جنگ اور یہ زخمِ نمان و خنجر و تیر
پھر اس پہ بھی یہ کرشمے یہ رستمِ وقتِ اخیرؑ یہ زندگی کی ہواؤں ہوس تیر شمشیر

یہ راز کیا ہے کہ مجھ پر عیاں نہیں ہوتا

حسینؑ کیوں مرا خنجر رواں نہیں ہوتا

حسینؑ بولے کہ ہم صابر کے جائے ہیں نبیؑ کے دین کی خاطر یہ غم اٹھائے ہیں
ترے رستم نے شہیدوں کے دل ملائے ہیں ارے حسینؑ سے عباسؑ ملنے آئے ہیں

وہ تیری تیج کو چھوڑیں تو پھر رستم کرنا

وہ بل کے جائیں تو بیکس کا سرفہر کرنا

الوداع

ہاں دوستو کمی اب بشوروشین ہیں زنیب بھی ہیں عزائے شہِ مشرقین میں
پھٹ جائیں دل وہ درد ہے دکھیا کے ہیں لوفاطمہ بھی آگئیں بزمِ حسین میں

پہرے پہ خاک، بال پریشاں کیے ہوئے
گودی میں ایک ننھا سالا شہ لیے ہوئے

گویا یہ کہہ رہی ہیں بتولِ فلک مقام لے لے بے وطن کے تعزیر دار و مرا سلام
مطلب یہ ہے کہ آج مجالس ہوئیں تمام رخصتِ طلب ہیں اہلِ عزاء، مادرِ امام

دل پر ہجوم ہے غم و رنج و ملال کا
پُرس بتولِ پاک کو دو آن کے لال کا

رولو کہ اب یہ تذکرہ غم بھی ختم ہے فصلِ عزائے سرورِ عالم بھی ختم ہے
مانم کرو کہ آج یہ ماتم بھی ختم ہے مجلسِ سبھی، مرثیہ بھی، محرم بھی ختم ہے

حیدر بھی سب کے ساتھ میں آنسو بہاتے ہیں
یارو حسینؑ تعزیرِ خانے سے جاتے ہیں

اے رونے والو آنکھوں سے دریائے خون بہاؤ ۥ ماتم کرو حسینؑ کا اور سہ پہ خاک اُڑاؤ
فرشِ غزالپیٹ کے رکھو، علم بڑھاؤ ۥ دس دن کا میہان چلا، تعزیر اٹھاؤ

اشکوں کی نذر دے کے امامِ انام کو

رنجست کرو حسین علیہ السلام کو

رو کر کہو کہ اے شہِ ابرار الوداع ۥ اے کاروانِ درد کے سالار الوداع
اے اُمّتِ رسولؐ کے غمخوار الوداع ۥ کھڑیلِ جواں سپر کے غزا دار الوداع

کیا جانے اگلے سال حبسِ گے مرے گے ہم

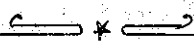
پر قبر میں بھی تعزیر داری کریں گے ہم

اے بے دیار و بے سرو سامان الوداع ۥ اے اُمّتِ رسولؐ کے مہمان الوداع
حیدر کی روح، فاطمہؑ کی جان الوداع ۥ اے مصطفیٰؐ کی گود کے قرآن الوداع

عشرے کے ختم ہوتے ہی ہم سے بچھڑ گئے

مولا تمھارے تعزیر خانے اُجڑ گئے

پیامالی لاشہ منظلوم کربلا علیہ السلام



جب افتخارِ رسولِ زماں شہید ہوا || پکاری ماں، مرا آرامِ جاں شہید ہوا
 غریب و بکین و بے خانماں شہید ہوا || علیؑ کا لاشہ دہاں شہید ہوا
 اٹھایہ شور کہ کشتوں کو خستہ حال کرو
 ہر اک شہید کے لاشے کو پائیاں کرو

یہ حدی تھی جو اہانتِ سببِ سم و قرار || حُرّ جری کا رسالہ بگڑ گیا اک بار
 کسی نے کمرِ سنبھالا، کسی نے فی تلوار || کوئی پکارا کہ او ابنِ سوطِ سلم شعار
 جو حُرّ کی لاش کو روند تو آفت آئے گی
 اٹھے گا حشر کا فتنہ قیامت آئے گی

یہ رنگ دیکھ کے بولا شفی، نہ گھبراؤ || جو حُرّ کا پاس ہے تم کو تو لاش اٹھلاؤ
 اٹھکے لائے جو اس کو تو پھر کہا جاؤ || ہر اک شہید کا لاشہ کھل کے جلد آؤ
 ابھی تو سبکیں و مضطر کا گھر جلانا ہے
 حرم کو لوٹنا ہے ننگے سر سہیرانا ہے

یہ شور سن کے تلاطم ہوا لبِ دریا || رسالہ بن حجاج نے بگڑ کے کہا
ہماری قوم سے ہے اک شہیدِ راہِ خدا || قیامت آئے جو پال ہو وہ ماہِ لقا

سپاہِ سبطِ نبی میں وہ خوشِ حال بھی ہے

مہِ بتوں کے پہلو میں اک ہلال بھی ہے

خبر یہ سن کے ڈرا بن سعد بدگوہر || کہا ہلال کا لاشہ بھی جلد لاؤ ادھر
اگرچہ دلبرِ کاہل تھا اظلم و اکفر || کہ جس نے رحم نہ کھایا صغیر بچے پر

پر اس شقی کو بھی یہ ظلم ناگوار ہوا

حبیبِ شاہ کا حامی وہ نابکار ہوا

شقی پکارا کہ ان کی بھی لاش سبک اٹھاؤ || حرم کو قید بھی کرنا ہے اب دیر لگاؤ
ہر اک شوق سے روند کسی پہ تم نہ کھاؤ || پکارا شمرِ تکر بھی قدم نہ بڑھاؤ

اگرچہ قاتلِ فرزندِ شاہِ خیمہ تھا

مگر وہ مادرِ عباس کا برادر تھا

بگڑ کھڑا ہوا فوراً وہ ظالم غدار || پئے حمایتِ عباس کھینچ لی تلوار
قریب نہر گیا جب وہ خود مہر و مکار || جری کی لاش سے پیدا ہوئی نڈاک بار

نہ اٹھ سکے گاتنِ پاش پاش او ظالم

رہے گی نہر پہ سقے کی لاش او ظالم

پامانی لاشہ مطلوبہ محمد علیہ السلام

۱۱۸

تجھے قسم ہے نہ میرا خیال کز ظالم || میں شاد ہوں کہ مجھے خستہ حال کز ظالم
مرے لہو سے ترائی کو لال کز ظالم || بجائے شاہ مجھے پائمال کز ظالم
اگر شقی مرے لاشے کو تو بچائے گا

مجھے بتوں سے کیا کیا حجاب آئے گا

بچائی شمر نے جانِ شہِ حسین کی لاش || اٹھائی ایک عرب نے زہیرِ قین کی لاش
کسی نے مانگ لی بانگ کے نو عین کی لاش || میانِ دشتِ فطرہ گئی حسین کی لاش

کوئی بھی رومی و شامی نہ فوج سے نکلا

کوئی غریب کا حامی نہ فوج سے نکلا

کنیزِ فاطمہؑ نے یہ خبر جو پہنچائی || حرم سے پیٹتی نکلی حسینؑ کی جانی
شقی کو ڈھونڈتی پھرتی تھی شہ کی تیلانی || میانِ خمیمہؑ اظلم جو وہ یتیم آئی

گھڑک کے بولا وہ بدعتِ شعار کون ہے تو

بلکے روتی ہے کیوں زار زار کون ہے تو

لزر کے بولی غریب الوطن کی جانی ہوں || یتیم خستہ جگر ہوں فلکِ ستانی ہوں
نہ سسی اور سفارش کسی کی لائی ہوں || میں بھیک مانگنے کو تیرے پاس آئی ہوں

پڑی ہے رن میں فقط شاہِ شہرِ قین کی لاش

فقیر جان کے دکھیا کو دے حسینؑ کی لاش

سہرامام حسینؑ نیزے پر نصب کیے جانے کی روت

بلا کے بن میں جو زہرا کا گھر تباہ ہوا || تمام خلق میں شور بکا و آہ ہوا
گہن میں آگیا سورج جہاں سیاہ ہوا || حسینؑ تشنہ دہن فدیہ الہ ہوا

امیرِ فوج کی جانب ستم شعار چلا
سہرِ حسینؑ لیے شمرِ نابکار چلا

شفی کے سامنے جا کر کہا مبارک ہو || رسولِ پاک کا گھر لٹ گیا مبارک ہو
ریاضِ فاطمہ غارت ہوا مبارک ہو || شہادتِ پسِ مرتضیٰ مبارک ہو

یہ کہہ کے گوہرِ غلطاں زمیں پہ دے پٹکا

جفا شعار نے قرآنِ زمیں پہ دے پٹکا

خدا کی شانِ بنی فاطمہ حقیر ہوئے || ردائیں چھین گئیں، گھر جل گیا، ایڑے
امیرِ کون و مکاں کے حرمِ فقیر ہوئے || نئے ستم پہ ہتیا جوان و پیر ہوئے

سحر سے باغِ محمدؐ کے سب شجر کاٹے

قریبِ شام شہیدوں کے تن سے سر کاٹے

امیر فوج نے خولی کو تب یہ حکم دیا ۱۱۰
 وہ نابکار یہ سنتے ہی نیزہ لے کھٹھا ۱۱۱
 قریب فرق جو آیا تو دل لرز نے لگا

زمین سے سیر سرور نہ اٹھ سکا اُس سے

ریاض حق کا گُل تر نہ اٹھ سکا اُس سے

بلایہ حکم کہ سجادِ ناتواں کو بلاؤ ۱۱۲
 اسیرِ دردِ عالم کو اک اور طوق بٹھاؤ ۱۱۳
 مریضِ آلِ کو میری طرف سے جا کے سناؤ ۱۱۴
 اسی میں خیر ہے غائب، بہرِ حسین اٹھاؤ ۱۱۵

کریں جو عذر تو صلی انھیں ادھر لاؤ

رسن میں مثل گنہگار باندھ کر لاؤ

یتیم شاہ کو ناری جو کھینچتے لائے ۱۱۶
 تو شمر نے کہا کیوں احسن کے جائے ۱۱۷
 تمام گھر بھی لٹا دل پہ داغ بھی کھائے ۱۱۸
 فقیر ہوئے پر سحر سے نہ باز آئے ۱۱۹

بھاؤں پر بھی اثرِ مطلق نہیں ہوتا

سرسینِ زمیں سے جدا نہیں ہوتا

یہ گفتگو، یہ غضب اور یہ جفا دیکھو ۱۲۰
 امام کا یہ ادب، شانِ کبر یاد دیکھو ۱۲۱
 وہ نازیبا نہ بیدار آگیا دیکھو ۱۲۲
 ذرا مریضِ مصیبت کی یہ دوا دیکھو ۱۲۳

یہ خوف ہے کہ نہ بزمِ عزائے تر پنے لگے

بس اتنا کہتا ہوں، زمینِ العبا تر پنے لگے

پکارتے تھے کہ اکبر مری مدد کو آؤ ۥ علیؑ کا واسطہ بیمار کر بلا کو بچاؤ
 سکیں بھائی یہ اپنے تھیں کرم فرماؤ ۥ قریب نہر کے ہوں گے چچا انھیں کو بلاؤ

یہ ناتوان پہ ضربِ درشت تو دیکھیں

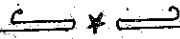
ذرا حسینؑ کے وارث کی پشت تو دیکھیں

کبھی پکاری کہ اے بو ترابؑ کے جائے ۥ مرضی بھوک میں کب تک نعمتیں کھائے

ندایہ آئی، میں قربان میرے دکھ پائے ۥ لعین سے کہہ دوسرا اٹھ جائے گانہ گھبرائے

خود اپنے لال سے بنتِ رسولؐ لیٹی ہیں

ابھی حسینؑ کے سر سے بتوںؑ لیٹی ہیں



ذبحِ عظیم

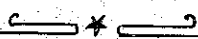
وہ کشتگانِ خنجرِ اسد کا مسیحؑ قرآن ہے بولتا ہوا جس کا لبِ فصیح

جس نے کیا صحیفہٗ انسانیت صحیحؑ خوابِ خلیلؑ، مرکزِ قربانی ذبیح

تہنہٗ خود ہی ندیہٗ ربِّ کریم ہے

بچہ بھی گود میں ہے تو ذبحِ عظیم ہے

تاراجی خیاں اور جنابِ کینہ کے کھوجانے کی روایت



جب گل چراغِ تربتِ خیر الورا ہوا || زہرا کا لال اُمتِ جدِ پر فرما ہوا
 سجدے میں سرِ امان کا تن سے جدا ہوا || فریادِ جبریل سے محشر بپا ہوا
 غل پڑ گیا کہ بھائی سے ہمیشہ چھٹ گئی
 زہرا کا گھر، رسول کی سرکار لٹ گئی

لکھا ہے جب شہید ہوئے شاہِ بحر و بر || نوکِ سناں پہ رن میں چڑھا بیوٹن کا سر
 اے حرمِ سرا میں تم کا رہے خطر || بازار ہو گیا پسِ فاطمہ کا گھر
 غل تھا ہر ایک راند کی چادر اتار لو
 عابد جو کچھ کہے تو ابھی سر اتار لو

پھر تونبی کی آل پہ کیا کیا جفا ہوئی || بنتِ علی اسیر ہوئی، بے ردا ہوئی
 بیمارِ ستہ حال کی اچھی دوا ہوئی || خیمے جلے تو اور قیامت بپا ہوئی
 بانو کا شور تھا نہ مرا دم نکل گیا
 لے میرے بے زباں ترا جھولا بھی جل گیا

واہستہ کہ مسند خیر البشر جسے ۥ جنگل میں اہلبیت پیہر کا گھر جسے
دن بھر تو دل مثال چراغِ سحر جسے ۥ شمعوں کے بدلے رات کو داغِ جگر جسے

دن میں تو گھر کا گھر تہ شمشیر ہو گیا

آئی جورات، اور بھی اندھیر ہو گیا

وہ بکسی وہ غربتِ آلِ عبا کی رات ۥ افق کا بن، غضب کا اندھیرا، بلا کی رات
پہلی وہ فرقتِ شبِ گلگوں قبا کی رات ۥ رونے کی، بیٹھنے کی، الم کی، عز کی رات

بچوں کی جانِ زار پہ قدمے بڑے رہے

جھلسی ہوئی فضا میں شب بھر پڑے رہے

ہلت جو ظالموں کے ستم سے ملی ذرا ۥ بچوں کے ڈھونڈنے کو چلی بنتِ مرتضیٰ
جب دخترِ حسین کا پایا نہ کچھ پتا ۥ دریا کی سمتِ مڑ کے پکاری لصد بکا

خواہر پہ اور تازہ مصیبت گزر گئی

عباسؑ کچھ خبر ہے سکینہؑ کہ ہر گئی

یہ کہہ کے قتل گاہ میں محو بکا گئی ۥ سوئے نشیبِ دخترِ خیر النساء گئی

کانوں میں اک یتیم کی آواز آ گئی ۥ دیکھا وہ حال کا نپ گئی تھر تھرائی گئی

اک بچی ایک لاش پہ قربان ہوتی ہے

منہ سے نہ لولہ کا گلہ نہ کر دیتا نہ

ناراجی خیام اور جناب سکینہ کے کھو جانے کی رونا

۱۲۴

زنیب قریب جا کے پکاریں بجال زار ॥ ہے ہے تو کس غریب کی سچی بیٹے میں نثار
تُتلا کے وہ یتیم پکاری یہ بار بار ॥ ان کی ہی نوعین ہوں، ان کی ہی گلزار

رو کر یہ کہہ رہی ہوں شبہ کائنات سے

بابا مرے چچا کو بلا دو فترات سے

سُننا یہ تھا کہ دُور کے لپٹی یہ سو گوار ॥ رو کر کہا کہ لے مری سچی ترے نثار
سب گھر کو انتشار ہے، سب گھر کو انتظار ॥ مادر بھی بے قرار ہے، خواہر بھی اشکبار

مجلو یہ آس کب تھی کہ اب تم کو پاؤں گی

لو واری گھر چلو میں تھیک کر سلاؤں گی

ہے ہے یہ وقت اور یہ آندھی یہ انتشار ॥ جنگل کا بھی نہ خوف کیا میری گلزار
بے ہر پٹے ہیں دشت میں لاشے بجال زار ॥ کیونکر شناخت کر لیا بابا کو میں نثار

ہر عضو پائمال بدن پاش پاش ہے

ہاں ہو نہ ہو یہ قاسم مضطر کی لاش ہے

اُس نے کہا یہی مرے بابا ہیں میں فدا ॥ میں دشت میں پکارتی پھرتی تھی جا بجا
بابا کہہ میں کوئی بتا دو پیے خدا ॥ اس لاش نے پکارا کہ بیٹی ادھر کو آ

اس کو مری فغاں سے اذیت بڑی ہوئی

میں پیٹنے لگی تو یہ لاش اُسٹھ کھڑی ہوئی

روایتِ طلایہ۔ شامِ غریباں



نمودِ شامِ غریباں، ہجومِ آفت ہے ۥ قدمِ قدم پہ نیا غم، نئی مصیبت ہے
امام ہیں نہ علمدار بہ نصرت ہے ۥ فقط جلے ہوئے خیمے ہیں اور غرت ہے

حرم ہیں فکر و ترد میں سر جھکائے ہوئے
جو سر پرست نئے، سوتے ہیں سر کٹائے ہوئے

ادھر ادھر ہیں شہیدوں کے تن لہو میں لال ۥ پڑی ہیں خاک پہ لاشیں، کٹی ہوئی پامال
حرم کی گود میں سہمے ہوئے ہیں اطفال ۥ جنابِ یٰنِ عیاشیتِ مرض سے ٹدھال

غریب بایں جو منہ آنسوؤں سے دھوتی ہیں
بچھاڑیں کھاتے ہیں باقر، سکیں روتی ہیں

وہ دشتِ ظلم، وہ تنہائی، وہ اندھیری رات ۥ وہ فکر و یاس، وہ پیاروں کے داغ وہ سادا
نئی کی روحِ حفاظت کو یا خدا کی ذات ۥ بہن سے زنیبِ دلگیر نے کبھی یہ بات

حرم میں آپ رہیں بکیوں کی نصرت کو
میں گھرِ دُخیمہ پھروں رات بھر حفاظت کو

یہ بات کہہ کے چلی بنتِ حیدرِ کرار ۥ زباں پہ نالہ و فریاد، ہاتھ میں تلوار
حرمِ سرا سے جو نکلی وہ مضطرب و ناچار ۥ تو دیکھا، آتا ہے خیمے کی سمت ایک سوار

پکاریں بنتِ علیؑ، اور سمت جا بھائیؑ

یہ بارگاہِ نبیؐ ہے، ادھر نہ آ بھائیؑ

رُکنا نہ وہ تو پکاریں غضب میں آتی ہوں ۥ عداتوں کا تنہا زمرہ چکھاتی ہوں
خدا کے عرش کا پایہ ابھی بلاتی ہوں ۥ کہ صبرِ سبطِ پیمبرؐ سے ہاتھ اٹھاتی ہوں

نہ یہ سمجھ کہ اسیرِ غم و غم ہوں میں

علیؑ کی جانی ہوں، عباسؑ کی بہن ہوں میں

رُکنا نہ پھر بھی جو وہ شہسوارِ نیک انجام ۥ غضب میں آگئیں تب خواہرِ امانِ اناام
فرس اُڑا کے جو وہ آگیا قریبِ خیام ۥ جھپٹ کے دخترِ شیرِ خدا نے پکڑی لجام

لگام پکڑی جو اُس سوگوار نے بڑھ کر

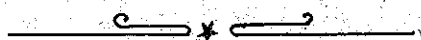
لگے میں ڈال دیں یاہیں سوار نے بڑھ کر

ترپ کے صورتِ بسمل وہ جان کھونے لگا ۥ جگر لرزے لگا، بے قرار ہونے لگا
غیمِ حسینؑ میں اشکوں سے منہ کو دھونے لگا ۥ جھٹکا کے دوش پہ سر زار زار رونے لگا

کہا، نہ رو کہ خدا کا ولی ہوں اے بیٹی

میں غمزدہ ترا بابا علیؑ ہوں اے بیٹی

پکاریں، ہائے لٹا گھر خبر نہ نی بابا || بچھڑ گیا مرا اکبر، خبر نہ نی بابا
 گزر گیا علی اصغر، خبر نہ نی بابا || کٹا حسین کا بھی سر خبر نہ نی بابا
 حرم کا لٹ گیا زیور، مدد نہ کی تم نے
 چھنی ردائیں، جلا گھر، مدد نہ کی تم نے



میدانِ حشر میں سیدِ عالم کا ورود

حشر آئے گا بتوں جو حشر میں آئیں گی سب خلق روئے گی وہ قیامت چائیں گی
 روتی ہوئی جو بارگاہِ حق میں جائیں گی یہ کہہ کے عرشِ پاک کا پانی ہلائیں گی
 لونڈی بھی آج تیری عدالت میں آئی ہے
 میں کربلا میں لٹ گئی یارب دہائی ہے
 تیروں سے چھن گیا دلِ مضطربوں کا چھڑیوں سے ذبح ہو گیا دلِ بربتوں کا
 جنت میں بھی کھلا ہی رہا سرِ بتوں کا انصاف کر کہ صاف ہوا گھر بتوں کا
 جب تک نہ سارے دوستوں کو بخشواؤں گی
 خونِ حسین کا کبھی بدلہ نہ پاؤں گی

راہِ شام میں جنابِ سکیئہ کے نائقے سے گرنے اور جنگل میں تنہا
رہ جانے کی روایت

— * —

عالم سے صبرِ سیدِ ابرار بڑھ گیا | پر حِلم میں حسین سے بیمار بڑھ گیا
تپ کی بلا میں قید کا آزار بڑھ گیا | حیدر سے بھی حسین کا دلدار بڑھ گیا
یہ ظلم آنکھ سے اس اللہ دیکھتے؟
سرنگے ماں بہن کو یہ اللہ دیکھتے؟

سب سے سوا مصیبتِ نیتِ حسین ہے | کیونکر نہ ہو کہ فاطمہ کی نورِ عین ہے
بچھی کو راہِ شام میں احت نہ چین ہے | یہ دکھ ہیں اور لب پہ نہ شکوہ نہ بن ہے
دل کہہ رہا ہے رویے غم کے وفور سے
پر شمر تازیانہ دکھاتا ہے دُور سے

واحسرتا یہ قہر، یہ آفتِ یہ انقلاب | وہ عمروہ سفر وہ حرارت وہ اضطراب
وہ مقنع و ردائے غرض سر پہ آفتاب | وہ رسیاں کے زخم کی سوزش وہ قحطِ آب
یارِ نہ بے گناہوں کو ایسی سزا ملے
اک روز تڑپیں ایک دن آبِ غذا ملے

اک روز اک مقام پہ ایسا تعب ہوا || فرطِ عطش سے لشکرِ کیں جاں بلب ہوا
اک شور تھا کہ ناریوں پہ قہر ب ہوا || گرمی نے دل میں آگ لگا دی غضب ہوا

قیدی بھی مضرب تھے قیامت کی پیاس تھی

بنتِ حسینؑ سب سے سوا بے حواس تھی

سَقّوں نے مشکیں کھول دیں بہرِ سپاہِ ندام || وہ آبِ سرد اور چھلکتے ہوئے وہ جام
وہ لعش کا شور وہ پیاسوں کا ازدحام || وہ ابتری وہ شمرِ ستِ مگر کا اہتمام

بچھی بھی جام لے کے شقی کے قریں گئی

فرطِ عطش سے زار و نزار و حزیں گئی

کوزہ دکھا کے بولی یہ اُس بہ صفا کے || سقا مرا بھی نہیں آیا فرات سے
پانی کے واسطے میں تڑپتی ہوں رات کے || تیری ثنا کروں گی شبہ کائنات سے

اُس نے کہا کہ تجھ پہ نہ کیوں رحم کھاؤں گا

سب کو پلا کے تجھ کو بھی پانی پلاؤں گا

جب وہ شریرو فوج کو پانی پلا چکا || بچھی نے تھر تھرا کے کہا اب تو رحم کھا
بولو وہ نابکار کہ اے غم کی مُبتلا || گھوڑے بھی تشنہ لب ہیں بہت صبرِ کُردرا

گھوڑوں کے بعد ناقوں کو پانی پلا دیا

”لے“ کہہ کے سب زمین کے اوپر بہا دیا

بچی تڑپ کے رہ گئی سینہ دہل گیا ۥ ظالم کے چھینے سے کلیجہ اچھل گیا
 ننھے سے دل پہ خنجر بیدا چل گیا ۥ گویا زبان بند ہوئی دم نکل گیا
 سیلی کے ڈر سے سہم کے خاموش ہو گئی

ٹھنڈی زمیں پہ گرتے ہی بیہوش ہو گئی

تا دیر آنکھ کھولی نہ خوفِ غاں ہوئی ۥ یوں چپ پٹی کی جیسے جہاں کوڑاں ہوئی
 یاں تکے رات ہو گئی، شب کی اذان کی ۥ فوج یزید جانبِ کوفہ رواں ہوئی
 قیدی چلے گئے، یہ دل افکار رہ گئی
 تنہا فقط حسینؑ کی دلدار رہ گئی

پونکی تو پھر نہ شمر ستمگر نظر پڑا ۥ ناقے نظر پڑے نہ وہ شکر نظر پڑا
 نیزے پہنوں میں ترنہ کوئی سمر نظر پڑا ۥ مادرِ نظر پڑی نہ برادرِ نظر پڑا
 ننھا سا دل دھڑکتا تھا حالتِ سقیم تھی
 جنگل تھا، شب کا وقت تھا، تنہا بیتیم تھی

یارو تمہیں مصیبتِ شبیر کی قسم ۥ دادی کا دکھ سوا تھا کہ پوتی کا رنج و غم
 وہ تیرگی وہ دشت وہ تنہائی وہ ستم ۥ ماں کو صدائیں دے کے تڑپتی تھی دم بدم
 کہتی تھی یا حسینؑ مصیبت کو زد کرو
 عمو کہاں ہو آؤ ہماری مدد کرو

بچی کا روتے روتے یہاں دم اکھڑ گیا ۱۱ اور واں سحرِ سین کا نقشہ بگڑ گیا
نیزہ زمیں پہ چھوٹ پڑا اور گر گیا ۱۱ پھر عابدِ مریض مصیبت میں پڑ گیا
کوڑے لگا کے بولے ستم گار کیا ہے یہ

عابد تمھارے سحر کی دیکھو سزا ہے یہ
رو کروہ بولے مالکِ صبر و رضا ہوں میں ۱۱ بس ظالمو ستم نہ کرو بے خطا ہوں میں
قائم مقامِ بادشاہِ انبیا ہوں میں ۱۱ سحر اور لوگ کرتے ہیں معجز نما ہوں میں
سوئے عقبہ جو روئے سر شاہ پھر گیا
شاید کہ راہ میں کوئی معصوم گر گیا

یہ سن کے شمرِ نحس چلا بہرِ جستجو ۱۱ منزل پہ اک یتیم نظر آئی ایک سو
عباسؑ کو پکار رہی ہے وہ ماہِ رو ۱۱ جھنجھلا کے بولا پانی یہ پاب تک ٹٹمی ہے تو
منہ پر طمانچہ مار کے دھمکا کے لے چلا
بچی کو اپنے ہاتھ میں لٹکا کے لے چلا

ظالم کو چشمِ یاس سے نکلتی ہوئی گئی ۱۱ پیاسی میں دم کہاں تھا سسکتی ہوئی گئی
ڈرے نہ رو سکی، نہ بلکتی ہوئی گئی ۱۱ معصوم تین کوں پھر کتتی ہوئی گئی
دستِ قضا شریر کا دستِ طویل تھا
مربھی گیا تو ننھی کلانی یہ پنیل تھا

کوئی میں فرق امامِ مظلوم کی سرِ حضرتِ مسلم سے گفتگو

دیارِ کوفہ میں جب آلِ مصطفیٰ آئی تو ایک خلقِ تماشے کو حاجبِ آبی
رسولِ پاک کی عمرت جو بے ردا آئی صدائے گریہ زہرا و مرتضیٰ آئی
نیا ستم تھا کہ رونے کو جی ترستا تھا
نبی کی آل یہ پتھر کا مینہ برستا تھا

حرم نے پیشی دربار کی خبر جو سنی بلا کے شمرِ لعین کو پکاریں بنتِ علیؑ
سنا ہے سات سو کرسی نشین ہاں میں شفی ہمیں ردا تو اڑھائے کہ ہم ہیں آلِ نبیؐ
پکارا ہنس کے ستمگر یہ ہو نہیں سکتا
تھیں نصیب ہو چادر یہ ہو نہیں سکتا

یہ سن کے اہلِ حرم دل پہ اے کھاکے چلے انہی طرح سے وہ ناچار سہم جھکا کے چلے
ہجومِ عام میں دکھ سہ غم اٹھا کے چلے لعین کی بزم میں بالوں گزہ چھپا کے چلے

درِ امیر پہ کیا کیا نہ شور و شر دیکھا
لکھا ہے واں سرِ مسلم لہو میں تر دیکھا

۱۳۲ کوئے میں فرقِ امامِ مظلوم کی برصِ حضرتِ مسلم سے گفتگو

وہ فرق دیکھ کے بولی یہ زینبِ ناچار ۱۳۲
 مرے غریب برادر میں تیرے سر کے نثار
 مگر حسین کے سر سے ہوئیں جو آنکھیں چار ۱۳۲
 قریب آ کے تھا فرق سیدِ ابرار
 ندایہ آئی کہ یا شاہ السلام علیک
 علی وفا طہ کے ماہ السلام علیک

پکارے شہ و علیک السلام اے بھائی ۱۳۲
 شہیدِ ظلم ہوئے تم بھی میرے شیدائی
 تمہیں بھی عالمِ غربت میں یاں جل آئی ۱۳۲
 یہ کس شقی نے قیامتِ غریب پر ڈھائی
 کہا، عدوئے شرِ بے نظیر نے مارا

دغا سے ابنِ زیادِ شریر نے مارا

پس فنا بھی ان آفات میں گھرا مولا ۱۳۲
 کہ بام سے تن پے سر مرا گرا مولا
 بندھا تنھا پاؤں میں رستی کا اک سہرا مولا ۱۳۲
 تمام شہر میں لاشہ کھنچا پھرا مولا
 خبرِ دغا کی امامِ غیور تک نہ گئی

حضور! کیا مری عرضی حضور تک نہ گئی

میں کچھ چکا تھا کہ شرب کی سمت جاؤں حضور ۱۳۲
 خدا کے واسطے تشریف یاں لائیں حضور
 سپاہِ ظلم سے دھوکا کہیں نہ کھائیں حضور ۱۳۲
 دغا میں طاق ہیں کوئی ادھر نہ آئیں حضور

لکھا تنھایہ بھی کہ بچے بلا میں پر گئے ہیں

جو ساتھ آئے تھے، دونوں ہمارا کھٹ گئے ہیں

کونے میں فرق امام مظلوم کی برصغرتِ مسلم سے گفتگو

۱۳۴

علیؑ کے شیر دم یاس ڈھونڈ لیں اُن کو | سفر میں ثانی الیاس ڈھونڈ لیں اُن کو
کبھی تو دُور کبھی پاس ڈھونڈ لیں اُن کو | ہر اک دیار میں عباس ڈھونڈ لیں اُن کو

بتائیے وہ مرے مہ جبینِ بے کہ نہیں

امام دیں کو وہ بچے کہیں بے کہ نہیں

مہرِ حسینؑ پکارا کہ ہائے اے بھائی | عجب الم کے یہ کلمے سنائے اے بھائی
بن زیاد نے کیا قہر ڈھائے اے بھائی | پیامِ آپ کے ہم تک نہ آئے اے بھائی

پئے تلاشِ بنوں میں نہ خستہ جاں پہنچے

خبر نہیں کہ وہ آفت زدہ کہاں پہنچے

غضب ہوا ابھی کس نے لالچ کئے تھے | ان آفتوں کے لیے خود سال کئے تھے
حسینؑ ہاں جبینِ خوش جمال آپ کے تھے | مگر وطن میں جو دو نو نہال آپ کے تھے

بلا کے بن میں وہ مظلوم بھی شہید ہوئے

ہمارے ساتھ وہ محصوم بھی شہید ہوئے

تمہارے ہر مہ انور کا سرِ شاں پر ہے | مرے جواں علیؑ اکبر کا سرِ شاں پر ہے
صغیرِ حسینؑ اصغر کا سرِ شاں پر ہے | تمہارے شیرِ برادر کا سرِ شاں پر ہے

بہن کے گھر کو نہ عباسؑ کچھ سنبھال سکے

انجی! تمہاری رقتہ کو ہم نہ مال سکے

دربارِ یزید

لکھا ہے جب سرِ دربارِ اہلبیت آئے || رسن میں مثل گنہگار اہل بیت آئے
میانِ محفلِ میخوار اہل بیت آئے || قریبِ تختِ ستمگار اہل بیت آئے

پکارا شمر کہ حاکم کا احترام کرو
امیرِ شام کو جھک جھک کے سب سلام کرو

یہ سن زینِ عبا نے لہو کا گھونٹ پیا || کبھی فلک کو کبھی ماں بھوپتی کو دیکھ لیا
میں کس زباں سے کہوں شمر نے جو قہر کیا || امانم پاک کا سر بے حیا کی نذر کیا

یزیدِ نحس نے حیرت کے طور سے دیکھا

کبھی حرم کو کبھی سر کو غور سے دیکھا

بگڑ کے بولا کہ صدمہ کمال ہے اے شمر || ارے یہ فرقِ شہِ خوش خصال ہے اے شمر
رسن میں کیا یہ محمد کی آل ہے اے شمر || صرتِ سجیہ ترا دھوکا ہے چال ہے اے شمر

جمالِ سیدِ اہلِ اہرام میں نے دیکھا ہے

علیٰ کے لال کو سو بار میں نے دیکھا ہے

بھلا یہ ابن جنابِ امیر کا سہرے ۥ وہ بادشاہ تھے یہ توفیق کا سہرے
یہ نورِ عینِ رسولِ قدیر کا سہرے ۥ نبیؐ کا لالہ جو ان تھا یہ پیر کا سہرے

یہ مکرب ابلِ غیظ و عتاب ہے کہ نہیں

یہ دیکھ ریش یہ اس کی خضاب ہے کہ نہیں

مجھے بتا تو سہی کس پہ چنڑ ڈھایا ہے ۥ یہ کس غریب کے گھر کو مٹا کے آیا ہے
وہ کون تھا جسے اس طرح سے ستایا ہے ۥ یہ کس کی لونڈیاں رستی میں باندھ لایا ہے

یہ مالکوں کی سزا سے ذلیل ہیں اے شمر

جس بھی تو منہ پہ طمانچوں کے نیل ہیں اے شمر

بتاؤ اب مجھے سچ سچ کیا کس پہ ستم ۥ یہ کس کا فرق ہے لایا ہے جس کو کر کے قلم
مریض کون ہے یہ اور کس کے ہیں یہ حرم ۥ پکارا شمر کہ مالک ترے نمک کی قسم

مجھے خیالِ شب و روز تیرے چین کے ہیں

یہ سرِ حسینؑ کا ہے، یہ حرمِ حسینؑ کے ہیں

یہ عمرتِ اسدِ ذوالجلال ہے واللہ ۥ مریض یہ شہِ سیکس کا لالہ ہے واللہ
حسینؑ ہی کے حرم کا یہ حال ہے واللہ ۥ رسن میں سب یہ پیڑ کی آل ہے واللہ

رخوں پہ نیل ہیں جنگل میں منہ کو پیٹا ہے

یہ شہِ کی لاش یہ قتل میں منہ کو پیٹا ہے

ابھی تجھے نہیں معلوم کیا کیا میں نے | جو مجھ پہ حقِ نمک تھا ادا کیا میں نے
نبیؐ کا پاس نہ خوفِ خدا کیا میں نے | سرِ سِن کو تن سے جدا کیا میں نے

حرم کے شور پہ بھی دم نہ زنیہا لیا

بہن کے سامنے بھائی کا سر اُتار لیا

یہ سچ ہے عمر میں کم بے گناں تھے سبطِ نبیؐ | وفا کے دن بھی سحر کو جواں تھے سبطِ نبیؐ
قریبِ عصر مگر ناتواں تھے سبطِ نبیؐ | پسر کے داغ سے جھکے گناں تھے سبطِ نبیؐ

جری کی ریش پہ آرامِ جاں کا خون یہ ہے

لے ائے خضاب نہیں بے زباں کا خون یہ ہے

کہا کہ شاہ کے دلبر کا سر نہیں بھی دکھاؤ | حسینؑ کے مہِ انور کا سر نہیں بھی دکھاؤ
صغیرِ سبطِ پیمبرؐ کا سر نہیں بھی دکھاؤ | امامِ پاک کے اصغر کا سر نہیں بھی دکھاؤ

ربا بے رو کے پکاریں کہ حشر آتا ہے

ارے لعین مرے بچے کا سر منگاتا ہے

سرِ صغیر کو ناری جو سامنے لائے | میانِ بزمِ لعینوں کے قلبِ تھرائے
یزیدِ نخس کے دل پر بھی ابرِ غم چھائے | سیاہِ کار کی آنکھوں میں اشک بھر کے

نظر جھکا کے پکارا یہ کیا کیا ظالم

اسے بھی تیر سے مارا بُرا کیا ظالم

جب اس کے حلق پہ تیرِ حفا لگا ہوگا ۥ تو اس کی ماں کا بھلا حال کیا ہوا ہوگا
یہ شیرِ خوار نے کیوں نکرِ ستم سہا ہوگا ۥ ابھی تو ایک برس کا یہ مہ لقا ہوگا

پکاری ماں یہ حفا کا نیا قرینہ تھا
جب ان کا دودھ چھٹا ہے چھٹا ہینہ تھا

فاطمہ زہرا

مسند نشینِ بزمِ طہارت ہیں فاطمہؑ درِ یتیمِ تاجِ شفاعت ہیں فاطمہؑ
نفسِ نفیسِ جسمِ رسالت ہیں فاطمہؑ اصلِ اصولِ نخلِ امت ہیں فاطمہؑ

بچے بھی ان کے رشکِ خلیلِ و ذبیح ہیں

بھولے میں دونوں لالِ کلیمِ و مسیح ہیں

مریم بھی ان سے کم ہیں مسیحا سے پوچھ لو آدھا بھی مرتبہ نہیں سارا سے پوچھ لو
اپنوں کا کیا ہے تذکرہ اعدا سے پوچھ لو جاؤ مباحلے میں نصاریٰ سے پوچھ لو

زہرا اسی عورتیں ہیں نہ حیدر سے مرد ہیں

ختمِ الرسلؑ کے بعد یہ زوجینِ فرد ہیں

روایت ہند

جب بنی فاطمہ زندانِ بلا میں آئے ۥ اک نئی منزل تسلیم و رضا میں آئے ۥ
 دل کو پکڑے ہوئے یادِ شہدائیں آئے ۥ بال بھلے بہتری کی غزا میں آئے ۥ
 رحم کھاتا تھا نہ کوئی نہ بکا سُنتا تھا

ایک تو ہندِ حزیں ایک خدا سُنتا تھا

ہند کہتی تھی ارے کون یہ جاں کھوتا ہے ۥ جس کی فریاد کو سُن سُن کے قلق ہوتا ہے ۥ
 غمزدہ وہ ہے کہ شب کو بھی نہیں سوتا ہے ۥ دل مرا پھٹتا ہے صدمے سے یہ جب روتا ہے

کون بیوہ ہے جو یوں شکوے سے منہ دھوتی ہے

جس طرح اپنے جواں لال کو ماں روتی ہے

ایک لوٹدی رہنے یہ کی عرض کہ بی بی میں فدا ۥ یا کسی کہیں حرمِ قید جو کرتے ہیں بکا ۥ
 ہند بولی کہ یہ ہیں کون، کہو میرا خدا ۥ وہ نہ ہو بات کہیں جس کا مجھ ہے کھٹکا ۥ

خواب میں رات جو نہ ہوا مرے گھر آئی تھیں

خاک چہرے پہ کھلے، برہنہ سر آئی تھیں

مجھ سے فرمائی تھیں، کچھ راہِ خدا کے مجھ کو سچی کر کے سرِ شبیرِ دلا دے مجھ کو
بال بکھڑے ہوں چادر تو اڑھائے مجھ کو ہند اب قید سے اللہ چڑھادے مجھ کو

دس میں تیرے مہیت میں گرفتار ہوں میں

یوں لٹی ہوں کہ بہتر کی غرار ہوں میں

میں ابھی جاؤں گی زنداں میں کینز و آؤ چویداروں سے کہو لائیں قناتیں، جاؤ
کھانا پانی بھی اسیروں کے لیے منگواؤ ان غریبوں کے بھی ہاں جلد اجازت لاؤ

لاکھ قیدی سہی یہاں تو ہمارے وہ ہیں

پاس لازم ہے کہ دکھ درد کے مارے وہ ہیں

لونڈیوں نے جو نہ نڈال میں خبر سنچائی قیدیوں کے رنجِ پُر نور پہ زردی چھائی
روکے زینب کے کہا، ہائے قیامت آئی جلد آؤ مجھے دامن میں چھپا لو سبھائی

خاک پر بیٹھی ہوں منہ ڈھانپے ہوئے بالوں سے

ہند دیکھے کی مجھے قید میں ان حالوں سے

بے نوائی پہ مری گروہ ترس کھائے گی ڈھانپنے کو مرے بالوں کے دلائے گی
میں بھی بیٹھی ہوں سخی کی مجھے شرم آئے گی بی بیو مجھ سے یہ ذلت نہ سہی جائے گی

یا خدا، قیدیوں میں ماتم تازہ دیکھے

ہندیاں آئے تو زینب کا جنازہ دیکھے

یاں بہاتے تھے حرمِ سن کے نیالے آنسو ۥ ادھر آتی تھی وہ دل چاک بچیرے گیسو ۥ
تا بہ زنداں درِ شاہی سے وہ پہرا ہر سو ۥ لونڈیاں چار طرف بیچ میں ہند خوشو

وسوسے دل میں جو تھے فکر میں جاں کھوتی تھی

خواب کے دھیان میں منہ ڈھانپے ہوئے رُتی تھی

درِ زنداں پہ جو آئی وہ کینزِ شبیر ۥ ایک بیمار کو دیکھا کہ ہے کلفت میں سیر ۥ
نیم جاں کش میں جو تھا بستہ طوق و زنجیر ۥ عطر اشکوں کا چھڑک کر یہ پکاری دلیگر

منہ سے بولو، مجھے کچھ حال سناؤ اپنا

جاں بلب غم سے ہوں میں نام بتاؤ اپنا

غش سے چونکا یہ صد سن کے جو پابند بلا ۥ کھول کر آنکھ کہا، نام ہے قیدی میرا ۥ
اُس نے پوچھا جو مرض، بولے فراقِ شہدا ۥ روکے وہ بولی دوا کیا ہے، کہا آہ و بکا

بسترِ خاک پہ غش آ کے لبا دیتا ہے

درِ دل اٹھ کے مصلے پہ بٹھا دیتا ہے

اُس نے پوچھا کہ خطا کیا ہے، کہا حقِ طلبی ۥ پوچھا شاہد ہے کوئی، بولے باقیِ دَآبِی ۥ
پوچھا ہمدرد کوئی ہے، تو کہا روحِ نبی ۥ پوچھا تسکین کوئی دیتا ہے، کہا تشنہ لبی

بولی وہ، صبح سے کھانے کو کبھی کچھ پایا ہے

بولے ہاں کیوں نہیں، درہ تو ابھی کھایا ہے

پوچھا ناصر ہے کوئی، بولے پھری سبھی ۱۱ پوچھا پھر کون ہے غوار، کہا نادعلی
پوچھا سر پر کوئی وارث ہے، کہا حق کا ولی ۱۲ پوچھا مادر کا ہے کیا نام، کہا کوکھ جلی

بولی دل تھام کے وہ، باپ کو کیا کہتے ہیں

رو کے فرمایا کہ مذ بوجِ قضا کہتے ہیں

پوچھا دلسوز ہے اب کون، کہا دلشکنی ۱۳ پوچھا کیا درد کا دریاں ہے، کہا سینہ زنی
پوچھا مذہب کو تو فرمایا کہ ہیں سنجتبی ۱۴ اُس نے پوچھا جو وطن کو تو پکارے مدنی

بولی گھبرا کے، محمد کا پسرخیر سے ہے

بولے عز و شرفِ خیر بشر خیر سے ہے

پوچھا اکُن کے برادر ہیں، کہا ہاں عباس ۱۵ مرتبے میں وہ ہوئے فخر جنابِ الیاس
پوچھا عابد کا ہے کیا حال، کہا دل ہوا دل ۱۶ آج کل تپ میں گرفتار ہیں وہ نیک اساس

پوچھا اکبر کی دھن آئی، گھسرا آباد ہوا؟

بولے پروان چڑھے، باپ کا دل شاد ہوا

ہند نے جب خبرِ آلِ پیمبر پائی ۱۷ شکر کرتی ہوئی رانٹوں کی طرف کو آئی
بعدِ مجرے کے یہ تقریرِ زباں پر لائی ۱۸ ہم وطن اُن کے ہوتم، جن کی ہوں میں شیدائی

بے ردائی کی نہ فاقوں کی مصیبت جھیلو

مذِ شبیر یہ کھانا یہ ردائیں لے لو

خواہر شہ نے کہا رُکے بجال مضطر ۥ اس عنایت کی جزائے تجھے رب اکبر
مستی جو ہیں کھلا اُن کو یہ کھانا خواہر ۥ ہم یونہی قید میں لٹا دیں دے کھا کر
یہ ردائیں تری بخشش ہوئی کیونکر اوڑھیں

جن کا وارث نہ کفن پائے وہ چادر اوڑھیں

پھٹ گیا ہند کا دل سنتے ہی زینب کی کھلا ۥ آگئی کانوں میں آواز جناب زہرا
روکے چلائی کہ تم کون ہو بی بی میں فدا ۥ ڈھنگ خاتون قیامت کی ہیں سارے بخدا

بولیں زینب کہ یہ شک ہے ترا بیجا بی بی

خلد سے قید میں کیا آئیں گی زہرا بی بی

پیٹ کر سر کو پکاری وہ لول و مضطر ۥ فاطمہ آپ نہیں، اُن کی مگر ہیں دختر
بولیں زینب کہ بھلا قید ہوئیں وہ کیونکر ۥ جن کا عباس سا بھائی علی اکبر سا پسر

وارث منزلت بنتِ پیمبر وہ ہیں

دو اماموں کی بہن، ایک کی دختر وہ ہیں

ہند چلائی کہ مرتی ہوں جلا دو بی بی ۥ رُخ سے یہ خاک بھرے بال ہٹا دو بی بی
میں نہ مانوں گی مجھے شکل دکھا دو بی بی ۥ تم کو زہرا کی قسم نام بتا دو بی بی

سر جھکا کر کہا، ہاں فاطمہ کی جانی ہوں

اپنے ماسجائے کو کھو کر ترے گھر آئی ہوں

ہو گئے ذبحِ انجی اور نہ مجھے موت آئی میرے اکبر نے جوان موتے ہی برچی کھائی
 ذکر کس کس کا کرے تجھ سے علی کی جانی ایک عابد کے سوا سب شہادت پائی
 گھر محمد کا جلا عترتِ اہلِ لٹی
 کر بلا میں مرے ماں باپ کی سرکار لٹی

عقدِ محصومہ و معصوم

مسند نشینِ بزمِ کرامت دُھنِ بنی مشاطہ عروسِ عبادت دُھنِ بنی
 وجہِ کمالِ حُسنِ رسالت دُھنِ بنی قرآنِ پکارِ ارجلِ امامت دُھنِ بنی
 ایسی بھی کتھڑائی نہ ہو گی خدائی میں
 خالق نے گیارہ لال دپے رونمائی میں
 جوڑا شہانہ سخن لگے شاہِ ذوالفقار عزتِ عبا، جلالِ قبا، پیرِ سن وقار
 بالائے سرِ عمامہ اسرارِ کردگار تعلین وہ کہ دوشِ نبی دیکھے بار بار
 سہرا کلاہِ جوڈ پہ حاجتِ روائی کا
 مکننا بندھا کلائی میں مشکل کشائی کا

وَفَاتِ جَنَابِ کَیْنِہِ عَلَیْہَا السَّلَام

جب خنتر نشہ بانوئے ناچار سے بچڑی | زنداں میں بہن عابد بیمار سے بچڑی
ماں کہتی تھی ہے میں لافکار سے بچڑی | لوبی ہو معصوم بھی نادار سے بچڑی

اے سخت دل کشتہ شمشیر سکینہ

اٹھو تو منکا دوں سر شمشیر سکینہ

سب شکوے منہ دھوئے ہیں صدقے گئی اٹھو | سامانِ غزا ہوتے ہیں صدقے گئی اٹھو
جاں اپنی حرم کھوتے ہیں صدقے گئی اٹھو | سجادِ حریں روتے ہیں صدقے گئی اٹھو

حیران ہوں میں بھائی کا دم بھرتی تھیں تم تو

سجاد کے رونے سے کڑھا کرتی تھیں تم تو

یاد آتا ہے بی بی کے غم ورنج کا سہنا | کانوں سے کبھی خون کبھی اشکوں کا سہنا
نشہ سے مر اتر کھٹنے کا احوال نہ کہنا | بی بی مرے اصغر کی خبر بھیجتی رہنا

اماں کی جدائی کا نہ غم کھائیو بی بی

جی، کھیل کے مانجائے سے بہلائیو بی بی

وفات جناب سکینہ علیہا السلام

۱۳۶
اس ننھی سی میت کے میں قرآن سکینہؑ ۥ کل چار برس کی مری جہان سکینہؑ
کیونکر ہو ترے دفن کا سامان سکینہؑ ۥ مل جانا کفن کا نہیں آسان سکینہؑ

زندگیاں رہنے کے لیے گھر بھی نہیں ہے

بی بی تمہیں معلوم ہے چادر بھی نہیں ہے

یہ غل جو سنا حاکمِ اعظم نے قضارا ۥ پوچھا کہ یہ کیا شور ہے تو کوئی پکارا
وہ لڑکی جو تھی قیدیوں کی آنکھوں کا تارا ۥ آخر کو اسے شہر کی بیداد نے مارا

رورو کے زمانے سے سفر کر گئی بے سچی

بابا کا جو سر چھپ لیا مگر گئی بے سچی

یہ سن کے شقی نے کہا عابد سے یہ کہہ آؤ ۥ ابڑے سے کیا فائدہ ہے رائیوں کو سمجھاؤ
سونے کا مے وقت ہے اس درجہ نہ چلاؤ ۥ کل تین پہرات ہے رو لیجو ٹھہر جاؤ

فریاد بھی کر لیجیو اور رنج و غم بھی

میں دفن کا سامان بھی بھیجوں گا کفن بھی

یہ کہہ جو گئے آن کے ظالم کے سپاہی ۥ دل تھام کے تڑپے حرمِ شیر الہی
ہیہات یہ قید اور یہ مصیبت یہ تباہی ۥ بچگی کی یہ موت اور یہ رونے کی منہا ہی

ایسا تو ستمِ خلق میں ہوتا نہیں لوگو

جس کا کوئی مرنے کا ہے وہ روتا نہیں لوگو

آخر سحر حشر نے منہ اپنا دکھایا ۥ سجاؤ نے غسالہ کو زنداں میں بلایا
وہ لاش کے پاس آئی تو رو کر یہ سنایا ۥ ہے ہے مجھے قسمت نے یہ کیا رنگ دکھایا

دل رنج سے سینے میں ٹھہرتا نہیں لوگو

اس سچی کا کرتا تو اترتا نہیں لوگو

اے بی بیو کیا سنتی ہو آنسو نہ بہاؤ ۥ اے لوگو تن زار سے گرتا تو چھڑاؤ
دو غل میں کیونکر کوئی تدبیر تباؤ ۥ کیا اس کو مرض تھا مجھے کچھ حال ساؤ

زینبؓ نے کہا کیا ہمیں دل غم سے تپاں ہیں

کوڑوں کے یہ سب خم ہیں دروں کے نشاں ہیں

آخر کو یونہی غسل دیا رنج و محن میں ۥ گرتا بھی شہادت کو گیا ساتھ کفن میں
رو کر کہا عابد نے کطاقت نہیں تن میں ۥ یا شاہِ ہذا خاک پہ کیا سوتے ہو بن میں

ناچار ہوں میں داغِ حزن یہ نہ اٹھے گا

بیمار سے تابوت سکینہؓ نہ اٹھے گا

اے قاسمِ مضطر مجھے دل سے نہ بھلاؤ ۥ بھیا مجھے تنہائی میں اتنا نہ رُلاؤ
اکبرؓ، تمہیں ہمیشہ کے دفنانے کو آؤ ۥ عباسؓ بھتیجی کے جنازے کو اٹھاؤ

بیکار مرے ہاتھ ہیں صدمے سے رسن کے

میں طوقِ سنبھالوں کہ جنازے کو مہن کے

چہلم، یزید کا خواب اور اہل بیت کی رہائی



حسینؑ بکیں و بے پر کا آج چہلم ہے تمام فاطمہؑ کے گھر کا آج چہلم ہے
سپاہِ سبطِ پیمبرؐ کا آج چہلم ہے علیؑ کے گھر میں بہتر کا آج چہلم ہے

نہ فاطمہؑ نہ پیمبرؐ میں باغِ رضواں میں
وہ قتل گاہ میں روتے ہیں اور یہ زنداں میں

امامؑ بے کس و بے آشنا کا چہلم ہے شہیدِ ظلم و قتلِ جفا کا چہلم ہے
علیؑ و فاطمہؑ کے دلربا کا چہلم ہے نبیؐ کے گھر میں شہِ کربلا کا چہلم ہے

حرم میں غل ہے کہ عباسؑ کبریا کے لیے
ذرا سا پانی تو بھجواد و فاستحا کے لیے

شہیدِ خنجر و تیر و سناں کا چہلم ہے غریب و بکیں بے خانماں کا چہلم ہے
ذبیحِ عصر و امامؑ زماں کا چہلم ہے بہن تو قید ہے اور بھائی جان کا چہلم ہے

عجیب فکر میں بیٹی شہِ خنین کی ہے
نہ فاستحہ کی اجازت نہ شور و شین کی ہے

چہلم، یزید کا خواب اور اہلبیت کی رہائی

۱۵۰

یہ سن کے خوابے چونکا شقی تو گھبرا یا ۱۵۰
خوزادیوں کو رہائی کا حکم بھجوا یا
حرم پکارے کہ خالق نے رحم فرمایا ۱۵۰
یہ شور سنتے ہی زین العبا کو ہوش آیا
رسن سے بازوئے زینب جو رب کے ساتھ کھلے

پکاریں قید یو ماتم کرو کہ ہاتھ کھلے
جب آفتوں کے گرفتار قید سے چھوٹے ۱۵۰
امام دیں کے عزا دار قید سے چھوٹے
اسیر و مضطرب و ناچار قید سے چھوٹے ۱۵۰
جناب عابدِ ہمار قید سے چھوٹے

بکا کا اذن جو پایا تو دل کو چین ملا
حسینؑ تو نہ ملے پر سر حسینؑ ملا
قیامت آئی کہ شاہِ ہذا کا سر آیا ۱۵۰
پچھاڑیں کھائیں سپرنے بہن نے غش کھایا
سلام کر کے مریضِ الم یہ چلا یا ۱۵۰
بہت دنوں میں اسیروں کو یاد فرمایا
فراقِ شاہ میں قیدی کڑی اٹھاتے تھے
غذا کے بدلے فقط تازیانے کھاتے تھے

تمہیں خبر بھی ہے اے شاہِ کر بلا بابا ۱۵۰
تمہارے بعد بلا پر سہی بلا بابا
بتولؑ لٹ گئیں حیدر کا گھر خلا بابا ۱۵۰
رسن میں بندھ گیا سادات کا گلا بابا
اسیرِ ظلم ہو میں در بدر پھر میں زینبؑ
حجاب کی ہے جگہ ننگے سر پھر میں زینبؑ

مریض ہجر نے کیا کیا نہ شور و شر دیکھا حضور کے سرِ سرخوں کو نیزے پر دیکھا
ہجومِ عامِ حرم کے ادھر ادھر دیکھا اسیروں کو سرِ بازِ رنگے سر دیکھا
خرابے میں یہ مصیبت گزر گئی بابا
تمھاری لاڈلی گھٹ گھٹ کے مر گئی بابا



کربلائے معلیٰ

اے کربلا! نشیمنِ کربِ بلا ہے تُو اے ارضِ پاکِ نسخہِ خاکِ شفا ہے تُو
اک کعبہٴ طریقتِ عشقِ وفا ہے تُو اک جنتِ شریعتِ نشوونما ہے تُو
ہر ذرہٴ تیرا حق طلب و حق مرست ہے
تُو صبر کی زمیں پہ عمل کا بہشت ہے
اے وعدہ گاہِ ذبحِ عظیم اے حریمِ ناز تُو حسن کا عراق ہے تو عشق کا حجاز
تُو عرشِ انکسار ہے، تُو کرسیِ نیاز تُو کائناتِ شوق میں ہے اک جہانِ از
بھاری ہے ذرہٴ ذرہٴ ترا مشرقین پر
دونوں جہاں کو ناز ہے تیرے حسین پر

دفنِ شہدا

حرمِ جو قبرِ سکیٹہ پہ نوحہ گھرائے | ہجومِ یاس میں نذاں سے چھوٹ کر آئے
سہرِ حسین کو لے کر جو ننگے سر آئے | ندایہ دی کہ سکیٹہ اٹھو بد پر آئے

امامِ پاک کے سر کی بلا میں لو بی بی

حسینؑ لینے کو خود آئے ہیں چلو بی بی

لحد پہ گھر کے یہ چلائی بانوئے نالاں | یہ بے نصیب سبھی ملنے کو آئی ہے مری جاں
چچا سے جو تمھیں کہنا ہو کہہ دو میں قرباں | کہ عمو جان سے ملنے کو جاتی ہے اماں

سفر کا قصد ہے اضطرار کے غم میں مرتی ہوں

تمھاری قبر خدا کے سپرد کرتی ہوں

پھر آہ بھر کے اٹھی اور کہا بحالتِ زار | کہ اے غریب کی تربت یتیم سے ہتیار
ارے فشار کے قابل نہیں یہ دلِ فگار | کہ لشت کوڑوں کی زنجی طمانچوں کے خرد

عبیاں ہے تجھ پہ جو حالتِ جگر کباب کی ہے

ارے زمیں یہ امانتِ ابو تراب کی ہے

ولائے شاہ کادل کو جو ولولا آیا || مریض ہجر پدر سوئے کر بلا آیا
ہوایہ شور کہ لو حاملِ بلا آیا || دیار شام سے عترت کا قافلا آیا

مریضِ غم نے عجب صدمہ و محن دیکھا

پدر کی لاش کو بے گور بے کفن دیکھا

پکارے یا شہ ابرار السلام علیک || وصی حیدرِ کرار السلام علیک

نِدا یہ آئی کہ ہمیا السلام علیک || حرم کے قافلہ سالار السلام علیک

علیٰ کی طرح سے مشکل کشائی کی بیٹا

سفر سے امتجد کی رہائی کی بیٹا

قریب نہر یہ کلثوم جا کے چلائی || انہی کے دفن کا سماں ہے اور یہ تنہائی

مزار کھود رہا ہے پدر کا شیدا || چھڑکنے کے لیے پانی تو لے چلو بھائی

بہن نے آکے یہ شر مندگی اٹھائی ہے

تمھاری بانی سکینہ کو کھوکھے آئی ہے

حرم تو بیٹھ کے اشکِ عزا بہانے لگے || جنابِ عابدِ بکیس لحد بنانے لگے

پدر کی لاش کو جب قبر میں لٹانے لگے || و فورِ غم سے حرم سر پہ خاک اُڑانے لگے

پکاریں فاطمہؑ عابدہؑ مجھے رلاتے ہو

مری کمائی کو یوں خاک میں ملاتے ہو

فدائے لاشہ مجروح سید الشہدا || لحد میں رکھتے ہی تڑپے مثالِ قبلہ نما
 کہا مریض نے، کیوں اضطراب ہے، یا بابا || ندایہ آئی کہ اکبرؑ کو لاؤ بہرِ خدا
 پدر سے دُور نہ آرامِ جاں کو دفن کرو
 ہماری پابنتی اس نوجواں کو دفن کرو
 یہ سُنکے لاشِ برادرِ پہ دی ندا جا کر || پدر نے یاد کیا ہے اُسٹھو علی اکبرؑ
 چچا کو پھر یہ پکارا وہ بکس و بے پر || مدد کو آؤ کہ تنہا ہے عابدِ مضطر
 اُسٹھائے کون مرے بھائی جان کا لاشہ
 میں اک مریض یہ کڑیلِ جوان کا لاشہ
 لہو میں غرق جو پایا جواں کے لاشے کو || گلے سے اپنے لگایا جواں کے لاشے کو
 پھر آہ بھر کے اٹھایا جواں کے لاشے کو || پدر کے پاس لٹایا جواں کے لاشے کو
 سلام کرنے لگا نورِ عین کا لاشہ
 پسر کی لاش سے لٹا حسینؑ کا لاشہ

واپسی قافلہ کربلا

وطن میں جب حرم شاہِ نامدار آئے | ملول و مضطرب بیتابِ بقیہ آئے
جنابِ عابدِ بیمار اشکبار آئے | نبیؐ کی قبرِ مطہر پہ سوگوار آئے
بکاسے روضہ عالی و قارِ ہلنے لگا
فغاں وہ کی کہ نبیؐ کا مزار ہلنے لگا

کوئی پکاری کہ نانا فلک ستانی ہوں | میں شرم سے یہاں آنے میں تھکرائی ہوں
یہ نذر آپ کے روضے پہ لے کے آئی ہوں | کہ ابنِ شیرِ خدا کی سنانی لائی ہوں
انجی کی لاش پہ میں کربلا میں رو آئی
تمہارے لال کو دشتِ بلا میں کھو آئی

کسی کا غل تھا کہ بازار میں گئی نانا | شتر پہ بلوہ گفاریں گئی نانا
غضب ہے مجلسِ منجوار میں گئی نانا | بیزیدِ نحس کے دربار میں گئی نانا
شقی کی بزم میں کیا کیا نہ شور و شر دیکھا
ہزار ناریوں نے مجھ کو ننگے سر دیکھا

کسی نے فاطمہ صغرا سے بھی یہ آگے کہا || نبیؐ کی قبر پہ اتری ہے آلِ خیرِ ورا
یہ سن کے گھر سے چلی دخترِ امامِ ہدا || وہ مشاد حضرتِ ام المہنیں وہ خوش صغرا

یہاں جو آئیں تو کچھ اور ہی سماں دیکھا

کہ چنبد بی بیوں کو مائلِ فغاں دیکھا

نبیؐ کی قبر پہ یوں ورہی تھیں پیکرِ سر || کہ مینِ سن کے لرزتے تھے اہلِ دل کے جگر
سیہ لباس تھا سب کا، بھٹی ہوئی چادر || رس کے نیل نمایاں ہر اک کے بازو پر

الم میں دیکھنے والوں کی جان کھپتی تھی

لحد پہ ایک ضعیفہ تولیوں تر پتی تھی

یہ اُس سے کہنے لگی فاطمہ جگر افکار || تمہارے حال پہ بی بی نہ چین ہے نہ قرار
کہاں سے آئی ہو کیا نام ہے میں تم نہ تبار || خبر ہو کچھ تو کہو حالِ سیدِ ابرار

سنا تھا ہم نے کہ تشریف لائے ہیں حسینؑ

کہیں ٹھہر گئے یا گھر کو آ رہے ہیں حسینؑ

وہ مڑ کے بولیں اے گھر کی کھونے والی ہوں || ہر دم آنسوؤں سے منہ کی دھونے والی ہوں
فغاں میں اشکوں سے چادر کھگونے والی ہوں || میں غمزدہ ترے بابا کی رُونے والی ہوں

نبیؐ کی راحتِ جاں بہتِ ضیغِ رب ہوں

میں امی فاطمہ، تیری بھوئی میںِ نیتِ ہوں

وہ بولی ہائے پھوپی آپ کی یہ حالت ہے ۥ نہ وہ جمال نہ پہلی سی اُپ صورت ہے
یہ حال کیا ہے کہ بالکل سیاہ رنگت ہے ۥ میں صدقے صاف کہو کیوں تہ جوش رقت ہے

کہا کہ فاطمہ کے نور عین مارے گئے

میں لٹ گئی ترے بابا حسین مارے گئے

سفر میں قاسم بے پر بھی مر گئے صغرا ۥ پھوپی کے دونوں دلبر بھی مر گئے صغرا
مرے جواں علی اکبر بھی مر گئے صغرا ۥ تمہارے ننھے برادر بھی مر گئے صغرا

بنی کا لال بھی سب اقر با بھی قتل ہوئے

علی کے شیر تمہارے چچا بھی قتل ہوئے

پکاریں مادر عباس ہائے لے بچی ۥ سفر میں تو نے یہ صد اٹھائے لے بچی
عجب یہ درد کے کلمے سنائے لے بچی ۥ شہید ہو گئے زہرا کے جائے لے بچی

دم و غامر عباس کا بھی نام آیا

بلا میں کچھ مرا بچہ بھی شہ کے کام آیا

نثار شہ بھی ہوا میرا حبیب زینب ۥ کچھ اس سے خوش ہوا زہرا کا تار شہ زینب
سر اس کا دیتیں بجائے امم دیں زینب ۥ تم اس غریبے ناراض تو نہیں زینب

میں سچ کہوں کہ یہ تقصیر میں نہ بخشوں گی

جو تم خفا ہو تو شیر میں نہ بخشوں گی

ترپے بولیں کہ ہے یہ بات لب پہ نہ لاؤ وہ میرے بھائی کے شیدا تھے انہ پلٹیں نہ کھاؤ
پکاریں وکے یہ کلثوم دل مرا نہ ہلاؤ وہ دیکھو بیٹھی ہیں بھابی انھیں گلے سے لگاؤ

تمام عمر مطیع امام بنے کے رہے

مکھوٹ دی بنکے رہے وہ غلام بنکے رہے

نئی حیات کا بانی

اک آدم جہان وفا خصلتِ حسینؑ یعقوبِ امتحانِ بلا سیرتِ حسینؑ

ایوبِ صبر و نوحِ رضا فطرتِ حسینؑ نازِ ربوبیتِ بخدا طاعتِ حسینؑ

بخشنا تھا حق نے خود جسے صبر و رضا کا تاج

جس نے فنا کے ہاتھ سے پہنا بقا کا تاج

جو بے نیازِ عالمِ فانی تھا وہ حسینؑ جو دو جہاں میں حق کی نشانی تھا وہ حسینؑ

جو روحِ حریت کی جوانی تھا وہ حسینؑ جو اک نئی حیات کا بانی تھا وہ حسینؑ

جس نے کمزندی کا قرینا سکھا دیا

مُر کر خدا کی راہ میں جینا سکھا دیا

شہادت امام حسن علیہ السلام

شبیّر کا کرتے ہیں، شبیر کا سفر ہے | دنیا سے سن جاتے ہیں یہ ماہِ صفر ہے
اس وقت عجب کرب میں زہرا کا لپہ ہے | بہنوں کی خبر ہے نہ برادر کی خبر ہے

احوالِ دگرگوں ہے ولی ابنِ ولی کا

ہمیرے سے جگر چھین گیا دل بندِ نبی کا

وہ زہرِ دغا پی کے ذرا سوئے تھے شبیر | جو خواب میں خاتونِ جانا میں کھلے سر
فرمایا جگر بندِ ید اللہ سے رو کر | میں لینے کو خود سُن ہوں چلیے مرے دلبر

ما سچائے سے بلنا ہے تو مل لیجیے بیٹا

واری گئی سامانِ سفر کی جیسے بیٹا

یہ سنتے ہی بیدار ہوئے حضرت شبیر | سینے میں اٹھادر دکہ تڑپا دلِ مضطرب
فرمایا کہ بھائی کو بلاؤ مری خواہر | شبیر جو آئے تو کہا اشک بہا کر

مضطرب ہے دل زار عجب دردِ جگر ہے

اب گھر سے خبردار برادر کا سفر ہے

دل تھام کے تب حضرت شبیر پکاے ۥ کیا کہتے ہو اے احمد مختار کے پیارے
نانا ہیں نہ اماں ہیں نہ بابا ہیں بہارے ۥ پھر قبر ہے گر آپ بھی جنت کو مٹا رہے
سب جان کے دشمن ہیں نہ منہ موڑیے بھائی

اس وقت میں تنہا نہ ہیں چھوڑیے بھائی

فرمایا کہ آئی تمہیں ابھی خواب میں اماں ۥ کہتی تھیں کہ لینے تھیں آئی ہوں مری جاں
گھر سو نپ کے بھائی کو چلے آؤ میں قبراں ۥ شبیر ہم اب اور کوئی دم کے ہیں ہمارے
اب عمرت زہرا سے خبردار برادر

اللہ کو سو نپا مرے ناچار برادر

یہ کہتے ہی پھر درجہ کرنے جوستایا ۥ تب سید مسموم نے اک طرف منگایا
اُبکائیاں آنے جو لگیں منہ کو جھکایا ۥ الماس سے کٹ کٹ کے کلیجہ نکل آ یا
ٹکڑے تھے بہتر دل شبیر کے لنگن میں
تھا متقل شبیر نہاں مرگ حسن میں

ہمشیر نے سر پیٹ کے یہ شور مچایا ۥ میں کیا کروں لوگو مجھے قسمت نے ستایا
بے رحموں نے بھیا کو مرے زہر پلایا ۥ کس طرح بچے گا اسد اللہ کا جایا

بس ہو گیا معلوم کہ سماں ہیں سفر کے

دیکھو تو لنگن سبھر گیا ٹکڑوں سے جگر کے

شہادت امام حسن علیہ السلام

۱۶۱

شہر کو شہادت کا یقین ہو گیا آخر ۱۶۱ ۱۶۱ رو کر کہا بھائی سے خدا حافظ و ناصر
بس رہ گئے تھر کے شہ صابر و شاکر ۱۶۱ ۱۶۱ ہمیرے کا اثر روئے حسیں پر ہوا طاہر

سر پیٹ کے کلثوم پکاریں کہ یہ کیا ہے

کیوں فاطمہ کے لال کا منہ زرد ہوا ہے

شہر سے بولے یہ جگر تھام کے شہر ۱۶۱ ۱۶۱ قاسم کو بلا لیجیے اے دلبر حیدر
حاضر ہوئے جب وہ تو کہا بھائی سے رو کر ۱۶۱ ۱۶۱ اس میری امانت سے خبردار برادر

ہاں آپ کی خدمت یہ بجا لائے گا بھائی

جب وقت پڑے گا تو یہ کام آئے گا بھائی

لازم ہے محبت تمہیں اس نیک خلف سے ۱۶۱ ۱۶۱ آگاہ ہوں تم بھی مرے ہر دو کے شرف سے
خود ہم نے سنا ہے یہ شہنشاہ نجف سے ۱۶۱ ۱۶۱ تم پر یہ فدا ہوں کے برادر کی طرف سے

یہ کہتے ہی دنیا سے سفر کر گئے شہر

ہے ہے مرے قاسم کہا اور مر گئے شہر

شہر ٹرپنے لگے دستار پٹک کر ۱۶۱ ۱۶۱ نزدیک تھام تن سے نکل جائے پھر کر
بہنیں جو برادر کے لیے روئیں بلکے ۱۶۱ ۱۶۱ نالے تھے کہ سینوں پہ گری برق کوٹک کر

زینب کا یہ نوحہ تھا کہ یہ کیا ہوا لوگو

ما سجا یا مرا بیکس و تنہا ہوا لوگو

بے آپکے آنکھوں میں اُجالا نہیں بھائی || بہنوں کا کوئی پوچھنے والا نہیں بھائی
 قاسمؑ نے ابھی ہوش سنبھالا نہیں بھائی || مکتب کا بھی ارمان کالاً نہیں بھائی

دو لہامرے قاسمؑ کو مبتلے ہوئے جاؤ

اس لال کا سہرا تو دکھاتے ہوئے جاؤ

زہرا کی ندائی کہ ہے مری پیاری || اب بیاہ کا قاسمؑ کے نہ کر ذکر میں اری
 لٹ جائے گی مقفل میں یہ دولت مری ساری || شبیرؑ میں صدقے نہ کرو گریہ زاری

مشتاق ہے ماں دیر سے جنت میں حسنؑ کی

تدبیر کرو بھائی کے اب غسل و کفن کی

منظوم نے یہ فاطمہؑ کا حکم جو پایا || میت کو دیا غسل، کفن روکے پنہایا
 زینبؑ کا جگر غم کے تصور نے ہلایا || یاد آگیا وہ حال کہ منہ کو جگر آیا

کہتی تھیں کہ عاشور کو اب عرش ہے گا

تم کو تو حسینؑ آہ کفن بھی نہ ملے گا

ہاں دو ستویہ وقت ہے اندوہ و محن کا || ماتمؑ ہے جگر بندِ شہِ قلعہ شکن کا
 زہراؑ نے کیا چاک گریبان کفن کا || مگر کھول دو اب ٹھٹھا ہے تابوتِ حسنؑ کا

حیدرؑ بھی بکا کرتے ہیں زہرا و نبیؑ بھی

عباسؑ بھی روتے ہیں حسینؑ ابن علیؑ بھی

قاسمؑ کا بھی نہ ہا سا گریبان پٹھا ہے حیدر کے محبوبوں میں بھی اک حشر بپا ہے
دشمن بھی تڑپتے ہیں وہ فریاد و بکا ہے تابوتِ حسنؑ روضہ احمدؑ کو چلا ہے

مانم میں نہیں ہوش بجا اب تو کسی کے

عمامہ نہیں سر پہ حسینؑ ابنِ علیؑ کے

بہراہ ہیں انصار و مہاجر کھلے سر زنیبؑ بھی ہیں کشت و کھجڑے چادر

ناگاہ پکاری کوئی بی بی یہ تڑپ کر اے امتیو! رحم کرو میرے پس پر

میت پہنے ہیں یہ ستم چرخِ کھن کے

اب تیر برستے ہیں جنازے پہ حسنؑ کے



دوسرا امامؑ

اللہ رے رتبہ حسنؑ آسمان مقام گنیت رسولِ پاکؐ سے پائی خدا سے نام
قرآن کا یہ شرف ہیں حرم کا یہ احترام اک تو نبیؐ کے نورِ نظر دوسرا امام

نانا نبیؐ سا، باپ امیرِ حنینؑ سا

ماں فاطمہؑ سی قوتِ بازو حسینؑ سا

شہادت امام زین العابدین علیہ السلام



جب عابدِ سبکس کو پیامِ اجل آیا دنیاۓ دغا باز کی نیت میں بل آیا
وہ زہر دیا جس سے سکون میں خلل آیا مانندِ حسن کٹ کے کلیجہ نکل آیا

ظالم نے مریضِ شہد دنگیر کو مارا

شہر کی طرح دلبرِ شبیر کو مارا

اولادِ پیمبر پہ مصیبت کا یہ دن ہے پیاسے کے غزادار کی رحلت کا یہ دن ہے
مظلوم کے دلبر کی شہادت کا یہ دن ہے عاشق کے بعد اور مصیبت کا یہ دن ہے

اس غم سے جگر چاک ہے زہرا و نبیؐ کا

اُٹھتا ہے غزادار حسینؑ ابنِ علیؑ کا

وہ زہر سے دم عابدِ سبکس کا اکھڑنا سجادِ دل افکار کا باقرؑ سے بچھڑنا
بگڑی ہوئی تقدیر غریبوں کی بگڑنا اُجڑا ہوا گھوڑا فاطمہؑ زہرا کا اجرٹنا

ویراں ہوا دربار ولی ابنِ ولی کا

بُھٹتا ہے چراغِ آج حسینؑ ابنِ علیؑ کا

آئی شبِ رحلت، غمِ تازہ کی نشانی ۥ کچھ ہوش میں آیا شہِ دلگیر کا جانی
باقی سے کہا لاؤ وضو کے لیے پانی ۥ پانی کو جو دیکھا تو ہوئی اشکِ فشانِی
رو کر کہا نشتر ہے یہ غمِ قلب و جگر کو

دو دن یہی پانی نہ ملا میرے پدر کو
صدقے ہوئے شانے مرے غمو کے اسی پر ۥ جھولے میں اسی کے لیے تڑپے علی اصغر
پھر آپ نے باقی سے کہا پاس بلا کر ۥ اس رات کو ہم تم سے جدا ہوتے ہیں لبر
دین نبویؐ، احمد ذی جاہ کو سو نیا
گھر بار تمھیں اور تمھیں اللہ کو سو نیا

سُن لو یہ وصیت مری اے آنکھوں کے تارے ۥ ناتنے کو مرے پیار سے رکھنا مرے پیارے
بائیس جھوں میں یہ رہا ساتھ ہمارے ۥ اس کو نہ کبھی بھول کے قمچی کوئی ماے
افسوس کہ حیوانوں پہ جس کے یہ کرم تھے
اُس سپیکرِ اخلاق پہ دروں کے رسم تھے

القصد وضو کر کے مُصَلَّے پہ جب آئے ۥ دہشت سے بدن کانپ گیا اشکِ بہائے
سجادے پہ سجادِ پسینے میں نہائے ۥ بل بل گیا گردوں جو لبِ پاک ہلائے
آواز یہ آتی تھی شہِ کرب و بلا کی
یہ طاعتِ آخر ہے مرے زینِ عبا کی

وہ نصف شب اور راضی تقدیر کا سیدہ ۥ نورِ نظر کشتہ شمشیر کا سجدہ
پیغامِ اجل تھا کہ وہ دیگر کا سیدہ ۥ جس طرح کہ عاشور کو شبیر کا سیدہ
اُٹھے جو مُصلّے سے تو غش کر گئے سجادؑ

ہے ہے مرے بابا کہا اور مر گئے سجادؑ
مجلس میں سولہ الثقلین آئے ہیں یارو ۥ زہرا و شہنشاہِ حنین آئے ہیں یارو
شہر بھی بصدِ شیون و شین آئے ہیں یارو ۥ روتے ہوئے سرنگے حسینؑ آئے ہیں یارو
اُمت نے ستایا ہے امامِ ازنی کو
سر کھول کے پُرسہ دو حسینؑ ابنِ علیؑ کو

ہاں اہلِ و لا اب نہ توقف ہو بُکا میں ۥ رونے کو بتولؑ آئی ہیں خود بزمِ عزاس
سر پیٹ کے کہتی ہیں غمِ زینِ عبا میں ۥ فریاد کو جاؤں گی میں دربارِ خدا میں
کیا خوب ہدایت کا صلہ مجھ کو ملا ہے
بے رحموں نے بچے کو مرے زہر دیا ہے

جب غل و کفن دینے لگے باقرؑ ذبیحہ ۥ دیکھا کہ کئی داغِ سیہ لپٹ پہ ہیں آہ
رو کر کہا، کیا چیز پسند آئی ہے یا شاہ ۥ اس شام کے ہدیے کو یہ جاتے ہیں ہمراہ
ایسی کششیں ہر نبوت میں کہاں ہیں
یہ پشت پہ اُمت کی شفاعت کے نشان ہیں

کھودی گئی تربت جو قریبِ سنِ پاک | دل ہل گئے جِ خاک کو سونپا بدنِ پاک
مرنے پہ بھی کہتا تھا یہ گویا بدنِ پاک | بے گور رہا تھا مرے بابا کا تنِ پاک

تھا دھوپ کا سایہ جسیدِ شاہِ زمن پر
سجّادِ حزیں خاک مرے دفن و کفن پر

اصحاب نے میت کو سجد میں جو اتارا | جو چاہنے والے تھے بڑھے بہرِ نظارا
سر کا رُخِ روشن سے کفن کا جو کنار | چہرے پہ نظر کر کے ہر اک روکے پکارا

آنکھوں سے جو تارِ شیش لکیریں سی عیاں ہیں
چالیس برس اشک بہانے کے نشاں ہیں

باقی نے کہا پیٹ کے سر اشک بہا کر | مظلوم پدر! چھوڑ چلے اب یہیں کس پر
اب کون سنائے گا مصائب کے وہ دفتر | مقتل کی خبر کو فتنے کے غم، شام کے منظر

پھر پیٹ لیوں کے زخم دکھاتے ہوئے جاؤ
مرہم تو جراثیم پہ لگاتے ہوئے جاؤ

اے اُمتِ ظالم کی جفاؤں کے گرفتار | اے برتنہ سرقیدیوں کے مولس و غنچوار
اے اشک بہاتے ہوئے بچوں کے دمکار | رستی میں بندھی بی بیوں کے قافلہ سالار

عترت کے نگہبان ، خدا حافظ و ناصر

کنبے کے شتر بان ، خدا حافظ و ناصر

جنت میں ملیں جب شہِ مظلوم کے نانا بابا! انھیں امت کا ہر اک ظلم سنانا
وہ قیدِ ستم اور مری طفلی کا زمانہ رستی میں لٹکتے ہوئے بازاروں میں جاننا
زندگیاں میں دل میرا بہلتا تھا انہی سے
مجرامرا کہنا مری نادان پھوپھی سے



امام زین العابدینؑ

مصحفِ منزلِ یسین میں سجاؤ خضرِ وادیِ عرفان و نقیب ہیں سجاؤ
خاتمِ صبر و تحمل کے نگین ہیں سجاؤ چارِ معصوموں کے سجادہ نشین ہیں سجاؤ
خلق میں جیسے علیؑ ہیں شہِ لولاک کے بعد
ہو بہو ایسے ہیں یہ پختہ بنِ پاک کے بعد
عمرِ مولا کی ہوئی حق کی عبادت میں بسر ایسے معصوم کا عابد نہ لقب ہو کیونکر
صدفِ صبر کے دریا بحرِ شہادت کے گہر تین اماموں کے جگر اٹھ اماموں کے پدر
تا قیام آپ کے صدقے میں جہاں قائم ہے
ان کے قائم سے نماز اور اذان قائم ہے

وفات سرور کائنات صلعم

اے امتیور وؤ کہ یہ فصلِ عزاء ہے | اس ماہِ صفر میں سفرِ خیرِ ورا ہے
سادات میں فرما دے شیون بکا ہے | عاشورِ محرم سے فزونِ حشرِ بیا ہے

اک اور قیامت بھی اسی روز ہوتی ہے

نشر کی شہادت بھی اسی روز ہوتی ہے

اس چاند نے دوداغ دیے آلِ عبا کو | نشر کو کبھی رو، کبھی خیرِ ورا کو
سادات کو راحت ہے نہ اصحابِ صفا کو | زہرا کو نہ تسکین نہ صرغامِ خدا کو

روحِ زرد ہے محبوبِ الہی کو یہ تپ ہے

خورشید کی حدت ہے تو بجلی کی تڑپ ہے

وہ نزع کے آثار وہ کونین کا ہادی | اس دھیان میں بتیاں بُدیں کی خورادی
بچوں کا ابھی بیاہ نہ دیکھا ہے نہ شادی | ناگاہ کسی نے درِ دولت پہ نہادی

پاختہمِ رسل آپ پہ تسلیمِ خدا ہو

مجرے کے لیے آؤں جو حضرت کی رضا ہو

وفات سرور کائنات صلیم

۱۶۰۰

زہرانے کہا ہوش نہیں بھائی پھر آگیا ۱۱ اس وقت مناسب نہیں حضرت کو جگانا
بیکارستانا ہے انھیں ہوش میں لانا ۱۱ اس بندہ اللہ نے یہ عذر نہ مانا

چلایا ابھی آؤں گا حضرت کو جگا دو

میں جا نہیں سکتا مجھے آنے کی رضا دو

زہرانے کہا حیف ہے اے بندہ غفار ۱۱ کیسا تو بشر ہے کہ مروت نہیں زہرا
حضرت کا یہ عالم یہ کچھ عجلت دیدار ۱۱ لوں وہ پکارا کہ مکاں ہل گیا اکبار

بولانہ گیا دختر محبوب خدا سے

خود ختمِ رسل چونک پڑے اس کی صدا سے

بولے مری دلدار خدا حافظ و ناصر ۱۱ اے باپ کی غمخوار خدا حافظ و ناصر
اے دخترِ ناچار خدا حافظ و ناصر ۱۱ رخصت ہے یہ بیمار خدا حافظ و ناصر

کیا صابر و شاکر ہے خدا تجھ کو جزا سے

اے باپ کی شیدا سے آنے کی رضا دے

یہ وہ ہے جو دیووں کے اور نہ بشر سے ۱۱ یہ وہ ہے کہ فوجوں سے رکے اور زور سے
یہ وہ ہے کہ اپنوں کو چھپاتا ہے نظر سے ۱۱ یہ وہ ہے کہ بچوں کو چھڑاتا ہے پدر سے

بے خوف نہ کیونکر ہو کہ یہ قاصدِ رب ہے

یاں اذنِ طلب ہے یہ ترے گھر کا ادب ہے

وفات سرور کائنات صلعم

۱۷۱

خاتونِ قیامت نے فرشتے کو بلایا ۥ اس حفظِ مراتب نے مرے دل کو بلایا
جس گھر میں کہ بے اذنِ فرشتہ بھی نہ آیا ۥ افسوس کائنات نے ادبِ اس کا بھلایا

اک دن وہی دربار تھا اور فرقہ شتر تھا

بازار تھا یا احمدِ مختار کا گھر تھا

آخر ملک الموت حضورِ شبہ دیں آئے ۥ جو مژدہ رحمت تھا وہ پیغامِ خدا لائے
یعنی نہیں رہے تو شفا آپ کو ہو جائے ۥ مگر عرش پہ چلے تو وہ قدموں کے شرف پا

یہ امر فقط رے مبارک پہ رکھا ہے

جو آپ کی مرضی ہو وہی حق کی رضا ہے

شبہ بولے میں جینے پہ رضامند نہیں ۥ دنیاۓ دغا باز سے بیزار و خرس ہوں
جی جاؤں اگر راہی فردوسِ بریں ۥ پر منتظر آمدِ جبریلِ امین ہوں

یہ ذکر تھا جو عرش سے جبریلِ امین آئے

تسلیم کو جھکے ہوئے حضرت کے قریں آئے

حضرت نے کہا بھائی تعجب کی یہ جا ہے ۥ اس وقت میں اور تم صاحبِ ہم سے جدا ہے

مکی عرض کہ سرورِ پہ عنایاتِ خدا ہے ۥ سامانِ ضیافتِ اسی خادم نے کیا ہے

فرمایا کہ بندہ کرمِ حق پہ فدا ہو

وہ کہیے کہ آئینہ خاطر کو حلا ہو

کی عرض کہ شہ پر نظر لطف خدا ہے ۥ حضرت کے لیے تاج شفاعت بھی بنا ہے
 فرمائیے اب اور مراد آپ کی کیا ہے ۥ شہ نے کہا وہ کہیے جو دل چاہ رہا ہے
 مجھ کو تو مترف خالق ذی جاہ نے بخشا
 بھائی مری امت کو بھی اللہ نے بخشا

جبریلؑ نے کی عرض کہ اے سید والا ۥ اب فکر ہے کیا رَبُّكَ يُعْطِيكَ فَتَرْضَىٰ
 یہ سنتے ہی حضرت نے کہا شکر خدا یا ۥ پر حریف جس امت کا دم مرگ یہ غم تھا
 ان لوگوں نے کیا شاد کیا خیر بشر کو
 کس دھوم سے تہان کیا اُن کے لہر کو

پھر شہ نے کہی بار کہا شکر خدا یا ۥ آخر ملک الموت کو نذر دیک بُلایا
 قدسی نے جو گلدستہ فردوس سنگھایا ۥ پھر دختر ناشاد نے دم تن میں نہ پایا
 سر پیٹ کے چلا میں کہ فریاد خدا کی
 میں لٹ گئی لوگو مرے بابا نے قضا کی

قراں ابھی پڑھتے تھے میں قربان تھاے ۥ نیند آگئی یا روضہ حُجَّت کو سدھاے
 بچے مرے بٹیاب ہیں میں گور کنارے ۥ معراج سے پھر آئیے اللہ کے پیارے

تشویش میں مرقی ہوں جلا دیجیے بابا

سُھ نوہ تکہ سُناد کے ماما

کچھ حالِ دلِ زار سناتے ہوئے جاؤ ۥ کب آؤ گے بابا یہ بتاتے ہوئے جاؤ
شبیر کو کا ندھے پہ چڑھاتے ہوئے جاؤ ۥ بچوں کا مرے بیاہ رہاتے ہوئے جاؤ

میں جانتی تھی دونوں کے اعزاز بڑھیں گے

ہاں آپ کے سائے میں یہ پروان چڑھیں گے

حیدر کی وہ فریاد وہ بچوں کا بلکنا ۥ سینے کو کبھی پیٹنا گھر کو ٹپکنا
نانا کی طرف کو نکمے یا س سے تنکنا ۥ بسمل کی طرح فاطمہ زہرا کا سچھڑکنا

جس طرح کہ خاتونِ جناب آپ کو روئیں

جنگل میں سکینہ بھی یونہی باپ کو روئیں

معصوم نے غربت میں عجب رنج اٹھایا ۥ جب فوج نے جھلے ہوئے خیمے میں بٹھایا

چلائی کہ غم نے مجھے دل سے بٹھلایا ۥ لوگو مجھے بابا نے بھی پانی نہ پلایا

غیروں کے تو وعدوں کو وفا کرتے ہیں بابا

کیوں بی بیو اب تک ہاں کیا کرتے ہیں بابا

لوگو کوئی کہہ آؤ کہ اللہ اب آئیں ۥ پانی سے میں درگیزی مرے غم کو لائیں

شب ہو گئی آ کر مجھے سینے پہ سلائیں ۥ کانوں کا مرے حال نہ لوگ اُن کو نائیں

ڈرتی ہوں کہ غم ہو نہ شبِ ہر دوسرا کو

پرسیلیوں کے نیل دکھاؤں گی جھا کو

رحلت خاتونِ حُبّت سلام اللہ علیہا



بابا کو روتے روتے جو زہرا گزر گئی غل پڑ گیا کہ بنتِ نبی کوچ کر گئی
 فاقوں کے رنجِ شہ کے حضورِ پدر گئی محبوبِ کبریا کی عزادار مر گئی

اسٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے

آلِ نبی کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

سب طین گھر میں آئے جو تبابِ بقیار اسما سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار

وہ بولی نیند آگئی ہے شکرِ کردگار کھانا تو جلد کھا لو کہ بھوکے ہو میں نثار

بولے کہ چین دے گا زمانہ تو کھائیں گے

اماں سہیں کھائیں گی کھانا تو کھائیں گے

یہ سن کے بقیار ہوئی وہ جگرِ فگار چادر زمیں پہ پھینک کے چلائی بار بار

بچے ہیں ان کو صبر دے لے میرے کردگار اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار

پیارو تمھاری پالنے والی گزر گئی

کھاؤ گے کس کے ہاتھ سے اماں تو مر گئی

پھر تو علیؑ کے گھر میں قیامت پیدا ہوئی ۥ تازہ بلا میں آلِ نبیؐ مُبتلا ہوئی
ما تم پہ ماتم اور عزّا پر عزّا ہوئی ۥ غلِ تمہارے رسولؐ پاک پہ زہر افدا ہوئی

سب رو رہے تھے نبوتِ رسولؐ قدیر کو

بچوں کو ہوش تھا نہ جنابِ امیرؑ کو

شیرِ خدا تھے مضطرب و مغموم اک طرف ۥ سرِ پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثومؑ اک طرف
پکڑے تھے دل کو سیّدِ مسموم اک طرف ۥ بسمل تھے خاک پر شہِ مظلوم اک طرف

حیدرِ قریب آئے تو اک خطِ نظر پڑا

تر پے کچھ اس طرح کہ عمامہ اُتر پڑا

لکھا تھا یہ کہ آخری حُجرِ قبول ہو ۥ یا شاہِ تم وصیِ جنابِ رسولؐ ہو
صدقہِ حضورِ کامرِ مقصدِ حصول ہو ۥ منہ سے نہ کہہ سکی کہ حُزین و دلول ہو

میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو

اول یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

دوم یہ ہے کہ شب کو جنازہ اٹھائیو ۥ مُردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو ۥ کتنی جگہ نشانِ لحد کا بتائیو

سوم یہ ہے کہ پاسِ بیتوں کا کیجیو

شفقت سے بولیو کبھی گھر کی نہ دیجیو

گر میرے بعد بیاہ کریں شاہِ حق شناس || بچے ملول ہوں نہ مری بیٹیاں داس
کھانے کا یہ طریق ہوا شاہِ نیک اساس || اک دُڑاُس کے پاس تو اک دُڑاُن کے پاس
آقارے حسین کی شادی رچا سئو

دولہا بنا کے میری لحد پر بھی لائو

حبِ صیت آپ نے غسل و کفن دیا || ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
رخصت کرو کہ جاتی ہیں احمد کی دلربا || سب طین نے لپٹ کے کہا و امصیتنا

کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں

کیوں آٹاں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر رو کے پھر اک بار کرتی جاؤ || ماتم رسول کا بدل زار کرتی جاؤ
پھر تازہ یادِ سید ابرار کرتی جاؤ || چھاتی سے پھر لگا کے ہیں پیار کرتی جاؤ

یہ سنتے ہی دکھا دیئے رتبے رسول کے

نیکے کفن سے ہاتھ جنابِ بتوں کے

بچوں سے یوں لپٹ گئی احمد کی دلربا || جیسے بہن سے شہِ مظلوم کر بلا
ناگہ ندایہ آئی کہ لے شاہِ لافتا || حشر آئے گا چھڑاؤ انھیں بہرِ کبریا

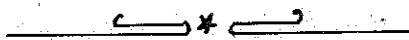
بچوں سے اپنے بنتِ ہمیبِ جدا ہوئی

یرِ زینب اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

اس حرف سے سمجھ لیں یہ خود عاشقانِ شاہ || دُرّہ تھادستِ شمرِ شکر میں آہ آہ
اب فاطمہؑ کو روئیں ہمیر کے خیر خواہ || روتے ہیں یوں حسینؑ کہ اللہ کی پناہ
کوئی نہیں شریکِ وصی رسولؐ کا

تنہا چلے ہیں لے کے جنازہ بتوں کا
میت کے ساتھ لونڈیاں بھی ننگے سر چلیں || ننھی سی دونوں بیٹیاں بھی نوحہ گر چلیں
کہتی ہوئی یہ زینبؑ خستہ جگر چلیں || ہے ہے اندھیری رات میں اناں کہ ہر چلیں
راتوں تڑپ تڑپ کے میں آنسو بہاؤں گی

اتنا تو کہتی جاؤ کہ جلدی پھر آؤں گی
تحریر کا یہ پاس کیا بو ترا بے نے || زہرا کو شب میں دفن کیا دلکبا بے نے
غیروں سے قبر کو بھی چھپایا جناب نے || پر کیا عوض لیا فلک بے حجاب نے
یوں زینبؑ حزیں سے جہاں کی نظر پھرے
مادر تو شب کو دفن ہو، یہ ننھے سر پھرے



شہادت امیر المؤمنین علیہ السلام

اے دوستو حیدر کی شہادت کا بیان ہے | ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضان ہے
کہرام کہیں ہے، کہیں محشر کا سماں ہے | پلٹتے ہیں فلکِ عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں اُستاد کے غم میں
احمدؑ بھی بُکا کرتے ہیں داماد کے غم میں

سرِ پیٹو کہ مسجد میں گرا تاجِ امامت | تربت سے نکل آئی ہیں خاتونِ قیامت
وہ صبحِ شبِ قدر وہ ہنگامِ عبادت | رونے پہ وہ روزہ وہ سرِ پاک پہ ضربت

جلّا دنے کس وقت تیا ہے عسلیٰ کو
محرابِ عبادت میں غش آیا ہے عسلیٰ کو

مسجد میں قیامت ہوئی شیعوں کی بُکا | روتے ہوئے جب آئے محمدؐ کے نواسے
لپٹے کبھی شیعوں سے کبھی شیرِ خدا سے | باندھا کبھی رومال سرِ شاہِ ہدا سے

چلائے یہ کیا رنگ ہوا جاتا ہے بابا
تھمتا ہے نہ خوں اور نہ ہوش آتا ہے بابا

یہ سُن کے جو چونکے تو کہا ہم کو اٹھاؤ ۥ بیٹوں نے اٹھایا تو کہا بھیڑ بھاؤ
 شہرِ مری شیعوں کو نماز آج پڑھاؤ ۥ شبیرِ ہم اچھے ہیں تم آنسو نہ بہاؤ
 کیا فائدہ اشکوں سے جو نہ دھوؤ گے بیٹا

بھر جائے گا کیا زخم جو تم روؤ گے بیٹا

افسوس کہ حیدر نہ ہوئے دشتِ بلا میں ۥ جب حضرت شبیر تھے فریاد و بکا میں
 بھائی کے الم میں کبھی بیٹے کی غزائیں ۥ گم پیٹے آئے حرمِ شبیرِ خرا میں
 کوئی نہ یہ کہتا تھا کہ جاں کھوتے ہو شبیر

کیا دل پہ گزرتی ہے جویوں روتے ہو شبیر

القصد کہ سادات جو گھبرائے حرم میں ۥ اغلب تھا کہ زنیب کو غش آجائے حرم میں
 فرزندِ حزیں لاشِ پدر لائے حرم میں ۥ کس شان سے ضرغامِ خدا کے حرم میں
 سبطینِ نبیؐ آپ کا سر تھامے ہوئے تھے

عباسؑ عمار کمر تھامے ہوئے تھے

لا کر شہِ مرداں کو جو حجرے میں لٹایا ۥ اس درجہ بڑھا ضعف کہ آخر کو غش آیا
 سرِ پیٹ کے تب زنیبِ مضطر نے سنایا ۥ کیا آپ پہ گزری نہ یہ مٹی کو بتایا

گھرانے نہ پائے تھے کہ غش کر گئے بابا

اس آپ کے صدر سے تو ہم مر گئے بابا

پھر لائے جو قاتل کو شہ دیں کے ہوا خواہ ۥ اُس وقت ذرا ہوش میں تھے یہ ذی جاہ
 رونے لگا وہ شوم تو حضرت نے بھی کی آہ ۥ فرمایا کہ ہاتھ اس کے ابھی کھولو وللہ
 کھلوائیں علیؑ دستِ نجس اہلِ ستم کے

کیا قبر ہے رستی میں بندھے ہاتھ حرم کے

پھر شام کو شربت پئے افطار جو آیا ۥ پہلے اسد اللہ نے قاتل کو پلایا
 پر چرخ نے کیا آپ کے بچوں کو ستایا ۥ بے شیر نے بھی پانی کا اک قطرہ نہ پایا
 جو شیر کہ یوں سیر کرے بانیِ شر کو

پانی کئی دن تک نہ ملے اُس کے پسر کو

آخر شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی ۥ سادات پہ آفت کی مصیبت کی شب آئی
 اکیسویں تاریخ وہ علت کی شب آئی ۥ خاتونِ قیامت پہ قیامت کی شب آئی
 رخصت کیا ایک ایک کو ضرغامِ خدا نے

نائب کیا شبیر کو شہِ عقدہ کشا نے

فرمایا کہ نانا کی امانت سے خبردار ۥ اسلام سے، قرآن سے، شریعت سے خبردار
 کل احمد مختار کی دولت سے خبردار ۥ مخدومہ کونین کی عزت سے خبردار
 زنیبؑ کسی حد سے کبھی رونے نہ پائے

پیارے مرے شبیر کو غم ہونے نہ پائے

اے لال یہ اُجڑی ہوئی سرکار سنبھالو ۱۱ لوے مرے جانی مرے معصوموں کو پالو
بیٹا مری زینب کو کلیجے سے لگا لو ۱۱ لو سب یہ بزرگوں کے تبرک ہیں اٹھالو

جو کچھ تھا مرے پاس وہ تم کو ہی دیا ہے

بس اک علم احمد مختار رہا ہے

شبیر نے کہا وہ بھی عطا کیجیے بابا ۱۱ فرمایا کہ یہ آپ کا حصہ نہیں بیٹا
مالک ہیں حسین اس کے وہ دیں گے تو لے گا ۱۱ عباس کو بلو او یہ منصب اُسی کا

میں سامنے اپنے اُسے عہدہ یہ دلا دوں

شبیر کے لشکر کا علمدار بنا دوں

پھر حضرت شبیر کو پاس اپنے بلایا ۱۱ عباس بھی آئے علم سبز بھی آیا
پہلے تو انھیں بھائی کے قدموں پہ جھکایا ۱۱ پھر فاطمہ کے لال کو رو کر یہ سُنایا

پیارے کو مرے جعفر طیار بنا دو

تم ان کو نشان دے کے علمدار بنا دو

یہ سن کے نشان شاہ شہیداں نے اٹھایا ۱۱ عباس وفادار کو رو کر یہ سُنایا
لو بھائی تمھیں ہم نے علمدار بنایا ۱۱ لے کر وہ علم جب سر تسلیم جھکایا

کاندھے پہ نشان دیکھ کے غش کر گئے حیدر

ہے ہے مرے پیارے کہا اور مر گئے حیدر

اب لاشہ حیدر پہ لپسٹا رہے ہیں | بابا کے لیے سخت جگر پیٹ رہے ہیں
 شبیر ادھر اور لوگ ادھر پیٹ رہے ہیں | لورو کو شبیر بھی لپسٹ رہے ہیں

افسوس کہ دنیا سے اٹھا قوت علیؑ کا

لو گھر سے برآمد ہوتا بولت علیؑ کا

چلائی ہے زینب کہ نہ غم دیجے بابا | پھر آئے تھوڑی سی دوا پیجے بابا

ماہِ رمضان میں نہ سفر کیجے بابا | عید آئی دو گانہ توڑ پھا دیجے بابا

کیا داغِ الم کوفیوں کے دل پہ دھرو گے

صدقے گئی عید اب کے مدینے میں کرو گے

بابا مری قسمت سے یہ کیسی سحر آئی | حضرت کو لیے جلتے ہیں گھر سے بھائی

ہے ابھی تم نے سحری تاک نہیں کھائی | انظار ہی بھی کچھ ساتھ ہے حق کے فدائی

آئی یہ نذا دل کا ہر اک داغِ دھلے گا

روزہ تو ترے باپ کا کوثر پہ کھلے گا



در حال جناب مختار

مختار جبکہ قیدِ رستم سے رہا ہوئے || سب سے سنا حسین شہیدِ جفا ہوئے
آبادہ جہاد و سپاسِ وفا ہوئے || ایسا لڑے کہ ظلم کے باقی فنا ہوئے

نام و نشانِ مشاجورِ یزدی سپاہ کا
غلِ ستھاکہ رنگ لایا ہے خوں بگیاہ کا

اک روز لوگ نوفلِ اظلم کو باندھ لائے || مختارِ نامدار پکارے کہ ہائے ہائے
یہ تو بتا کہ شاہ پہ کیا قہر و ظلم ڈھائے || اس سُشوم نے کہا کہ جو مجرم ہو وہ بتائے

یہ لوگ بے قصور مجھے باندھ لائے ہیں

میں نے تو ایک سقے کے بازو اڑائے ہیں

فرمایا۔ وہ ترا کوئی تقصیر وار تھا || سقا تو دلبرِ شہِ دلدل سوار تھا
وہ بازو سے حسینِ غریبِ الدیار تھا || شہِ بھائی پر نثار وہ شہِ پرنثار تھا

اس سے تو زندگی تھی شہِ نوشِ خصال کی

تو نے کمرِ جھکا دی پیہر کے لال کی

ظالم کے ہاتھ کاٹ کے مجھ کو تعجب کیا ۥ پھر حرم کو سامنے اپنے طلب کیا
پوچھا کہ یہاں کو ستایا غضب کیا ۥ ڈر کر کہا کہ میں نے انھیں قتل کب کیا

کیا میرے ہاتھ سے شہ دیں پر جفا ہوئی
چھوڑے ہیں تین تیر یہ بے شک خطا ہوئی

پوچھا وہ تین تیر ستمگر کسے لگائے ۥ بولا سحر کو آلِ پیہر جو در پہ آئے
چلائے تیر آتے ہیں ہے ہی کے جلے ۥ زینب تمام کہنے کے آگے تھیں ہائے

بھائی کے دیکھنے کو جو پردہ اٹھا دیا

اک تیر میں نے ان کی جبیں پر لگا دیا

خونِ جبیں سے چہرہ پر نور لال تھا ۥ پر اپنے زخم کا نہ بہن کو خیال تھا
بھائی کے رنج و غم میں جگر پائمال تھا ۥ حضرت جو در پہ آئے تو ماں غیر حال تھا

احمد کے اہلبیت نے حالتِ تنہا کی

اس تیر کو حسین نے کھینچا اور آہ کی

مختار نے کہا کہ ستمگر بُرا کیا ۥ اب یہ بتا کہ دوسرے ناک سے کیا کیا
بولا کہ شمر نے جو اشارہ ذرا کیا ۥ کہنے سے اس پلید کے قصدِ جفا کیا

عباس جھک گئے تھے حزنِ یہ کی مشک پر

میں نے لگایا تیر سکنہ کی مشک پر

پانی گرا کہ ساتھ علمدار گر پڑے ۥ گویا زمیں پہ حیدرِ کرار گر پڑے
نزدیک تھا کہ گنبدِ دوار گر پڑے ۥ داں تھام کر کمرِ شیرِ ایرار گر پڑے
ناموسِ مصطفیٰ نے قیامت مچائی تھی
اک لڑکی بیٹی ہوئی دریا تک آئی تھی

یہ ظلم سن کے ضبط کیا لاکھ دل بھٹنا ۥ فرمایا خیر۔ تیرِ سوم کا بیاں سنا
تھرا یا بند بندِ ستگر نے سر دھنا ۥ بولا پچاس تیروں سے اک تیر کو چٹنا
سچ تو یہ ہے کہ ہوش زمانے کے کھوے
انساں تو کیا سپاہ کے گھوڑے بھی رو دیے

شیرِ کمر رہے تھے کہ بچے پر جسم کھاؤ ۥ اولاد والو! تھوڑا سا پانی انھیں پلاؤ
گر ہم سے دشمنی ہے تو اچھا ہمیں ستاؤ ۥ ننھے سے مہمان ہیں ان پر نہ قہر ڈھاؤ
گر ہم تمھارے زعم میں نقصیہ دار ہیں
ان کا قصور کیا ہے کہ یہ شیرِ خوار ہیں

یہ کہہ کے شہ نے سب کا کلیجہ پلا دیا ۥ لشکر کے پہلوانوں نے بھی سر جھکا دیا
میں سمجھا اب لعینوں نے پانی پلا دیا ۥ اک تیر بے زباں کے گلے پر لگا دیا
فوراً گلوے اصغر مرہ رو بھی چھد گیا
اُس تیر سے حسین کا بازو بھی چھد گیا

قسمت کا زخم تھا کوئی میری خطا نہیں || غل پڑ گیا شقی تجھے مطلق حیا نہیں
کہتا ہے میں نے شہ کو کوئی غم دیا نہیں || بچے کا خون کیا ہے لعیں یہ جفا نہیں

یہ کہہ کے فتنہ کیش کو بے حال کر دیا

تیروں سے اس کے سینے کو غرابال کر دیا

ناگاہ لوگ ابن انس کو بچڑ کے لائے || پوچھا کہ تو نے شاہ پہ کیا تہ و ظلم ڈھائے
وہ بولا کوئی تیغ نہ تیر ستم لگائے || کچھ غم نہ میرے ہاتھ سے پہنچا نہ زخم کھائے

خود گمر رہے تھے میں نے انھیں کیا گرا دیا

اتنی زیادتی ہے کہ نیزہ لگا دیا

بولے محب کہ ہائے ستایا حسین کو || سمجھا نہ تو رسول کا جایا حسین کو
جلتی زمیں پہ تو نے گرایا حسین کو || ایسا ستم کیا کہ غش آیا حسین کو

سید کا خون دامن صحرا پہ بہہ گیا

بر چھی سے میہاں کا جگر چھد کے رہ گیا

آخر سناں کا خون سناں سے بہا دیا || پھر ابن سعد نخس و شقی کو جلا دیا
خاک سیاہ کر کے لعیں کو اڑا دیا || دنیا ہی میں عذاب جہنم دکھا دیا

غل تھا کہ اہل بیت نبی کو ستایا ہے

ناری ہے اس نے خیمہ سرور جلایا ہے

پھر قاتل حسینؑ کو لائے جو دوستدار ۥ بے اختیار ہو گئے مختارِ رذی وقار
رو کر کہا کہ قہر کیا اوستم شمار ۥ بولا کہ بے تصور ہے یہ عبدِ خاکسار

پہلے ہی بے وطن کا بدن چور ہو گیا

میں حکم ابنِ سعد سے مجبور ہو گیا

سینہ پہ سنگ رکھ کے شقی کو فنا کیا ۥ کہتا تھا یہ سزا کا طریقہ نیا کیا
مرتے کو اور کوہ سے دابا بُرا کیا ۥ مومن پکارے تو نے نہ پاسِ خدا کیا

کچھ حالتِ امامِ مدینہ بھی یاد ہے

وہ موزے وہ حسینؑ کا سینہ بھی یاد ہے

(۱) اس کے بعد پڑھنا ہو تو یہ مرثیہ اگلے مرثیے سے مسلسل ہے۔

مرثیہ ۳۴

(ن، اش)

اہلبیتؑ کے سوگ بڑھانے کا حال

مختارؑ نے جو شمر پہ خنجر رواں کیا ۥ سر اس کا نذر آلِ نبیؑ کو رواں کیا
زمین العبا نے شکرِ خدائے جہاں کیا ۥ زینبؑ نے عورتوں سے یہ آگیاں کیا

اب تو دُورِ غم سے نہ آنسو بہائے

اے بی بی اب تو سوگ کے پڑے بڑھائے

زینبؑ تڑپ کے بولیں کہ اللہ سے ڈرو ۥ حیرت ہے اس خیال پہ الفت کا دم بھرو
بھائی کا بدلہ مل گیا اے میری خواہرو ۥ لوگو یہ کس کا خوں بہا انصاف تو کرو

ہیہات تین روز کا پیاسا حسینؑ تھا

سباک طرف نبیؐ کا نوا سا حسینؑ تھا

کچھ قتلِ شمر سے مرے دلبر نہ آگئے ۥ قاسم نہ آگئے، علی اکبر نہ آگئے
ننھی سی قبر چھوڑ کے اصرار نہ آگئے ۥ اماں کے گھر یہ پھر کے برادر نہ آگئے

یہ سوگ قبر تک بھی نہ زینبؑ بڑھائیگی

کالی رداتو میرے جنازے پہ جائیگی

لوگو کچھ ایک سبطِ پیہر کا سوگ ہے ۥ کہنے کا سوگ ہے مرے سب گھر کا سوگ ہے

تقدیر کی عزا ہے مقتدر کا سوگ ہے ۥ اک دو کا غم نہیں ہے بہتر کا سوگ ہے

منہ آنسوؤں کے دھوتی ہوں میں خیر دھونے دو

جنگل میں جا کے روؤں گی اچھا نہ رونے دو

وہ بولیں کیا مجال کہ شکوہ زباں پہ لائیں ۥ بی بی بھی روئیں اور کنیزیں بھی روتے آئیں

مطلب یہ ہے کہ سوگ کے کپڑوں کو اب بڑھائیں ۥ کب تک غلام آپ کے یہ کفستیں اٹھائیں

بی بی تمھارے سوگ سے عالم تباہ ہے

دو سال سے نہ شیوں میں شادی نہ بیاہ ہے

رو کر کہا کہ ہائے شیعوں نے کیا کیا ॥ ان کے لیے تو بھائی نے سب گھر فدا کیا
 کیوں کافیتیں اٹھائیں انھوں نے بڑا کیا ॥ لو اوڑنا زہ غنم میں مجھے مبتلا کیا
 اچھا میں سوگ روضہ جد پر اتاروں گی
 کالی ردائی کی لحد پر اتاروں گی

یہ کہہ کے ماں کی قبر پر وہ دلفگار آئی ॥ سر پیٹ کے پکاری کہ ام مصطفیٰ کی جائی
 لو چرخ نے اک اور مصیبت مجھے دکھائی ॥ ہے یہ میں بے وطن کونہ جی بھر کے رونے پائی
 مجبور ہو کے سوگ کے کپڑے بڑھاتی ہوں

اماں چلو میں قبر ہمیں پرہ جاتی ہوں
 یہ کہہ کے جد کی قبر پر وہ سوگوار آئی ॥ سر پیٹ کر پکاری کہ یا مصطفیٰ دُبائی
 پیاسا شہید ہو گیا مظلوم میرا بھائی ॥ لیکن مجھے محسوس ہے نہ شالِ عزائیں نہ ہائی
 ممکن نہیں یہ رنج و قلق دل سے دور ہو
 نانا میں سوگ اتاروں جو حکم حضور ہو

پھر بولیں اے سکینہ میں واری ادھر کو آؤ ॥ پہلے تم اپنی ننھی سی پوشاک کو بڑھاؤ
 وہ بولی ہاں بڑھاؤں گی عباس کو بلاؤ ॥ پوشاک کیا کروں گی پدر سے مجھے ملاؤ
 بالفرض ننھی سی کفنی میں بڑھاؤں گی
 بابا کہاں ہیں میں جنھیں کپڑے دکھاؤں گی

اس پیرہن سے بلوہ کفّار میں گئی ۥ کوفے کے اور شام کے بازار میں گئی
کنبے کے ساتھ مجلسِ میخوار میں گئی ۥ سترِ بزمِ بہنہ یزید کے دربار میں گئی

اک بے خبر نے اور یہ کیسا غضب کیا
حاکم سے مجھ کو بہرِ کنیزی غلب کیا

سب کہتے تھے کہ بانو سے بس انھیں مناؤ ۥ اچھا سا جوڑا دیکھ کے معصوم کو پنچھاؤ
مادر یہ کہہ رہی تھی کہ شانِ عزت بڑھاؤ ۥ وہ کہتی تھی کہ میرے چچا جان کو بلاؤ

جب روزِ حشر سامنے قاتل کے جاؤں گی
دادی کے ساتھ سوگ کے کپڑے بڑھاؤں گی

سجائو نے پھوپھی سے یہ رو کر بیاں کیا ۥ اس گھر کی تم بزرگ ہو اے بنتِ مرتضیٰ
یغسّم نہ ختم ہو گا نہ یہ گریہ و بکا ۥ کیا ڈرجو یہ لباس نہ ہو اور یہ ردا

اٹھیں دو بہتر اپنے کلیجے پہ مار کے

قبرِ نبیؐ پہ پھینک دی چادر اُتار کے

پھر بولیں اے غمِ شہرِ دلگیرِ الوداع ۥ فصلِ غزلے کشتہ شمشیرِ الوداع
ہاں اے بکائے عاشقِ شبیرِ الوداع ۥ اے اشتیاقِ ماتمِ شبیرِ الوداع

تمھ سے ہی دل بہلتا تھا اس خستہ حال کا

لے آج سوگ بڑھ گیا زہر کے لال کا

سلام

حسین ابن علیؑ کو حق نے بخشے دوستدار
نواسے دوش پر، نانا کی زلفیں ننھے ہاتھوں میں
بھلا حیدرؑ کے آگے کیا حقیقت بابِ خیر کی
جنابِ حرمِ فرزند و عبد و قوتِ بارو
متاعِ مال بہرِ خاسرِ آلِ عبّ چھوڑا
علیؑ کے ہاتھ پر خندق سے فوجِ اتری تو ہم سمجھے
حبیبِ شبہ کو جوشِ تولا میں جو غیظ آیا
رہے سائے میں اچھوں کے برا کوئی تو کیا حاصل
چلی جس دم تو پھر قدسی کے لیے کیا پری رکتی
بڑھے حیدرِ سعے خیر گرا یادِ ارٹائے سر
شہِ مظلوم کی الفت میں نیت گھڑا بیٹھیں

نہ ہاتھ آئے کبھی دستِ خدا کو جانِ نثار ایسے
ہزار ایسی ہو، ہاتھ ایسے شترابِ سوار ایسے
اٹھا کر پھینک دیں دم میں اگر درہوں ہزار ایسے
ہزاروں پر نہ کیوں بھاری ہوں اک لہو چاکر
خدا کی شان ہے لاکھوں میں کچھ نہ چار ایسے
کریں گے خضر میں و رخ سے ہر مومن کو مار ایسے
بڑھاپے میں شباب آیا تنے یہ ایک بار ایسے
تہِ دامانِ گل اکثر ہا کرتے ہیں خار ایسے
ہزاروں معرکے جھیلے ہوئے تھی ذوالفقار ایسے
کئے قدسی کے بھی شہر کیے بڑھ بڑھکے وار ایسے
نہ دکھیں نفیس سپی نہ عشق ایسے نہ پیار ایسے

نسیم اندیشہ کیا پہلی ہی پستی میں چھڑالیں گے
عدالت میں خدا کی ہیں مرے مختار کار ایسے

سلام

کر بلا! تجھ پر کرے سجدہ نہ کیونکر آفتاب
رخِ توراخ کیا تاب دیکھے پشتِ حیدرؑ

خود ترے دہن میں نہاں ہیں بہتر آفتاب
جلوہ گھر میں صُلب میں گیارہ منور آفتاب

پیر گردوں کا یہ تقویٰ اور یہ نشانِ میکشی
 رو برو ہر وحدت تھے جو چودہ آئے
 صبح ہوتے ہوتے یوں حر کا تقدیر بھر گیا
 مجتمع وحدت کے کیا کیا نور تھے زیرِ کسا
 دیکھ کر ماہِ بنی ہاشم کے ماتھے کی شکن
 جب چھپا ہر رسالت غار میں ہجرت کی شب
 دوشِ احمد پر ہے خورشیدِ امامت جلوہ گر
 شہ کا مہر لوکِ سناں پر ہے قیامت آگئی

رات بھر تسبیحِ انجم اور دن بھر آفتاب
 ایک سورج سے بنے چودہ برابر آفتاب
 جس طرح مغرب کے پلٹا بہر حیدر آفتاب
 دو سائے، دو قمر، اک ذرہ پر در آفتاب
 شام کی جانب چلا رے لرز کر آفتاب
 رات بھر چمکا نہی کی چاندنی پر آفتاب
 ہر پر ہے ہر ایچے چاند اور پر آفتاب
 شام والو دیکھ لو نیزے کے اوپر آفتاب

دستِ حق کے فیض کو پہنچے گا یہ کیوں نکر نسیم
 ہاتھ پھیلائے تو خود پھرتا ہے گھر گھر آفتاب

سلام

مثلِ سرِ مہِ چشمِ مردم میں سہانا چاہیے
 دینِ فطرت میں ہے قیمت کا بھروسا کفر و ترک
 رشتہ غم و عمل میں علم کے موتی پر و
 دینِ مردہ کو جلایا، جان دے کر شاہ نے
 صرف غسلِ آب ہی بہرِ صفا کافی نہیں
 جذبہِ اسلام ہے دل میں تو کہہ کر یا علیؑ

خاکساری بو ترابی کو دکھانا چاہیے
 پہلے اپنا زورِ بازو آزمانا چاہیے
 آبرو مل جائے گی، جو ہر دکھانا چاہیے
 ہو اگر گھڑی بنانا، یوں بنانا چاہیے
 مرد کو خنجر کے پانی سے نہانا چاہیے
 نعرہٴ تکبیر سے گیتی ہلانا چاہیے

دے گئے درسِ جوانمردی یہ انصارِ حسینؑ
 پیروانِ فخرِ موسیٰؑ باعثِ حیدر کا عصا
 منتشر ہونے لگے قرآنِ ملت کے ورق
 خانہ جنگی چھوڑ دشمن گھات میں، سر پہ بوت
 اے بشرِ اَبْنِیٰ اَدَمؑ کا یوں دعویٰ نہ کر
 مصطفیٰ اَخْلَقِ عظیمؐ، ان کا پسِ ذبحِ عظیم
 جب عدمِ ہستی کو لازم ہے تو ڈر کیسا نسیم
 تان کر سینہ قدم آگے بڑھانا چاہیے

سلام

شاہ کہتے تھے کہ امت کے لیے سردوں کا
 پیار کر کے یہ کہاں سے نبیؐ نے اک روز
 تم بھی کچھ دو گئے مری جاں مری امت کے لیے
 اپنے دندانِ شکستہ، سر پر خونِ عسلیؑ
 بولے شبیرؑ کہ حمزہؑ کے جگر کے بدلے
 بازوے جعفرؑ طیار کے بدلے، نانا
 ابنِ عم کا اگر اپنے شہِ دیں سر دیں گے
 آپ کے دودِ دندان کے برابر تو نہیں

سر کے دینے کا ہے کیا ذکر کہ سب گھر دوں گا
 اپنی امت پہ میں گھر بار فدا کر دوں گا
 میں تو حمزہؑ کا جگر، بازوے جعفرؑ دوں گا
 بھر کے اک طشت میں نختِ دلِ شہرِ دوں گا
 میں بھی داغوں سے بھر اک دلِ مضطرب دوں گا
 خوں بھرے شائے عباسؑ دلاؤ دوں گا
 میں بھی فرقِ وجہِ مسلم بے پردوں کا
 پھر بھی دولاں محبوں پہ فدا کر دوں گا

آپ گر نختِ دل حضرت شہرِ دیں گے
 صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ رہِ خالق میں
 بھانجوں اور بھتیجیوں کے سوانہِ رُخدا
 پھر بھی کیا رحم نہ فرمائے گارِبِ اکبر
 حشر میں اُمّتِ عاصی کا نہ ہو پردہِ فاش
 عابدِ خستہ جگر ہوتے تو کرتے اقرار
 حشر میں دیں گے یہ تحفے جو پیہرِ کو حسینؑ
 میں بھی مولا کو نسیمِ اشکوں کے گوہرِ دوں گا

سلام

دل میں جس مسلم کے حُبِ ساقی کو تر نہیں
 مان لوں کیونکر نبیؐ کو اور انسانوں کی مثل
 گر نجف جانے سے قاصر ہے کوئی شہ کا غلام
 جائے پیغمبرِ علیؑ کو بل گئی ہجرت کی شب
 چھوڑ کر عترت کو لے بھی لیں اگر قرآن تو کیا
 چشمِ گمراہیں گم نہیں بزمِ عزائے شاہ میں
 وہ تو لا جو نہ ہو سعیِ تاسی پر تمام
 تابِ نظارہ ہو کیا، اُرد سے درجائے کیوں

پھول ہے خوشبو نہیں آئینہ ہے جوہر نہیں
 جسم ہے سایہ نہیں شکلِ بشر ہے شہر نہیں
 بحر ہے جاری نہیں جہرِ بل ہے شہر نہیں
 تاج ہے چادر نہیں اور ناگے بستر نہیں
 بحر ہے کشتی نہیں، گرد آبے، لنگر نہیں
 باغ ہے چشمہ نہیں، فردوس ہے کوثر نہیں
 حُسن ہے زیور نہیں تصویر ہے تیور نہیں
 علم ہے کامل نہیں، موسیٰ ہے وہ عجیب نہیں

بیکس تمہا کھڑے ہیں دشت میں سبطِ رسولؐ
چاند ہے تارے نہیں، سردار ہے لشکر نہیں
دخترانِ فاطمہؑ کیونکر چھپائیں اپنے سر
شرم ہے مفتح نہیں، بازار ہے چادر نہیں

بزم میں مداحِ حیدر اگر نہیں ہے لے نسیم
طور ہے جلوہ نہیں، دن ہے شبِ خاور نہیں

سلام

سب نبیؐ کے خال و خط میں لبِ شہر میں
جس قدر عقدے تھے پہاڑ یہ تہلیر میں
واں خدا کے راز داں تو سین کی تقریر میں
لوٹ کر انگاروں پر شب بھر کیا دُرخ کو نیر میں
روئے ہمشکلِ سیمیر پر ہوا سبزہ نمود
تھی نہ گنجائش کسی ناپاک کی زیرِ کسار
اک سیمیر اک ٹلی، اک ظاہرہ دوان کے لال
ہیں علیؑ اللہ کے بندے، نصیری کے خدا
مٹ گئی بڑی مٹا پھر بھی نہ پنڈلی کا نشان
فرقِ نقطے کا نہیں قرآن میں اور تفسیر میں
حق نے وہ سب دیے حلِ فاطمہؑ کے شیر میں
یاں نبیؐ کے ہمراہ قرآن کی تفسیر میں
حریرِ پشانی میں تھا تقدیر تھی تدبیر میں
لو بہار آئی نبیؐ کے گلشنِ تصویر میں
گن کے دیکھو پانچ ہی تو حرف ہیں تہلیر میں
آگئی عصمتِ سمٹ کر چادرِ تہلیر میں
محو تھا نقاش، دوسرخ بن گئے تصویر میں
مرنے دم تک پاؤں عابدِ کار ہا زنجیر میں

سروہ کس بی بی نے بٹکا تھا خدا جانے نسیم
بال کچھ حوروں نے پائے مقتلِ شہیر میں

سلام

سلام اُس پر کہ نام جس کا نشانِ غفلت مٹا رہا ہے
دُرود اُس پر کہ ذکر جس کا نویدِ ہستی سنارہا ہے

دبا دبا کر طرح طرح سے، جسے زمانہ مٹا رہا ہے
اُبھرا اُبھر کر وہ خونِ ناحق، جہان میں رنگ لارہا ہے
وغا کو عباس آ رہے ہیں کہ حشرِ گیتی میں آ رہا ہے
زمین کا بڑھتا ہوا ترزلزل، فلک کو جھولاجھلارہا ہے
نشانِ حیدر مٹانے والے، سچے چراغوں کا نور دکھیں
انہیں چراغوں سے لو لگا کر، چراغِ حق جگمگا رہا ہے

حبیبِ مسلم کے تیوروں میں نئی جوانی چل رہی ہے
الہی میدانِ کربلا میں، شباب کس کس پہ آ رہا ہے
حسینیت کا بلند پرچم، یزیدیت کا نشانِ برہم
اُٹھا ہے ہیں اُسے دو عالم، اسے زمانہ گرا رہا ہے

حبیبِ کوفے سے چل کے آئے سپاہِ شامی سے حُر بھی نکلا
ادھر ادھر سے ہر ایک ذرہ سمٹ کے منزل میں آ رہا ہے

جھکے ہیں سجدے میں وقتِ آخر، حسینِ زخموں سے چوڑ ہو کر
ادھر قدم سے استقامت، ادھر ہماں ڈمگا رہا ہے

بس ایک نقشِ قدم پہ جس کے، نثار ہو غطتِ دو عالم
 وہ شاہِ سجدے میں وقتِ آخر جبیں غطت جھکا رہا ہے
 یہی نتیجہ ہے ہر بلا کا، یہی خلاصہ ہے کر بلا کا
 جو مر رہا ہے وہ جی رہا ہے، ہو کھو رہا ہے وہ پار رہا ہے
 حسینِ رخصت کو گھر میں آئیں کہ قتل گاہِ وفا کو جائیں
 اُھر سکیں پکارتی ہیں، ادھر فریضہِ بلا رہا ہے
 حسینِ باغِ جناں میں پہنچے، عجیبے خمیوں میں اک تلاطم
 تڑپ کے کچے نکل پڑے ہیں کو شمر خیمے جلارہا ہے
 بہشت حدِ کمالِ رضواں، نسیمِ باغِ ثنا پہ نازاں
 ہر اک بقدرِ مذاقِ فطری، چمنِ چمن گل کھلا رہا ہے

سلام

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا حجابِ فاطمہؑ
 نور کی چادر سے لازم تھا حجابِ فاطمہؑ
 تاب لاسکتا نہیں، دیکھے ادھر کیا آفتاب
 لوحِ محفوظ آئے گی تم کو نظر ہے ہر پہل
 اکی زہرا کی امامت، ماں کی عصمت کا ثبوت
 اشرافِ عورتِ عالم، ربِ نیرداں کی کمینز
 آیہٗ تطہیر ہے ادنیٰ نقابِ فاطمہؑ
 بن گیا سایہٗ سمیر کا نقابِ فاطمہؑ
 نورِ عصمت کی جلالت ہے نقابِ فاطمہؑ
 دیکھ سکتے ہو اگر زیرِ نقابِ فاطمہؑ
 نور کے پردے میں گیارہ اک حجابِ فاطمہؑ
 بنتِ احمدؑ، زوہرِ حمیدؑ رجنابِ فاطمہؑ

ضامنِ نسلِ ہم پیر ہیں یہی بحرِ نیاک
قدسیوں کے عرشِ پر سن کے زہرائی عطا
پڑھ رہے ہیں سورتیں آغوشِ مادرِ حسینؑ
مرگِ محسنؑ نے کمر بھی توڑ دی پہلو کے ساتھ
صبر، خاموشی، تحمل، ضبط اور شکرِ خدا
تازیا نہ بھی لرز جاتا ہے جب کرتا ہے یاد
مالکِ کوثر علیؑ، کوثر خطابِ فاطمہؑ
ہل اتی ابھی ڈھونڈتا آیا ہے بابِ فاطمہؑ
بولتی ہے رحلِ زانو پر کتابِ فاطمہؑ
دیکھ کر پیری بھی روتی ہے شبابِ فاطمہؑ
ان خصائل میں ہیں لبِ زینبؑ جوابِ فاطمہؑ
حضرتِ زینبؑ کی پیری اور شبابِ فاطمہؑ
خوف کیا، بھاری ہے گر عصیاں کا پلہ اے نسیم
میرے پلے پر ہیں محشر میں جنابِ فاطمہؑ

سلام

شکستِ دل نویدِ کامرانی ہوتی جاتی ہے
ہر اک ملتِ بشر یکِ نوحہ خوانی ہوتی جاتی ہے
فضا جتنی خلاصِ نوحہ خوانی ہوتی جاتی ہے
یہ اتنی ہی اُبھر کر غیرِ فانی ہوتی جاتی ہے
نہ ہٹنے کی قسم کھا کر بڑھے جاتے ہیں یوں سپاہ
کہ جو منزلِ کھڑی آتی ہے پانی ہوتی جاتی ہے
اسے کہتے ہیں جرأت، بہ رہا ہے خونِ قاسمؑ کا
مگر چہرے کی رنگتِ ارغوانی ہوتی جاتی ہے

کہا عباسؑ نے، میں آج یہ محسوس کرتا ہوں
قضا جیسے شریکِ زندگانی ہوتی جاتی ہے

بیاں ہوتی ہے جتنی شرحِ اسرارِ شہادت کی
شہادت اور اسرار و معانی ہوتی جاتی ہے

لپٹ کر کر بلا کے زندہ جاوید ذروں سے
اجلِ خود بھی حیاتِ جاودانی ہوتی جاتی ہے

ارادے لیتے جاتے ہیں بلائیں روئے اکبرؑ کی
شبابِ عزم پر صدقے جوانی ہوتی جاتی ہے

اٹھ، باندھی کمر، جھوٹے حبیبِ اوتن کے فرمایا
مری پیری زلیخا کی جوانی ہوتی جاتی ہے

فلک کو دیکھ کر کچھلے پہر غازی یہ کہتے تھے
شبِ عاشور، اُن کتنی سہانی ہوتی جاتی ہے

بدلتے ہیں جو تیور، بند کر کے مٹھیاں اصغرؑ
پدر کی گود میں طفلی، جوانی ہوتی جاتی ہے

حسینؑ اہلِ حرم سے وقتِ رخت کچھ نہیں کہتے
مگر نظروں سے دل کی تر جانی ہوتی جاتی ہے

بڑھی تبلیخِ حق یوں آلؑ کی تشہیر ہونے سے
سربازِ ارب قرآنِ خوانی ہوتی جاتی ہے

نسیم اٹھتے ہیں جو طوفانِ خلافِ ماتم بہرور
انہیں سے اس چمن میں گلِ فشاں ہوتی جاتی ہے

سلام

شہ نے کہا نہ اشک بہانامری بہن
گر میرے بعد ظلم کریں تم پہ اشقیبا
گو اہل ظلم لاکھ ستم پر ستم کریں
کیونکہ مصیبتوں سے بچائے تمہیں حسینؑ
مہر سے اگر رد اکو اتاریں عدو سے دیں
جب وقتِ شام آگ لگے خیمہ گاہ میں
روئے جو شب کو بالی سکی نہ مرے لیے
عابد کو تازیانے لگا میں جو اہلِ شام
ماتم میں نوجوان کے کلیجہ سنبھالنا
دینا ہر اک سے پہلے تم اصغرؑ کا فاتحہ
نانا کے کلمہ گویوں کی اس میں نجات ہے
بہنچو اگر وطن میں تو اکبرؑ کی سمت سے
وہ کہہ گئے ہیں نزع میں خواہر کے واسطے
میں نرم سے وعدہ کر کے نہ پہنچا تھا ہے پاس

خوش ہو کے ہرالم کو اٹھانامری بہن
شکوے کا حرف لب پہ نہ لانا مری بہن
تم فاطمہؑ کا صبر دکھانا مری بہن
قسمت میں ہو جو ٹھوکر میں کھانا مری بہن
بہر رسولؐ طیش نہ کھانا مری بہن
عابد کو سب پہلے اٹھانا مری بہن
سینے پہ اپنے اُس کو سلانا مری بہن
تم صبر کرنا لب نہ ہلانا مری بہن
رو رو کے تم نہ جان گنونا مری بہن
پانی جو راہِ شام میں پانا مری بہن
کنبے کو لے کے قید میں جانا مری بہن
صغراؑ کو یہ پیام سنانا مری بہن
تم میرے غم میں دل نہ کرٹھانامری بہن
کچھ اس کا دل میں دھیان نہ لانا مری بہن

صغراؑ میں بے قصور ہوں اللہ کی قسم

موت آگئی ہوا جو نہ آنا مری بہن

چشم غم

حصہ دوم

جلد ۲۳ مراثی

اسمِ زینب کے اثرات

اور بچپن میں سرِ زینب پر دھوپ آنے اور امام
حسین کے سایہ کرنے کی روایت

جہاں میں حضرت زینبؓ کا جب ظہور ہوا ﴿نبی و آلِ نبیؐ کو عجب سرور ہوا﴾
مکان میں نور کے پیدا کر اور نور ہوا ﴿کلیم ہوتے تو کہتے کہ رشکِ طور ہوا﴾
حسنِ بکاء سے یہ حسنِ آفتاب میں بھی نہیں
حسینؑ بولے یہ سورتِ کتاب میں بھی نہیں

یہ تذکرہ تھا کہ اللہ کا پیام آیا ﴿پئے نبیؐ و علیؑ ہدیہٴ سلام آیا﴾
خطابِ خواہرِ سلطانِ تشنہٴ کام آیا ﴿خدا کے حکم سے بنتِ علیؑ کا نام آیا﴾
کہا ملک نے، عجب اسمِ لا جواب دیا
خدا نے پاک نے زینبؓ اسے خطاب دیا

رسولؐ نے کہا اس نام کے اثر و سناؤ ﴿ہمیں قبول ہے مقبولیت کی وجہ بتاؤ﴾
وہ بولے وجہ بتا دیں اگر نہ اشکِ بہاؤ ﴿مگر یہ عرض ہے مولا کہ فاطمہؑ سے چھپاؤ﴾
یہ نام حضرت آدمؑ کی نورِ عین کا ہے
کہ جسے خلق میں آغازِ شورشین کا ہے

وہ بیکسی وہ مصیبت صغی کی جانی کی ۱۱ فلک نے اُس سے قیامت کی یو فانی کی
غضب طالب مطلوب میں جدائی کی ۱۱ یہ سو گوار ہے اپنے غریب بھائی کی

نبیؐ نے روکے کہا کون سا وہ بھائی ہے
حسینؑ کہہ کے ملک نے کہا دُہائی ہے

بتولؑ بولیں کہ یا شاہ دل مکدر ہے ۱۱ دُہائی سُن کے یہ دُکھیا لول و مضطر ہے
نبیؐ پکالے کہ میرا بھی حال اتر ہے ۱۱ مرقعِ غم و حسرت تمہاری دُختر ہے

حسینؑ بہرِ تم ہیں پئے عزا زینب

کہ وہ شہیدِ جفا ہوں گے بے روا زینب

یہ خستہ حال بہت رنج و غم اٹھائے گی ۱۱ حسینؑ کیلئے جنگل میں گھر ٹٹائے گی
یہ بھائی کیلئے آنکھوں سے فوں بہائے گی ۱۱ حضورِ دشمنِ دیں قید ہو کے جائے گی

رسن بندھے گی جب اس ناتواں کے شانے میں

وہ قتل گاہ میں ہوں گے یہ قید خانے میں

بتولؑ نے کہا اللہ اے مری پیاری ۱۱ مرے حسینؑ کی شیدائے میں ترے واری
نبیؐ نے پھر یہ تڑپ کر کہا کئی باری ۱۱ مرے پسر پر ظلم اور یہ ذلت و خواری

مجھے عجب ہے کہ حضرت نہ رحم کھائیں گے

نہ آپ اور نہ شیرِ حرا بچائیں گے

رسولؐ بولے کہ پیاری نہ تم نہ ہم ہو گے ۥ ہمارے بعد علیؑ پر ہجومِ غم ہوں گے
علیؑ کے بعد حسنؑ پر بڑے ستم ہوں گے ۥ حسنؑ کے بعد مرے نخلِ ربلم ہو گے
وہ بولیں، لوٹ چکیں گے شقی جو سب گھر کو

تو کون روئے گا میرے غریبِ دلبر کو

کہا نبیؐ نے کہ حیدر وہ دوست پائینگے ۥ غمِ حسینؑ میں آنکھوں سے خوں بہائیں گے
ہمیشہ فصلِ عزائیں علم اٹھائینگے ۥ یگا کا ذکر تو کیا ہے اُنھیں غش آئیں گے

جب اُن کی عورتیں یا وحرم میں روئیں گی

تو لڑکیاں بھی سکیں گے غم میں روئیں گی

بتول بولیں مگر سر پہ اُن کا یہ احساں ۥ وہ اُس غریب کو روئیں گے جس کا پ نہ ماں
بھلاؤں گی نہ مگر اُن کو میں بھی بابا جاں ۥ بغیر اُن کے جہنم سمجھ لوں باغِ جناں

خدا سے کہہ دوں کہ غم دے نہ خستہ حالوں کو

تو بخش دے مرے بچکے کے رونے والوں کو

فدائے حضرت زینبؑ نثارِ سبطِ نبی ۥ کسی برادرِ خواہر کو یہ دِلانہ ہوئی
زہے عطا و لائے حسینؑ ابنِ علیؑ ۥ کہ بہت شیرِ خدا ایک روز خواب میں تھی

نگاہِ مہر و وفا سے بلند پایہ کیا

بہن پہ ابرِ کرم نے ردا کا سایہ کیا

ائم زینب کے اثرات

بہن جو خواب سے چونکی تو سخت گھبرائی ۥ حسین دھوپ میں تھے مثلِ مہرِ تمقرانی
 ترپ کے بولی کہ ہے پئے یکیا کیا بھائی ۥ یہ مہر اور یہ عنایت مجھے نہ خوش آئی

فلک نے مجھ کو نیا حادثہ دکھایا ہے

حضور دھوپ میں ہی اور مجھ پر سایا ہے

علیٰ کی نورِ نظر کو اسی کا دھیان رہا ۥ کہ اس حسین کے حق سے ادا ہو یہ کیا
 مگر نصیب سے موقع عجیب وقت ملا ۥ کہ شمر سینے پہ تھا اور گلے پہ تیغِ جفا

یہ دل نے چاہا کہ اس وقت حق ادا کیجے

اخئی پر دھوپ ہے اب سایہِ ردا کیجے

یہ سوچ کر سوئے مقتل وہ بے جگر آئی ۥ ملول و مضطرب و ناشاد و لوحہ گر آئی
 وہ خستہ حال جو میداں میں چشمِ تر آئی ۥ زمیں پہ لاشِ ترپتی ہوئی نظر آئی

عجیب بے سنج و الم دل پہ سہ گئی زینبؑ

ترپ کے سائے کی حسرت میں رہ گئی زینبؑ



امام حسین سے جنابِ حر کی رخصت

حُر نے مولا سے طلب کی جو رضا میداں || اُس کا منہ دیکھ کے رونے لگے شاہِ دنیاں
سرجھکا کر کہا غمِ حینے کو آیا سقا یہاں || تجھ سے محبوب ہوں میں اُس کے تازہ مہاں

ایک دم کو بھی ادھر آ کے تو شاداں نہ ہوا

فاقہ کش سے تری دعوت کا بھی ساماں نہ ہوا

عرض کی مجھ پہ کرم ہو رفا سے پہلے || حوضِ کوثر پہ طوں عقدہ کشا سے پہلے
یہ ہو س ہے کہ میں اُڑ جاؤں ہوا سے پہلے || سرخرو کیجیے بندے کو خدا سے پہلے

حشر تک نام ہے، فدیہِ اول ہے حُر

فوجِ قربانیِ داور کا ہر اول ہے حُر

بولے عباس کہ یہ شوقِ شہادت اک حُر || یہ ہوائے جنِ خلد یہ عجلت اک حُر
نکبتِ گل کی طرح آتے ہی رخصت اک حُر || سب شہیدوں پہ ہیں چاہے سبقت اک حُر

تو ابھی شاہِ پہ کیوں جانِ فدا کرتا ہے

فوج کے لگے علمدار رہا کرتا ہے

علی اکبر نے ندادی کہ یہ کلمہ نہ کہو ۱۱ اے چچا جان خدا کے لیے خاموش رہو
فوج کی زیب کہاں جبکہ عسکرانہ ہو ۱۱ شاد کرنا ہے خدا کو تو مرا داغ سہو

گرچہ رُتبے میں نہ اعلیٰ ہوں نہ برتر ہوں میں

پاس اتنا ہے کہ ہمشکلِ ہمیشہ ہوں میں

دولوںِ زیب کے پسرو لے کہ ناچار ہیں ہم ۱۱ آپ کے سامنے کیونکر کہیں حق دار ہیں ہم
منصبِ جعفرِ طیار کے محنتِ ارس ہیں ہم ۱۱ مگر علم کے نہیں سبقت کے سزاوار ہیں ہم

دل پر نہ لیجیے اب داغ ہمارا بھائی

آپ اماں کے ہیں جینے کا سہارا بھائی

یہ سخن سننے ہی گھبرا گئے مسلم کے پیر ۱۱ حق تعالیٰ ہوئی آواز سے بولے دوکر
اولا شاہِ پیر بان ہوئے کس کے پدر ۱۱ کس نے یہ سختیاں جھیلی ہیں کہ برسین پتھر

یوں ہی مجروحِ یتیموں کا بدن ہو جائے

بس یہی مثالِ غزا اپنا کفن ہو جائے

بولے قاسم کہ مجھے چاہیے سبقت بھیا ۱۱ شہ سے اول ہوئی بابا کو امانت بھیا
اولا مجھ کو ملے جامِ شہادت بھیا ۱۱ پہلے دو لھا کیلئے چاہیے شربت بھیا

مجھ سے کیوں فوجِ شہ نیک صفات آگے ہو

کہیں دیکھا ہے کہ نوشہ سے برات آگے ہو

امام حسینؑ سے جنابِ حُر کی رخصت

شہ نے فرمایا کہ تم کا بے کوچا نہیں وارو ۥ سب قصہ مرے دم کا ہے مگر غمِ خوارو
میں ہی سب غازیوں پر کیوں فدا ہو یارو ۥ تم کے ساتھ نہ برباد ہوا ہے دلدارو

نہ مری فوج سے بخش ہے نہ مہان ہے

ان لعینوں کو غرض ہے تو مری جان ہے

گر پڑا شاہ کے قدموں پہ حُر نیک سیر ۥ شہ نے فرمایا کہ بھائی مجھے محبوب نہ کر
رہنچ دینے کھیلے فوج سے آیا تھا ادھر ۥ گر یہی تیری تمنا ہے تو اچھا نہ ٹھہر

تُو نے بھی آ کے مصیبت ہی بڑھادی بھائی

سر تو قدموں سے اٹھا میں نے رضا دی بھائی

اذن پاتے ہی کھلا مثلِ چین وہ کلفام ۥ شاد ہوتا ہوا ڈیہڑی پہ گیا بہرِ سلام
خواہرِ شاہ پکاریں کہ حُر نیک انجام ۥ سرنگوں ہے ترے احسانِ ہمیشہ امام

نصرتِ بیکس و ناچار ہیں کد کی تُو نے

اس مصیبت میں غریبوں کی مدد کی تُو نے

اے مسافرِ نئی طرح کی مہمانی ہے ۥ دمِ دم درد و غم و رنج کی طغیانی ہے
لاکھ دشمن ہیں اور اک فاطمہ کا جانی ہے ۥ کیا کروں ہائے ندانہ نہ کہیں پانی ہے

سخت مشکل میں ہے احمد کا لڑا اُس آ کر

تین دن سے مرا صفر بھی ہے پیاسا آ کر

جنابِ حر کی شہادت

بمخادرل سے فدائے شہ ابرار تھا حر | دلبرِ احمرِ مختار کا غم خوار تھا حر
نفسِ مغلوب ہو جس سے وہ جزا تھا حر | صاحبِ حرأت و ہمت تھا دفا دار تھا حر

مال و زر چھوڑ دیا جانِ نبی کی خاطر

زخم بھی کھائے حسین ابنِ علی کی خاطر

داغِ بیٹے کا دمِ جنگ اٹھایا تھا حر | نصرتِ سبطِ نبی سے تھا نہ غافل دم بھر
فوج کو اس کے مقابل نہ ہوئی جبکہ ظفر | ایک ضعیف کو کئی لاکھ نے گھیرا مل کر

زینِ توسن جزی دادِ و غافے کے گرا

جلتی رہتی پہ شہِ دین کو ندا ہے کے گرا

تھا یہ نعرہ کہ شہِ شربِ بطحا مدے | لو غلامِ آپِ قرباں ہوا آقا مدے
راحتِ جانِ نبی دلبرِ زہرا مدے | دمِ ٹکٹے کو ہے کفرِ مسیحا مدے

وقتِ آخر مجھے دیدارِ دکھِ اُمولا

نزع کا وقت ہے یسین سناؤ مولا

مُسک یہ خیمے میں جا کر یہ کیا شہ نبیاں || روؤ سب کھول کے سر مر گیا میرا یہاں
چاہے سبکیں مضطر کی عزاکا سماں || کون رکھے گا یہاں اس کی نہ خواہے نہ مان

آئی آواز کہ میں آئی ہوں غمِ خواری کو

گو کہ مادر نہیں زہرا ہے عزاداری کو

حُر کو رو تے ہوئے رن میں شہِ برادر آئے || شہ کے ساتھ اکبر و عباسِ علمدار آئے
واہ رنجت کہ مولا پئے دیدار آئے || اپنے یہاں پہ کریموں کو نہ کیوں تیار آئے

پائنتی اکبر و عباسِ دلاور بیٹھے

شاہِ آغوش میں سر لے کے زمیں پر بیٹھے

جھک کے فرمایا کہ اے دوست ذرا آنکھیں کھول || ہم بھی فردوس کے عازم ہیں کوئی مہ نہیں بول
گلشنِ خلدِ یں تو نے خریدا بے مول || بلبَلِ خلد ابھی سے پر پرواز نہ تول

حق کی درگاہ میں شکرِ عملِ خیر تو کر

چمنِ فاطمہ زہرا کی ذرا سیر تو کر

حُر ذی جاہ نے آہستہ کہا میں قرباں || سر جھکائے ہے مرا آپ کا بارِ احسان
فرطِ ہیبتِ لبِ گورے یثرب دہاں || شیر اک مجھ کو نظر آتا ہے یا شاہِ زمان

سخت صدر سے آپ پہنچا ہے کہ جاں کھوتا ہے

دیکھ کر خمیہ سرور کی طرف روتا ہے

شہ نے فرمایا کہ اے حُرِ جری خوفِ کھا
 تیرے پڑے لیے آئے ہیں ضرغامِ خدا
 عرض کی اُس نے کہ اے بادِ شیرِ دوسرا
 سبز پوشاک سجے بیٹھے ہیں اک ماہِ لقا

سمتِ یثرب ابھی محوِ بکا آئے ہیں

بولے سرورِ حسنِ سبزِ قبا آئے ہیں

عرض کی حُر نے کہ اک پیر بھی سدا بول
 بولے شبیر یہ تو قیر ہوئی تجھ کو حصول
 پیشوائی کو تری آئے ہیں جنتِ رسول
 عرض کی حُر نے میں قربان ہوں لے جانِ بول

کوئی بی بی ہیں کہ وہ اشکِ فشاں ہوتی ہیں

شہ نے فرمایا کہ بھائی مری ماں روتی ہیں

چرخِ کر روئے لگا سُن کے جو نامِ زہرا
 حلقِ مجروح سے قوارہِ خوں چھوٹ پڑا
 مر حبا اے حُرِ غازی یہ مقدّر تیرا
 ماں کے رومال سے باندھا شہرِ سبکس نے گلا

بولے عباس کہ الطاف کی حد ہے اے حُر

تیری گردن میں بخشش کی سند ہے اے حُر

یہ سن سنستے ہی راہی ہوا مہمانِ حسین
 رو دیے حُر کی شہادتِ پدل و جانِ حسین
 گو ہر لشک سے تیر ہو گیا دامنِ حسین
 لاشِ خردوش پہ آئے ہیں قربانِ حسین

حیفِ مقتل سے اٹھے حُرِ جری کا لاشہ

کوئی لائے نہ حسین ابنِ علی کا لاشہ

شہادت عون و محمد

علی کی جانی کے دلبر شہید ہوتے ہیں شبیہ حیدر و جعفر شہید ہوتے ہیں
زین پہ گھوڑوں سے گر کر شہید ہوتے ہیں بلا کے بن میں غضنفر شہید ہوتے ہیں

زبانیں خشک ہیں پانی کو جی ترستا ہے

زین پہ ابر زرہ سے لہو برستا ہے

وہ دو صغیرہ لاکھوں شہم شعار افسوس وہ سینے چاند سے وہ چھپوں کے وار افسوس
پڑے ہیں خاک پہ دونوں وہ گلزار افسوس تباہ ہو گیا زینب کا گھر ہزار افسوس

نہ یہ لحاظ نہ بچوں میں یہ دفا ہوگی

حصین کو نہ پکارے کہ ماں خفا ہوگی

خوشی سے فتح کے بابے جو ظالموں کے بجائے ادھر تڑپنے لگے شہ ادھر حرم گہرائے
مگر یہ ماں نے ندادی کہ آہ بول کے جائے کینہ زادوں کی لاشیں اٹھا کوئی نہ جائے

لہو کے جوش میں کوئی نہ طیش کھائے کہیں

کسی دلیر سے تلوار چلی نہ جائے کہیں

یہ سن کے بھی شدہ الاچلے سو جنگاہ | جلو میں اکبر و عباس قائم ذی جہاد
 قریب فوج جو پہنچے امام عرش پناہ | شہکروں نے ندا دی کہ اے بول کے ماہ

ابھی نہ دونوں شہیدوں کے پاس جائے گا

سمران کے تن سے قلم بولیں تب اٹھائے گا

یہ سکن دلبر حیدر نے کھینچ لی تلوار | بڑھے جلال میں عباس اکبر حیدر
 سرخانے لاشوں کے جا پہنچے شاہ عرش قار | پکارے حضرت عباس بھانجہ میں نثار

شہر انام کی تعظیم کو اٹھو پیارو

حسین آئے ہیں تسلیم کو اٹھو پیارو

یہ سکن غش سے جو چوہے وہ سب کی رنجور | سلام سب کو کیا اور کہا کہ شاہ غفور
 ہدینہ خیمے میں لے چلیے بہر رب غفور | ہماری آماں کے بالکل خلاف ہوگا حضور

شہید ہو گئے اُن کو یہی سنا دینا

خود اُن سے کہہ کے ہیں دودھ بخشوا دینا

پکائے پھر بے ملدار کو وہ دل افکار | کہ چھوٹے مانو جناب حسین سے ہشیار
 رہے خیال کہ بکیں ہیں سید ابرار | غلاموں کی یہ وصیت نہ بھولیو زہار

یہ کہتے کہتے جہاں سے گزر گئے بچے

ترپ کے شہ نے کہا ہائے مر گئے بچے

پھر اُن کے ہاتھوں سے قبضہ چھوڑنے اکبر نے ۱۱
وہ دونوں لاشے اٹھائے علی کے لبرنے ۱۲
عَلَم کا سایہ کیا نورِ عینِ حیدر نے ۱۳
پھوپھی کو جا کے خبر دی یہ جانِ ثبوت نے ۱۴

سواری شہِ عالی صفات آتی ہے

تمہارے پیاروں کی رن سے برات آتی ہے

یہ تذکرہ تھا کہ لاشے قریب در آئے ۱۵
حسین چاک گر بہاں برہنہ سر آئے ۱۶
لہو میں غرق جو ماں کو سپر نظر آئے ۱۷
ہزار سنبھلی پر آنکھوں میں شک بھر آئے ۱۸

دعا کے ساتھ میں دل سے کراہ بھی نکلی

زباں سے شکر جو نکلا تو آہ بھی نکلی

حرم میں غل ہوا بچہ تمہیں اجل آئی ۱۹
سکینہ کہنے لگی ہائے مر گئے بھائی ۲۰
یہ بین سُن کے پکاری بتول کی جانی ۲۱
یہ لفظ کہہ کے نہ رواے پدر کی شیدائی ۲۲

پھوپھی کو شاق ہے بھائی نہ کہہ کے رو پیاری

اے مرے علی اکبر کی غیسر ہو پیاری

بہن کے پاس وہ لاشے لٹائے بھائی نے ۲۳
اک آہ کھینچ کے آنسو بہائے بھائی نے ۲۴
ترپ ترپ کے کلیجے ہلائے بھائی نے ۲۵
وہ اُن کے یاس کے کلے مسنائے بھائی نے ۲۶

کہا کہ خوب لڑے یہ حجتہ خوزین

بہا لے کہنے سے دودھ اُن کو بخش دوزین

پکاری ماں کہ یہ تقدیر ہے مرے بچو ۱۱ | نثار تم پہ مرا شیر ہے مرے بچو
 بڑھائے مری توقیر ہے مرے بچو ۱۱ | شنائیں کرتے ہیں شبیر ہے مرے بچو

غضب ہے اس پہ جو منہ سے نہ کچھ کلام کرو

حسین مدح کریں اور نہ تم سلام کرو

میں جانتی تھی مرے بھائی کو بچاؤ گے ۱۱ | یہ کیا خبر تھی کہ رن نہ پھر کے آؤ گے
 مجھے یقین ہے کہ سیدے بخت کو جاؤ گے ۱۱ | مدد کے واسطے مشکل کشا کو لاؤ گے

یہ کہیو جلد چلو نور عین کی خاطر

غلام آئے ہیں یاں تک حسین کی خاطر

سفر میں ذاتی سے ترچھی نگاہ کر کے چلے ۱۱ | پردے بھر میں فریاد واہ کر کے چلے
 نہ ماں کو دفن نہ اکبر کا بیاہ کر کے چلے ۱۱ | مسافر و مریستی تباہ کر کے چلے

یہ بھولی صورتیں پھر بھی مجھے دکھاؤ گے

کہاں پہ ٹھہرو گے کب تک وطن کو جاؤ گے



خیمہ گاہ میں علمِ حضرت عباسؑ کے گرد بیسیوں کے بین

جب ہر یہ حضرت کے برادر نے قضا کی | مظلوم کے ناچار کے یاور نے قضا کی
جرار نے صفر نے غضنفر نے قضا کی | سرپیٹو کہ عباسِ دلاور نے قضا کی

بہ مشکل نبی خاک پہ بیہوش ہوئے ہیں

بابا کے بھی احوال فراموش ہوئے ہیں

شہ کہتے ہیں کیوں سو گئے پھر ہاتھ کو جوڑو | بھیتا میں اکیلا ہوں مرا ساتھ نہ چھوڑو
عباس میں ناچار ہوں منہ مجھ سے نہ موڑو | میں رحم کے قابل ہوں مری آس نہ توڑو

کیا بھائی کے جیسے کامزائے گئے بھائی

مظلوم کو غربت میں دعا دے گئے بھائی

اب میرے یوں جدو کہ کون کریگا | یوں الفت و اخلاص کی حد کون کریگا
جب سر پہ بلا آئے گی رو کون کریگا | پرہیزی مسافر کی مدد کون کریگا

تم سا کوئی بیکیس کا مددگار نہ ہوگا

اب کوئی مرے گھر میں علمدار نہ ہوگا

غیر گاہ میں علم حضرت عباس کے گرد بیٹھیں

عباس اٹھوتا بہ حرم جا کے پھر آنا ॥ ہمیشہ کو منہ چاند ساد کھلا کے پھر آنا
کلنوم کو آداب بجالا کے پھر آنا ॥ نانا کا تبرک ابھی پہنچا کے پھر آنا

طاقت جو نہیں بارگراں اٹھ نہیں سکتا

میں پیر ہوں مجھ سے یہ نشان اٹھ نہیں سکتا

یہ کہہ کے پھر اس طرح سے رو کہ غش آیا ॥ چونکے تو لہو دیدہ پُرم سے بہسایا
اکبر نے پیر کے تبرک کو اٹھایا ॥ سر پیٹ کے حضرت قدم گھر کو بڑھایا

چلائے کہ غم خوار خدا حافظ و نامر

عباس علمدار خدا حافظ و نامر

پھر جوش میں ڈاکر بھی عزادار بھی آئے ॥ مجالس میں دو عالم کے مدگار بھی آئے
لوفاطہ بھی حیدر کرار بھی آئے ॥ دال خیمے کے در پر شہر ابرار بھی آئے

رفقہ نے ندادی کہ ولی ابن ولی آئے

لونی بیو دریا سے حسین ابن علی آئے

کیا بیٹھے ہو لوگو مرہوٹوں پر دم آیا ॥ حضرت کا برادر تونہ سوئے حرم آیا
بیوہ کی عزاکے لیے سامانِ غم آیا ॥ تحفے کے عوض نہر سے پُرخونِ علم آیا

فرزندِ اللہ کی تعظیم کو اٹھو

لوگو علم شاہ کی تعظیم کو اٹھو

بچوں میں کہاں روتی ہے دکھ پائی سیکھ | عمو کا علم لایا ترا بھائی سیکھ
 آدھ لے عباس کی شیدائی سیکھ | تیروں سے چھدی مشک تری آئی سیکھ

رو اس کو چچا کا تن صد پاش سمجھ کر
 سر پیٹ لے سقے کی اسے لاش سمجھ کر

پھر سبط نبی نے وہ علم صحن میں گاڑا | عباس کی خواہر نے گریبان کو بھاڑا
 چلائی کہ بھتیامری قسمت کو بگاڑا | ہے ہے مرے ماں باپ کی بستی کو اجاڑا

مجھ راندے مظلوم کا شیدائی بھی بچھڑا
 ہے ہے مرے بچے بھی چھٹے بھائی بھی بچھڑا

فضہ نے وہیں فرشِ عزالاکے بچھایا | اور بیوہ عباس دلاور کو بٹھایا
 خود بالوائے ناشاد نے نڈ سالہ پنھایا | فرزندِ ید اللہ نے رو کر یہ سنایا

بی بی ترا احسان ترے مدد کا مہن ہے

تو پہلے تو بھادج مٹی اور اب میری بہن ہے

تو ماتم عباس میں آنسو تو بہانا | پر اپنی صدا فوجِ عدو کو نہ سنانا
 حیدر کا یہ گھر ہے ترے وارث کا گھرانا | للہ تو اس گھر کی محبت نہ بھلانا

غیرت سے جری کا تن صد پاش نہ تڑپے

جلتی ہوئی ریتی پہ کہیں لاش نہ تڑپے

خیمہ گاہ میں علم حضرت عباس کے گرد بیٹھ گئے

یہ سنتے ہی عباس کی بیوہ یہ پکاری ۥ کیا تباہی جو لوحہ کروں یا گریہ وزاری
جو آپ کی طاعت سے وہی طاعت باری ۥ پر عصر کا وقت آیا تو کیا ہو گا میں داری
اُس وقت بھی وارث کو نہ نظر پاؤں کہ نکلوں

چلتے ہوئے خیمے ہی میں جل جاؤں کہ نکلوں

ستے کو پکارو کہ ابھی آکے چلے جائیں ۥ کچھ پردے کی صورت مجھے بتلا کے چلے جائیں
اللہ نجات تک مجھے پہنچا کے چلے جائیں ۥ حیدر کی لحد پر مجھے بٹھلا کے چلے جائیں

ہے ہے یہی دھڑکا ہے کہ آفت میں گھروں گی

غیرت انہیں آئے گی میں سرنگے پھروں گی

سوز

رموزِ اہم جنابِ عباس

عباس میں بھی عین علی صاف عیاں ہے ۥ اس نام کے حروف میں عجب از نہاں ہے
یہ عین علمداری سرور کا نشان ہے ۥ یہ کیا یہ بیان ہے کہ بہادر یہ جواں ہے

ایمانے الف ہے کہ یہ آقائے اُمم ہیں

اور سین یہ کہتا ہے کہ ستقائے حرم ہیں

شہادت جناب عباسؑ

دریا پہ جب سین برادر کے پاس آئے || عباس نامدار نے آہستہ لب ہلکے
 زہرا کے نورِ عین نے جھک کے سنا کہ ہائے || حسرت یہ کہ آپ کی صورتِ خدا دکھائے
 دیدار کس طرح ہو کہ حالت تفسیر ہے

اس آنکھ میں تو سر کا لہو، اُس میں تیر ہے

یہ سن کہشہ نے آنکھوں سے دریا بہا دیا || دامن اُس جھے ہوئے خوں کو چھڑا دیا
 بھائی کو اپنا چہرہ پر خوں دکھا دیا || پھر تیر کھینچ کر تو فداک کو بلا دیا
 صد مہوں دونوں بھائیوں کے دل تڑپ گئے

بکیں حسین صورتِ بسمل تڑپ گئے

رو کر کہا کہ میری محبت میں خوں بہا || بچپن سے تم نے ساتھ مرغم یہ غم سہا
 پر ایک بات کا مجھے ارمان ہی رہا || تم نے کبھی حسین کو بھائی نہیں کہا

اس وقت شاہِ کرد و تور و روحی فدا کہوں

تم مجھ کو بھائی جاں کہو میں مرجھا کہوں

عباسؓ تڑپ کے کہا یا شہِ انام حضرت مرویؓ مر مولا مر امام
یہ خانہ زاد آپ کا اک کمتر سی غلام اللہ اس حقیر کا منہ اور یہ کلام

بندہ بھی کیا حبیبِ خدا کا عزیز ہے
میری تو ماں بتوں کی ادنیٰ کنیز ہے
یہ کہہ کے سو خلد برس کو چ کر گئے حضرت نے جھک کے پلو چھا کہ بھیا گزر گئے
بھائی ذرا سی بات غصے میں بھر گئے عباسؓ ہم پکار رہے ہیں کہہ گئے

غیظ و غضب میں ہم کو نہ بے موت مایے

بھائی نہیں غریب ہی کہہ کر پکارے

ساتھی کو وقتِ بد میں اکیلا نہ چھوڑے لہٰذا جانِ فاطمہ سے منہ نہ موڑے
پھر بہرِ اذنِ جنگ ذرا ہاتھ جوڑے پیری میں بے وطن کی کمر تو نہ توڑے

یہ تو بتائیے کہ حزنِ یہ سے کیا کہوں

بھیا تمہاری پیاری سکنہ سے کیا کہوں

وہ بقرار ہے اُسے پہلا کے جائے بچی کی سعیِ شمر سے فرما کے جائے
گوہر نہ چھینے کوئی یہ سمجھا کے جائے مشکیزہ اہل بیت میں پہنچا کے جائے

اے بھائی یہ امانتِ ربِ غفور ہے

خیمے میں اس علم کا پہنچنا ضرور ہے

حضرت عباسؓ کی شہادت

اور زائر کی روایت



عباسؓ شک لے کے چلے جو کج حرم | چاروں طرف ٹوٹ پڑے بانیِ مسلم
بس اک قلم کا حرف، کافی پئے الم | کیا شے قلم ہوئی کہ گرا خاک پرِ مسلم

یہ کیا ہوا کہ نزعِ اعدا میں گھر گئے

پانی گرا ادھر کہ ادھر آپ گر گئے

آواز دی کہ دلبرِ زہرا اب آئیے | بیمار جاں بلب ہے مسیحا اب آئیے
خادمِ شاہ ہو گیا آقا اب آئیے | وقتِ مدد ہے سیدِ والا اب آئیے

حسرت یہ ہے کہ دولتِ عقبیٰ نصیب ہو

یہیں کے وقتِ دلبرِ طاہرِ قریب ہو

یہ سن کے نہر کو جو چلے شاہِ دیں پناہ | دیکھا کہ اک عرب سے پریشانِ میانِ راہ
سجھے یہ شکلِ دیکھ کے سلطانِ کم سپاہ | مومن ہے یہ ضرور کہ الفت کی ہے نگاہ

رو کر کہا ہمیں ترا غم ناگوار ہے

تو کون دلِ فگار ہے کیوں بیقرار ہے

بولا کہ اک مسافر بے خانماں ہوں میں || رنج سفر سہا ہے بہت ناتواں ہوں میں
فاتور کُھل گیا بدن نیم جاہوں میں || صحرانورد صورتِ ریگِ رواں ہوں میں

بیکس ہوں بیوطن ہوں فلک کا ستایا ہوں

عباس نامور کی زیارت کو آیا ہوں

یہ سنتے ہی لپٹ کر یہ شہ نے کیا کلام || عباسِ نامدار کے زائر مرا سلام
اُس نے کہا کہ آپ ہی کون کون کا مقام || یہ کیا ہوا کہ خون میں ڈوبی قبا تمام

کیا وجہ ہے جو آپ لہو میں نہاے ہیں

رو کر کہا غریبوں کے لاشے اٹھائے ہیں

وہ بولا پھر یہ محمد سے محبت کی وجہ کیا || فرمایا تو ہے عاشقِ عباسِ با وفا
وہ بولا پھر کہاں ہے وہ حیدر کا لاڈلا || فرمایا نہر ہے کہ وہ صرع نام مرتضا

بولا کہاں وہ موقوف ہے ترائی میں

سقا تو ایک لوٹ رہا ہے ترائی میں

فرمایا ہاں یہی ہے وہ عباسِ نامدار || سقا بن حسین کی خاطر یہ دل ٹکار
متے ہیں کس کو ایسے برادر وفا شمار || مہجائی یہ تھا حسین کے بچوں کا جانشار

خوں میں بھرے ہیں چاند سے رخسار دیکھ لے

چیل نہر پر غریب کا دیدار دیکھ لے

سر پیٹ کر عاشقِ عباسؓ نے کہا || پوری ہوئی نہ آس مری و امیبتا
ہے ہے شہید ہو گئے عباسؓ بادفا || یا رب ابھی پھر کے نکل جائے دم مرا

دنیا میں زندگی کا مری اب مزا نہیں

یہ تو ہو حسین بھی زندہ ہیں یا نہیں

شہ نے کہا کہ ان کو بھی زندہ سمجھو آ || پوچھا کہ آپ کون ہیں رو کر کہا عرب
پوچھا کہ نام کیا ہے پکا ہے کہ تشہ لب || پوچھا کوئی ہے ساتھ کہا کام آگے سب

پوچھا کہ کس طرح تو کہا سہا تر گئے

پوچھا جھکے ہو کیوں تو کہا بھائی مر گئے

پوچھا کہ مجھ سے نام چھپانے کا کیا سبب || رو کر کہا کہ خوفِ شکایت ہے اے عرب
خالق کا پاس ہے تو ید اللہ کا ادب || اُس نے کہا کہ نام تو بتلاؤ پھر رب

رو کر کہا غریب ہوں حق کا فدائی ہوں

دل غم سے چاک چاک ہے شہر کا بھائی ہوں

یہ سن کے پیٹے لگا پیہم وہ نوجواں || شہ نے کہا ترائی میں چل میری مہماں
لے کر اُسے جو نہر پہ آئے شہِ زماں || دیکھی عجیب شان علمدارِ خستہ جاں

سینے میں تیر مشک سکینہ کنار میں

سوتا ہے شیرِ پیشہ حیدر کچھار میں

حضرت عباسؓ کی شہادت اور زائر کی روایت

تب ہائے بھائی کہہ کے گسے خاک پر نام
غش ہو گیا وہ عاشقِ عباسِ نیک نام
بوئے سلام کر کے علمدارِ تشنہ کام
اک آرزو غریب کی ہے پاشہِ اناام

آنکھوں میں سر کا خون جما ہے چھڑائیے

خادم کو اپنی چاند سی صورت دکھائیے

خون پاک کر کے بولے انھی سکتہ زماں
آیا ہے ایک پکا مشتاقِ بھائی جاں
فاؤلؔ سہ راہ کے ہے بہت زار و ناتواں
کر لو کچھ اس سی بات کہ پچ جائیے جواں

بوئے یہ رو کے اُس سے کہ آہمکنار ہو

عباسؓ پر فدا ہے تو شہ پر نشان رہو

یہ کہتے کہتے غش ہوئے خاموش ہو گئے
پھیلا کے پاؤں نہر کی ریتی پہ سو گئے
چلائے شاہِ خوب مرادِ غ دھو گئے
ایسے خفا ہوئے کہ زمانے سے کھو گئے

لور و نے والو ثانیؔ الیاسؓ مر گئے

ماتم کرو کہ حضرتِ عباسؓ مر گئے

چونکا جو غش سے عاشقِ عباسِ نیک نام
سر پیٹ کر یہ کہنے لگے شاہِ تشنہ کام
اے دوست تو نے کچھ نہ سنا آپ کا کلام
تجھ کو ابھی پکار کے بھائی ہوئے تمام

تو یہہماں ہے تری خدمت میں کیا کروں

پانی بھی مجھ پہ بند ہے دعوت میں کیا کروں ؟

حدیث

مَنْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ كى تَشْرِیْح

جن کی نظروں حقیقتِ اعزا کی مستور
 کہتے ہیں رونے والے میں تصنع ہے فرو
 مَنْ بَكَى پُر جو نہیں وہ تو نہ ہونا رنجور
 واہ کیا فہم و نظر رکھتے ہیں چشم بد دور
 لاکھ مجبور ہیں کیجیے کب روتے ہیں

چوٹ جب قلب پہ لگ جاتی ہے تڑپتے ہیں
 جو نہ مقصود غم دلبر حیدر سمجھے
 مصلحت کلمہ ابکی کی وہ کیونکر سمجھے
 اشک تہیدِ غل میں دل مضطر سمجھے
 جو نہ سمجھے تو خدا سمجھے پیمبر سمجھے

عزم اصلی تو ہے اعمال میں سرگرمی کا
 اک بہانہ ہے بکا دل کے لیے نرمی کا
 جن کا شیوہ ہے بہر حال مخالف ہونا
 سمجھے مفہوم تبّاک کی بہ تکلف رونا
 نقد فرصتِ عبث بحثِ غلط میں کھونا
 خود زرِ علم کے نقاد پر کھ لیں سونا

جبکہ آنسو نہ بہیں خُلق کی عادت ہے یہی
 غم کے ماحول میں انسان کی فطرت ہے یہی

ہے تباہی سے یہ مقصود کہ اربابِ عزاء || مجلسِ غم میں سنیں غور سے ذکرِ شہداء
جس طرح موت کے گھر میں کوئی پرے کو گیا || مرنے والے کے عزیزوں میں ہوا شور و کجا

آہ و سہریا دوہاں دل سے جو نکراتی ہے
شکلِ رونے کی بنانا نہیں بن جاتی ہے

سوز

انا امن الحسین

کسی گروہ کے خاص اعرائے حسین || نظریں سب کی ہیں وہ برگزیدہ ثقلین
سوارِ دوشِ نبی کیا نہ تھے یہ زینتِ وزین || علی کے ماہِ نقافا طرہ کے نورِ العین

رسول کہتے تھے میں خوش انھیں کے چین ہوں

حسین مجھ سے ہے میرا تو میں حسین سے ہوں

کہا حسین کو جب مصطفیٰ نے اپنی جان || تو میرے حضور ہی اسلام کی ہیں روحِ رواں
اٹھا تھا کفر کا جب ملکِ شام سے طوفان || احمقوں نے بڑھ کے سنبھالی تھی کشتیِ ایمان

ہوئے شہید جو امت پہ گھرِ خدا کر کے

نبی کا دین بچا یا خدا خدا کر کے

امام حسین کی رخصت

جب اہلبیت پیہر کا گھر تباہ ہوا | جری شہید ہوئے شاہ بے سپاہ ہوا
علی کا لال مہیا نے رزمگاہ ہوا | حرم میں چار طرن شور آہ آہ ہوا

یہ بھی صد اٹھی کہ اللہ کے ولی فسر یاد

حسین مرنے کو جاتے ہیں یا علی فسر یاد

یہ روکے کہتی تھیں بانو کہ یا امام زماں | یہ دکھ یہ عالم غربت یہ خانہ دیراں
نہ شہ کے بھائی نہ قاسم نہ اکبر و فیشاں | بھر آپ کس کے سہارے چھوڑتے ہیں یہاں

بتائیے کہ جہاں میں کوئی ہمارا ہے

حسین کہتے تھے اللہ کا سہارا ہے

حرم کے حال پر رو کر لبان ابر بہار | پس کو آ کے پکارے کہ اے مرے بیمار
مری جلی ہوئی مسد کے مالک مختار | مرے لئے ہوئے کنبے کے قافلہ سالار

سوئے بہشت سدھارے کہ غش میں ہو بیٹا

حسین مرنے کو جاتا ہے بل تو لو بیٹا

صدیق شاہ کو سن کر جو ہوش سا آیا | کہا کہ اب یہ مریضِ الم جہاں سے چلا
سبھوں کو یاس ہوئی میری زلیتِ بابا | جمی تو کوئی عیادت کو بھی نہیں آیا

مریض رنج و مصیبت کا وقتِ رحلت ہے

غلامِ آپ کی رخصت سے پہلے رخصت ہے

حسن کے نورِ نظر آکے سرد باتے تھے | خود اپنے ہاتھ سے عمودِ اہلاتے تھے
فقط نماز کو اکبر یہاں سے جاتے تھے | حضور بھی تو یہاں بار بار آتے تھے

ہر اک کو صبح سے بیمار یاد کرتا ہے

کسی نے یہ بھی نہ پوچھا یہ کون مرتا ہے

حسین بولے کہ شکوہ نہ کیجے بابا سے | عجب بلا میں گھرے ہیں جفاۓ اعداۓ
نہ لشکرے نہ سپاہے نہ کثرتِ الناس | نہ قاسمے نہ علی اکبرے نہ عباسے

ہر ایک طفل و جوان چل بسا، مَسْنِ گزرا

انھیں کے لاشے اٹھانے میں سارا دن گزرا

مریض نے کہا ہے ہے یہ کیا ہوا بابا | ہماری زلیت میں حُفرت پہ یہ جفا بابا
مریض کو بھی فدا کیجے میں فدا بابا | قریبِ مرگ ہیں مرنے سے خوف کیا بابا

حسین بولے کہ بیٹا وہ رن پہ پیڑ پڑھتا ہے

جو گُل اشاروں سے پانچوں نمازیں پڑھتا ہے

امام حسین کی رضعت

تمہیں تو آج بڑا رنج و غم اٹھانا ہے || حرم کے ساتھ الم پر الم اٹھانا ہے
 ٹھہر ٹھہر کے ہر اک جا قدم اٹھانا ہے || جو ہم سے اٹھ نہ سکا وہ ستم اٹھانا ہے
 کہو کہ طوقِ گلو گیسر کون پہنے گا ؟

جو تم نہ ہو گے تو زنجیر کون پہنے گا ؟

جو بیڑی سامنے آئے تو سر جھکا لینا || خوشی سے طوقِ گراں کو گلے لگا لینا
 بسانِ حضرت یوسف کڑی اٹھا لینا || ہمارے دوستوں کو نار سے بچا لینا

نگاہِ غور سے ہر سمت دیکھ بھال رہے

یہ امتحان ہے بیٹا ذرا خیال رہے

ادھر تو شاہِ ہڈانے یہ بات فرمائی || ادھر بلکتی ہوئی دخترِ حزیں آئی
 کہا کمال پریشاں ہے آپ کی جانی || ابھی کچھ اپنے چچا کی خبر نہیں پائی

الہی دیکھیے کب تک یہ دکھ اٹھاؤں گی

چچا نہ آئے تو میں ان سے روٹھ جاؤں گی

حسین بولے وہ حیدر کے پاس ہیں بی بی || تمہارے رنج سے دادا اُداس ہیں بی بی
 زباں پہ کلمہ اندوہ و یاس ہیں بی بی || علی کے غم سے نبی بے خواں ہیں بی بی

چچا تو حالِ بیاں کر کے جان کھوتے ہیں

تمہاری پیاس پہ دادا تمہارے روتے ہیں

گلے سے مل لو کہ ہم بھی وہی کو جانتے ہیں ॥ ہمیں بھی حضرت شیرِ خدا اُبلاتے ہیں
وہ روکے بولی کہ ہے ہے عشق آئے جاتے ہیں ॥ میں ساتھ چلتی ہوں یاں اہل کین تاتے ہیں

کہا، ہمیں ابھی منہ پر طمانچے کھانا ہے
جو ہم کو روئیں گے اُن سب کو بخشوانا ہے

سوز غم کی عظمت

گریہ غم سے ہے یوں فطرتِ انساں شاداب ॥ جس طرح قطرہ شبنم سے تشکفہ ہو گلاب
دل بہت ہوتا جبے رو نہاں سے بیتاب ॥ اُن کے شعلے پہ ترپتا ہے عمل کا سیلاب
عیش جاگے ہوئے جذبے کو سُلا دیتا ہے

دردِ سویا ہوا احساس جگادیتا ہے
غم کی تحریک سے گورِ وح عمل ہے تو اُم ॥ پھر بھی ہر غم سے نہیں گیسوئے فطرتِ برسم
مرنے راہِ خدا میں جو شہیدانِ ستم ॥ غیر فانی ہے جو ماتم تو اُمہیں کا ماتم
پائنداری کی کوئی حد ہے نہ اندازہ ہے

آج تیرہ سو برس بعد یہ غم تازہ ہے

استغاثۃً مظلوم کر بلا

ادبچے سے اک مقام پر اس دم قیام ہے اعدا سے بار بار یہ شہ کا کلام ہے
 ھَلْ مِنْ مُّعِیْنٍ یَّکِیْسُ مَضْطَرَّامِمْ ھَلْ مِنْ مُّغِیْثٍ سِیْطَنِیْ تَشْنَمِ کَامِ

یعنی وہ کون ہے جو بلا ہم سے رد کرے

ہمت کسی کو ہے کہ ہماری مدد کرے

کرسی و عرش و انجم و خورشید و ماہتاب قدسی، طیور، رعد، ہوا، صاعقہ، سحاب
 صحرا و باغ و سبزہ و نخل و گل و گلاب دریا و ماہی و صدف و گوہر و حباب

چلائے لو ہم آئے شر بے نوا حسین

عالم نہیں تھی پکار کہ نبیک یا حسین

آئی یہ انبیاء کی نذاہم مدد کریں قدسی پکارے شاہِ ہذاہم مدد کریں
 جن و بشر میں شور مچاہم مدد کریں خالق بھی پوچھنے لگا کیاہم مدد کریں

لوے میں داد خواہ نہیں خاص عام سے

میرا سوال ہے تو فقط فوجِ شام سے

استغفار الہم کر بلا

پہنچی جو استغاثہ مظلوم کی صدا | اٹھے تڑپ تڑپ کے شہیدانِ کربلا
 وال خیمہ حرم میں یہ محشر بپا ہوا | جھولے سے خود ہک کے گراشتہ کالا ڈلا

دیکھا یہ سب نے لب علی اصغر ہلاتے ہیں

گویا پکارتے تھے کہ بابا ہم آتے ہیں

بیٹھے تھے فرشِ خاک سپاداتِ لوحہ گر | یہ غم سے بیخواس وہ بیخود وہ بے خبر
 سن کر صدائے شاہ جو ٹکڑے ہوئے جگر | باندھے قضا بے اوڑھیں ردائیں کسی کر

بیہوش جو پڑی تھیں وہ ہتھیار ہو گئیں

موزے پہن کے لڑکیاں تیار ہو گئیں

گھبرا کے غش سے چونک پڑا شہ کا گل عذار | بولا کہ ٹھہرو اے حرم شاہِ نامدار
 کچھ مر نہیں گیا ابھی بیسار دل فگار | جاتا ہوں بہ نصرتِ سلطانِ بے دیار

غیرت کا یہ مقام ہے سجاد کے لیے

بیویں چلیں حسین کی امداد کے لیے

ڈیہوڑی پہ آ کے پہلے سکیہ دہی صدا | لبیک بابا جان کینز آپ کے فدا
 حاضر ہوں بہ نصرتِ شاہنشاہِ ہدا | گو قابلِ مدد نہیں اے شاہِ کربلا

آجواؤں تیر کھانے کو مولا کے سامنے

نہتے سے ہاتھ جوڑ لوں اعدا کے سامنے

(استغناء مظلوم کر بلا)

زینبؑ تائبہ در بھی نہ اٹھ کر چلا گیا || روئیں جو بیاباں تو جگر تھر تھرا گیا
چاہا بہت مگر نہ زبان کئے کہا گیا || منہ سے کہا حسین حسین اور غش آگیا

سب کو گماں ہوا کہ جہاں سے گزر گئیں

غل پڑ گیا کہ خواہر شببیر مس گئیں

فرط حیا سے فکر میں تھیں بانوئے حزیں || کبر سے کہہ رہی تھیں کہ امیری جزیں
سُن کر مری صدا کو نہ غلگیں ہوں شاہِ دیں || کہہ دو مری طرف کہ اے شاہِ مومنین

فرط حیا سے دل پہ غم ورنج بہتی ہے

بانوئے تشنہ کام بھی لبتیک کہتی ہے

بولیں حسن کی بیوہ کہ نصرت کو آؤں میں || دیو مرگ کہاں ترے بھائی کو پاؤں میں
والی کو دوں نہ کہ لپسر کو بلاؤں میں || کیا بیکسی کا وقت ہے قربان جاؤں میں

کاہے کو دل پہ بارِ غم بے شمار لو

صد قے گئی بھینچے کو اپنے پکار لو

بڑھ کر پکاریں زوجہ عباسِ نیکنام || حاضر ہے یہ کنیز بھی لبتیک یا امام
فضہ کی مٹی نہ کہ میں آؤں شہِ انام || ناگہ نہ یہ آئی کہ اے میرے تشنہ کام

سُن کر صدا بہشت میں گھرائی فاطمہ

پیارے تری مدد کیلئے آئی فاطمہ

رد کر یہ سب کہنے لگے شاہِ کر بلا | اے میرے نام و تمہیں اللہ دے جزا
امداد چاہتا نہیں فرزندِ مرقضا | اپنی دہری رضا ہے جو اللہ کی رضا

حجت تمام ہو گئی اب سرکٹائیں گے
خول میں ہنا کے نانا کی خدمت میں جائیں گے

سوز

جناب امام حسین

دریائے مغفرت کا سفینہ حسین ہیں | اعجازِ انبیا کا خزانہ حسین ہیں
احمد کی طرح شاہِ مدینہ حسین ہیں | خاتمِ رسول ہیں تو نگینہ حسین ہیں
یہ دوش پر چڑھے تو ضیاءِ عرش تک گئی

اس نگ سے اور مہرِ نبوت چمک گئی

فیض و کرم کا چشمہ جاری ہیں | باغِ عطا کی فصلِ بہاری حسین ہیں
نخلِ ولا کو رحمتِ باری حسین ہیں | ہنگامِ غیظ لاکھ پہ بہاری حسین ہیں

سولہ پہر کی پیاس میں چینے سے سیر ہیں

زہرا کا جس نے شیر ہا یہ وہ شیر ہیں

مرثیہ

سجدۂ آخر میں مامِ مظلوم کی دعا اور
پھر شہادت



بزمِ ماتم میں سنبھل جائیں عزادارِ حسین | رن میں تھی پہ گرا فاطمہ کا نور العین
ننگے سرِ قمر سے نکلے ہی رسول الثقلین | خاک اُڑاتے ہوئے آئے ہی شہیدِ روحِ جنین
پُرسا لینے کو یہاں بھی یہ سبھی آئے ہیں

فاطمہ آئی ہی مجلس میں نبی آئے ہیں

دائے تقدیر چھکا خاک پہ زہر اکاہر | شمر سفاک بڑھا فوج سے خنجر لے کر
بارھد پر ہاتھ لگوئے شہرِ سبکیں پہ نظر | سجدۂ عمر میں ہی محو شہد جن و بشر

ہائے وکیل کا سماں وہ منازِ عاشق

اپنے معشوق سے وہ راز و نیازِ عاشق

حق سے کہتے ہیں کہ محبوبؑ یہ عبدِ ذلیل | مجھ سے کچھ بھی تری طاعت نہ ہوتی زِ جلیل
لطف تیرے ہی کثیر اور اعمالِ قلیل | میرے مالک تو ہر اک کھ میں رہا میرا کفیل

دل سے جاتی نہیں لذت وہ مرچ پائے ہیں

ہر دم میں رہا میرا کفیل

سجدہ آفریں امامِ مظلوم کی دعا اور پھر شہادت

بند رہ جاؤ پُرخوں تجھے کیا دکھلائے تو نے حلے محلے مجھے فردوس کے ہیں پہنائے
فرز کیا زخمِ عزیزوں نے جو میرے رکھائے تیرے بندے تھے تری راہ میں سب کام آئے

نہ شکایت ہے نہ بچھ سے کوئی شکوہ اچھ کو

ہے ازل سے تری رحمت پہ بھروسہ اچھ کو

سنتِ شرمندہ نہ کیا تجھے دکھلائے حسین کوئی بدیہ ترے قابل نہیں کیا لکھ حسین
یہی نعمت ہے جو چوری ہو مٹنائے حسین تیری رحمتِ شہادت کا شرف پائے حسین

مظلوم ترے حق سے ادا ہو جائے

عہدِ طفلی کا جو وعدہ ہے وفا ہو جائے

ابھی مصروفِ مناجات تھے شاہِ عادل کچھ کربخِ ستم سینے پہ بیٹھا قاتل
دمِ بدم ظالمِ بے لیل کی طرح تڑپا دل عرض کی بار خدا سہل ہو میری مشکل

لب پہ شکوہ نہ ہو گو ہونٹوں پہ جان آفری

آبرو و فخر کے ہنگام میں رہ جائے مری

یاد آئیں نہ عزیز اور نہ یاور مجھ کو غم میں تڑپائے نہ داغِ علی اکبر مجھ کو
یا الہی تو مجھ کو غمِ اصغر مجھ کو ڈر ہے دیکھ نہ پائے کہیں خواہر مجھ کو

میرا یہ حال نہ کلثومِ حزینہ دیکھے

ذبح ہوتے ہوتے مجھ کو نہ سکینہ دیکھے

سجودِ آخیں امام مظلوم کی دعا اور پیر شہادت

مگر اس کا بھی مجھے غم نہیں آ رہا
 میں ہر اک طرح رضا مند ہوں جو تیری رضا
 سامنے زینبِ سبکدوش کے کئے ٹمیرا گلا
 صبر ایسا دے کہ منہ نہ کروں ت بھی ذرا
 کچھ نہ غم ہو کوئی سر پہیے کہ فریاد کرے

شاد ہو ہو کے یہ مظلوم تجھے یاد کرے

یاں تو یہ حشر ہے واں دے پکھڑی زینب
 روکے چلاتی ہے کیا قبر ہے اقوامِ عرب
 کچھ خبر بھی ہے کہ پیاسے ہے کیا رنجِ تعب
 اے مسلمانو نبی زادے کا واجبِ ادب
 یہ جفا اور یہ ستمِ عسلم کے گنہگار

کیا قیامت ہے کہ بیٹھا ہے شقی سینے پر

رن میں آثارِ قیامت کے نمودار ہوئے
 شکر میں رطبِ لسان حیدرِ کرار ہوئے
 صبرِ حیدر پہ ملک چرخِ پتھوں بار ہوئے
 ملک الموت اجازت کے طلب گار ہوئے
 گو کہ صابر تھے مگر غم نے ابھیں گھیر لیا

کہہ کے ہاں حیدرِ کرار نے منہ پھیر لیا

روڈ اے اہلِ عذاب کی ہوتا شاہِ انام
 مرثیہ پڑھتی ہوئی آتی ہے ہمیشہ امام
 ہائے ماں جائے کہیں کی نہ رہی ناکام
 بھائیوں پیٹی کہیں گے مجھے سب خاصِ عام

ہمیشہ کوپہ دیس میں لا کر چھوڑا

میرے پر دیسی مسافر مجھے کس پر چھوڑا

سجودِ آخر میں امام مظلوم کی دعا اور سچے شہادت

پہنچو منزل پہ تو بھجواؤ کچھ اپنی خبر ॥ ہائے اس چاند سی صورت کے تھکے خواہر
اپنے کاندھے پہ چڑھاتے تھے ہمیں پیغمبر ॥ خاکِ صحرا پہ تن آج تمہارا بے سر

ہائے تلواروں کے قابل یہ قدر بالا متقا

چکیاں پیس کے اماں نے تمہیں پالا متقا

دفن بھی کر نہیں سکتی تمہیں نادار بہن ॥ کچھ نہ کام آئی یہ مغموم و دل فگار بہن
دیکھو کس شان سے آئی ہے غمِ خواہن ॥ سر کھلے رن میں سے بھیا نری نادار بہن

کچھ تو منہ سے کہو رہے ہے مراں جا حسین

میرے پردے کا بھی کچھ دھیان نہیں ہاتھ حسین

سوزِ شکر ثانی خیر شکن

جبریل کا ریاض، وفا کا چن حیئن ॥ ایجادِ خلقِ خاتمہ پنج تن حسین
محسنِ حسین، صاحبِ خلقِ حسنِ حیئن ॥ جرات میں تائی شہِ خیر شکن حسین

شہادت میں بھی حلال میں بھی بے نظیر ہیں

مظلومیت نہ ہو تو جنابِ امیر ہیں

شہادت کے وقت امام کی دعا

اور تارا جی خیام کے موقع پر قبیلہ وائل کی ایک عورت کی طرف سے
اہل حرم کی حمایت ارشیم

رہوار سے اعدائے جو سرد کو گرایا | مظلوم نے تب خوں بھر ہاتھوں کو اٹھایا
الحمد پڑھی اور کہا بار خدایا | بیکس نے تری راہ میں سب گھر کو ٹھایا

صدیوں کا نہ بدلہ نہ شہادت کا صلہ

پر نانا کی اُمت کو جہنم سے بچا دے

یارب مرے زواروں کی توقیر بڑھانا | یارب انہیں دنیا میں کوئی غم نہ دکھانا
یارب جو مجھے روئیل نہیں تو نہ رُلانا | اشکوں سے غزا داروں کے دوزخ کو کھجانا

کو شرا نہیں دینا مرے عباس کا صدقہ

شیعوں پہ نہ آپ آئے مری پیاس کا صدقہ

اُمت کو نہ کچھ غم ہو پیمر کا تصدق | سب جبرم و گنہ بخش دے حیدر کا تصدق
سب ان کے جواں خوش رہیں کبر کا تصدق | بچوں پہ کرم کی پیو اصغر کا تصدق

یہ کہتے تھے جو شمر قریب آگیا یارو

وہ ظلم کیا عرش بھی تھرا گیا یارو

شہادت کے وقت امام کی دعا شہادت

وہ گردنِ شبیر وہ بے پیر کی بدعت | وہ زخموں کے دہنے کا نلق پیاس کی شدت
وہ ذبح کا آغاز وہ انجہامِ عبادت | وہ خشک گلا اور وہ خسر کی اذیت

اس وقت بھی لب پر کوئی شکوہ نہ گلا ہے

یا شکر ہے یا اُمتِ عامی کی دعا ہے

شہدے تھے ظالم مرا احسان بھی بھلایا | وہ قید سے چھٹنا بھی تجھے یاد نہ آیا
افسوس کہ پیاسے پر ذرا رحم نہ کھلایا | ادھر قیامت ہے کہ کُسن کو ستایا

کیا قہر ہے اس دم تو مری پیاس بھجائے

سینے میں مرے آگ ہے پانی تو پلا دے

اُس نے کہا کوثر کا کوئی جامِ مشکاؤ | احساں سے جو شرماؤ اسے یاد دلاؤ
میں رحم نہ کھاؤں گا یہ قہقہے نہ سُناؤ | دنیا سے پئے آبِ ٹڑپتے ہوئے جلاؤ

پانی نہیں تا حشر نہ دوں گا نہ دیا ہے

شہ نے کہا، ایسا ہی گنہ ہم نے کیا ہے

یہ کہہ کے جو خاموش ہو پھر نہ صدا دی | پھر حضرت جبریل نے رو کر یہ ندادی
لو شامیوں نے دین کی بنیاد ہلا دی | کیا خوب پیمبر کو ہدایت کی جزا دی

بے جرم خطا ذبح کی سببِ نبی کو

لواہلِ عزاء و وحشیں ابنِ مسلی کو

سجادِ حزیں چونک کے زینب کو پکارے | عمہ مرے بابا سوئے فروں سدھارے
بچوں سے خبر دار میں قربان تمہارے | اے بی بیو جز شکر کوئی دم بھی نہ مارے

اللہ ستمگاروں پہ غصے میں نہ آنا

لوگو مرے بابا کی وصیت نہ بھلانا

ماں نے کہا تم گھر کو سنبھالو مری پیارے | اے لال مونی جاتی ہوں میں خوف کے مارے
ڈیہوڑی کے نگہباں رہو صدقہ میں تمہارے | ہے بے کوئی ظالم مری چادر نہ اُٹارے

چونکے ہو تو پھر خاکِ پیش کھا کے نہ گرنا

واری گئی اب ضعف سے تقرا کے نہ گرنا

ناگاہ چلی فوج سوئے خیمہ سرور | اک شور تھا گھر بھونکدو لوٹو زرو زبور
زینب کی رد اچھوڑو نہ کلنوم کی چادر | حضرت ہی نہ قاسم ہیں نہ عباس نہ اکبر

سجاد اگر ہے تو وہ بیار و حزیں ہے

اب کوئی بھی راندوں کا پرستار نہیں ہے

اس فوج کے ساتھ ایک نہ نیک میر تھی | وائل کے قبیہ سے وہ تفتیدہ جگر تھی
اُس دم دیرود کی طرف اُس کی نظر تھی | پرکس کا یہ خیمہ ہے اُسے یہ نہ خبر تھی

پوچھا تو سنا خانہ زہرا و علی ہے

سادات کا گھر لوٹنے کو فوج چلی ہے

شہادت کے وقت امام کی دعا شہادت

اس گھر کا جو وارث تھا اُسے فوج نے مارا ۥ
دو روز کا پیاسا ابھی جنت کو سدھارا ۥ
اب بی بیوں کو قید کریں گے ستم آرا ۥ
خالق کے سوا کوئی وسیلہ نہ سہارا ۥ

یہ سنستے ہی وہ تیغ کو تلے ہوئے آئی

ماتم میں مگر بالوں کو کھولے ہوئے آئی

ڈیہوڑی پہ کھڑے ہو کے لعینوں کو سنایا ۥ
سرتن پہ نہ ہوں گے جو ادھر پاؤں بڑھایا ۥ
یہ کون ہیں افسوس تمہیں دھیان نہ آیا ۥ
اب تک مجھے معلوم نہ تھا کس کو ستایا ۥ

بڑھے نہیں دوں گی جو مجھ پر سر ہے

اے شام کے لوگو مری بی بی کا یہ گھر ہے

پھر شور کیا کو فیو اسدا کو آؤ ۥ
ہاں میرے قبیلے کے جوانوں کو بلاؤ ۥ
مظلوم کی ڈیہوڑی سے لعینوں کو ہٹاؤ ۥ
اے بھائیو سیدانیاں لٹتی ہیں بچاؤ ۥ

بیویوں پہ ترس فرسے بد کو نہیں آتا

مظلوم ہیں اور کوئی مدد کو نہیں آتا

ہے یہ نبی زادیاں اور مضطرب محزون ۥ
ان درد رسیدوں پہ شام یہ شبنون ۥ
آگے تو بڑھیں میں بھی تو توار لیے ہوں ۥ
میں بی بی لونڈی نہیں گرجان نہ دیدوں ۥ

کیوں غیروہاں جائیں جو گھر خانہ دیں ہے

سادات کا گھر ہے کوئی بازار نہیں ہے

شہادت کے وقت اُمّ کی دعا شہادت

دس بیس نے ہلکے ڈیوڑھی بٹایا || پھر کوئی غریبوں کی حمایت کو نہ آیا
اشرار نے گھر لوٹ کے خیموں کو جلایا || اور طوقِ گراں عابدِ بیکس کو ہنسیا

چھنتی تھیں ردائیں یہ غریبوں پہ ستم تھے
کفار کے بلوے میں پیہر کے حرم تھے

یزیدیت کے لیے ذوالفقار

سوز

نبیہ اسدِ گردگار ہی سببِ ادا || جلالتِ شہدِ دلِ سوار ہی سببِ ادا
حشتم میں ہاشمِ گردوں قمار ہی سببِ ادا || یزیدیت کیلئے ذوالفقار ہی سببِ ادا

قدم میں دم ہے شہدِ دیکر کی صورت

علیٰ ہیں یہ بھی جنابِ امیر کی صورت

وہ تھا گلے ہوئے بازو میں زورِ دہ قات || کہ جس کی شیرِ دلوں کے دلوں پہ تھی ہیبت
ہوئی نہ آئی کسی ماں کے لال میں ہرت || جو اُن بڑھکے یہ کہتا کہ کیجیے بیعت

حشیں اگرچہ اسی موعر کے کو بھیلے تھے

مگر وہ پھر بھی بہتر تھے یہ اکیلے تھے

ملک الموت کی خدا تعالیٰ سے گفتگو

شہادتِ امام حسین

حسین صبرِ پتیرے ہماری جانِ ذرا || خوشیِ سموت کو آغوشِ عطف میں لیا
 کلیمِ فرد تھے بہت میں پھر بھی وقتِ قضا || کہا ملک سے کہ احبابِ مل آئیں ذرا

وہ مرتے وقت ہر اک سے زینِ زین ملے
 مگر نہ زینِ ب و کلثوم سے حسین ملے

ملک سے لو لے دمِ قبضِ روح پھر موسیٰ || کہاں جان نکالو گے اے مطیعِ قضا
 معینِ امرِ خدا ہے ہر ایک عضوِ مرا || کسی کی ان میں گوارا نہیں مجھے ایذا

جسے ہو قربِ خدا یوں بچے وہ کلفت سے
 حسین شاد ہوں ہر عضو کی اذیت سے

بگوشِ ہوش کچھ اب حالِ کربلا سنیے || سنا جو میں نے تصویریں وہ ذرا سنیے
 بیانِ بہت و صبرِ شرِ ہدا سنیے || وہ آتی ہے ملک الموت کی صدا سنیے

ملا جو حکم کہ سر سے نکال جانِ حسین
 کہا کہ سخت ہے یارب امتحانِ حسین

لگا ہے زخمِ تبر بہ رہا ہے سر سے لہو || بھرے ہیں خون میں جانِ رسول کے گیسو
 قریب جا کے رکھوں دل کس طرح قابو || کہ اس لہو میں تو ہے فاطمہ کے دودھ کی بو

نذایہ آئی کہ آنکھیں تو ڈال آنکھوں میں

کہا بہن کا ہے اس دم خیال آنکھوں میں

میں پھران آنکھوں ڈٹھاؤں تم یہ کیا کفرؤ || بچھڑکے جو علی اکبر سے ہو گئیں بے نور
 نذایہ آئی دہن کمال جانِ حضور || کہا دہن میں تو کانٹے پڑے ہیں ربِّ غفور

یہ جاں بلبِ ستم و جورِ اشقیاء سے ہیں

زباں ہے انتہی ہوئی۔ تین دن پیاسے ہیں

نذایہ آئی کہ گردن کھینچ جاں ان کی || کہا میں کیا کہوں گردن پر چل ہی ہے چھری
 چھری پکڑ کے بچلاتی ہے کوئی بی بی || نہ ذبح کر کے بچے کو میں دعا دوں گی

جہاں رواں ترے خنجر کی آب ہے ظالم

یہ بوسہ گاہِ رسالتِ آب ہے ظالم

نذایہ آئی کہ سینے سے قبض کر لے جاں || کہا وہ تیروں سے پھلنی ہے امرے رجاں
 ابھی تو مائے برہمی ہٹا تھا اک شیطان || اور اب تو ہے تہ زلفیئے شمریہ قرآن

یہ کرب ہے کہ رُخِ پاک زرد ہے یارب

ترے حسین کے سینے میں درد ہے یارب

نذایہ آئی کہ منظرِ ولایتِ رتبہ شناس || کمر سے کھینچ لے صابر کی جان بے دوساں
کہا ملک نے تڑپ کر بہ درد و حسرت و یاس || کمر تو لوٹ گئی جب مر گئے عباس

نذایہ آئی کہ چہرے کا حال دیکھا ہے

کہا کہ خون سے اصغر کے لال دیکھا ہے

مطیع حکم ہوں پر فکر یہ ہے اے یزداں || ہر ایک عضو پر زخمی لگاؤں ہاتھ کہاں
ملا جواب یہ مشکل کریں گے ہم آساں || نہ تو نکال مر عاشقِ غریب کی جاں

قضا میں روح حیاتِ دوام ڈالیں گے

کچھ ایسے ڈھبے یہ جان اب ہمیں نکالیں گے

یہ گفتگو تھی کہ مرجھا گیا رسول کا پھول || فلک سے آگئے روح الامیں حزنِ ملول
کہا پکار کے منہ ڈھانپ لو برائے بتول || پسری لاش پہ کھولیں گی بالِ بنتِ ملول

صدائے سن کے اسی سمت چل پڑیں زینب

تڑپ کے خمیے سے باہر نکل پڑیں زینب

نسیم اُدھر سے تو قدسی کی وہ صدائے || ادھر تڑپتی ہوئی بنتِ مرتضیٰ آئی
قریب لاش جو خواہرِ بصدِ بکا آئی || اخی کے حلقِ بریدہ سے یہ صدائے آئی

بزرگ اب کوئی باقی نہ خورد ہے زینب

نبی کا دین تمھارے سپرد ہے زینب

ذوالجناح کا مقتل سے آنا

اور درخیمہ پر بنی بیوں کے بن

ماے گئے جب سبط نبی دستہم میں آفاق میں تھا حشر تو کھرام حرم میں
رہوار بھی بے چین تھا راکب کے الم میں سرخاک پہ پڑکا شہِ مظلوم کے غم میں

فرزندِ ید اللہ جو بے سر نظر آیا

پُرسے کو فرس خیمہ سادات پہ آیا

ڈیمپوری پہ کھڑے تھے حرمِ حشرِ شہید || حشر آیا کہ رہوارِ شہِ بکس و دیگس
وہ چہرے پہ تلواروں کے خط پہلوں میں تیر || وہ ہرنے میں لٹکی ہوئی مظلوم کی شمیر

زخموں کا چین شاہ کا گلگوں نظر آیا

سب زین بھی زین پوش بھی پُرخون نظر آیا

ڈھلکا ہوا وہ زین وہ مجروح تن ویر || وہ خونِ شہِ پاک میں ڈوبی ہوئی پاکھر
وہ پشت پہ عمامہ پُرخون پیسہ || اک سمت وہ حمزہ کی سپرخون میں سربے

سادات کے دل شق ہوئے کہ جو گہر آئے

ہرنے کے بھی باگوں کے بھی ٹکڑے نظر آئے

ذوالجناح کا مقتل سے آنا اور زخم پر پیمیں گہن

تو سن بھی تپیوں کی طرح زار و خیز ہے گویا کوئی اُجڑا ہوا گھر خاندان ہے
زیں پر بھی رکابوں پہ بھی خون نہ دیں ہے تازی کا نہ تن زخم سے خالی نہ جہیں ہے

حضرت کے بچانے میں تبر سر پہ پڑے ہیں

جرھوں کے بھی پھل چاند سے سینے میں گرے ہیں

یہ دیکھ کے سیدانیاں باہر نکل آئیں بچوں کو لیے بانوئے بے پر نکل آئیں
کلتوم بھی خیمے سے کھلے سر نکل آئیں خود زینب ناچار ٹپ کر نکل آئیں

غل پڑ گیا بیوؤں کا پرستار کہاں ہے

اے رخشِ پمیر ترا اسوار کہاں ہے

وہ رخش کے آنسو بھی رواں خون بھی جاری وہ گردیں سیدانیوں کی گریہ و زاری
سر پیٹ کے چلائی ید اللہ کی پیاری اے بھائی کے گھوڑے ترے زخموں کی پیاری

ہے تھے ترے زین پوش پہ کیسا یہ لہو ہے

اس خون میں توفاطہ کے دودھ کی بو ہے

مظلوم کو صابر کو کہاں چھوڑ کے آیا زہرا کے مجاور کو کہاں چھوڑ کے آیا
توشیحوں کے ناصر کو کہاں چھوڑ کے آیا پردیسی مسافر کو کہاں چھوڑ کے آیا

زہرا و پیمبر کی کمانی کا پتا دے

گھوڑے ترے صدقمے بھائی کا پتا دے

ذو الجناح کا قتل ہے آنا اور خمیہ پیو گئے ہیں

اے رخشِ پیر میں سمجھ لوں گی اشارے ۥ شہِ لاشہ اکبر پر میں یا نہرِ کنائے
احساں ہو جوئے چل کے مجھے بھائی پر کار ۥ یہ کہہ ابھی جیتے ہیں کہ جنت کو سدھار
ما تم میں ابھی خاک اڑاؤں نہ اڑاؤں

بھاج کو میں رنڈ سالہ پنھاؤں نہ پنھاؤں

اُس نے کہا تم کرو اور شور مچاؤ ۥ سید انوشہ مار گئے خاک اڑاؤ
بانوے دل افکار کو رنڈ سالہ پنھاؤ ۥ اب گھر کو تنہا لیں کوئی عابد کو جگاؤ
یہ سنتے ہی اک تازہ مصیبت تھی حرم میں

محشر تھا یتیموں میں قیامت تھی حرم میں

اک بچی کا غل تھا شہِ والا کا پتا دے ۥ اے رخشِ نبی دلبر زہرا کا پتا دے
لشہ شہِ بیکس و تنہا کا پتا دے ۥ گھوڑے تیرے مرے بابا کا پتا دے

جس چارے بابا ہیں وہیں میں بھی چلوں گی

گھوڑے میں تھی سے شہِ ابرار کو لوں گی

کیوں مجھ سے خفا ہو گئے ہے مرے بابا ۥ جنگل میں جدا ہو گئے ہے مرے بابا
حیران ہوں کیا ہو گئے ہے مرے بابا ۥ کیا حق پہ فدا ہو گئے ہے مرے بابا

گھوڑے تری صورت میں پہچان گئی ہوں

بابا مرے مار گئے میں جان گئی ہوں

دو جناح کا قتل سے آنا اور خیمہ پر بیہوش ہیں

ہے بے مجھ بے رحموں نے بابا کچھڑایا || پر مرتے ہوئے تھوڑا سا پانی بھی پلایا؟
گھوڑے تو شہادت کی خبر لے کے جو آیا || تو نے بھی پیسے کے پیر کو نہ بچایا

غربت پہ نہ رحم آیا نہ کچھ تشنہ لبی پر

امت نے یہ احسان کیا اپنے نبی پر

سوز منزلت جنابِ حر

(*)

کس جبری نے حرِ ذی جاہ کی مٹ پائی (۱) || بادشاہوں کے یہ اقبال نہ شوکت پائی
جو ابوذر کو نہ ہاتھ آئی وہ دست پائی || زالوئے شاہ شہیداں پہ شہادت پائی

مرتے دم رُخ جو سوئے سرورِ ذی شاں رکھا

شہ نے آغوش میں سرِ صورتِ قرآن رکھا

(۲)

چہرہ فروز معرکہ کربلا ہے حُسر || باطل کی ظلمتوں میں حقیقت نیا ہے حُر
میزانِ عزمِ رتبہ شناسِ وفا ہے حُر || کیا تھا، مگر نصیب تو دیکھو کہ کیا ہے حُر

جورات کو شریکِ سپاہ و شریکِ مقام

وہ دن کو ہم نشینِ جنابِ امیرِ مہمنا

<*>

مرثیہ

شہادتِ امام و تاراجیِ خیمام

جب بن میں فتحیاب ہو شاہِ ذی وقار || ناگاہ اک عرب نے صدادی کہ میں نثار
مجرامِ اقبال ہوا ہے شاہِ نامدار || غم سے شکستہ حال ہوں صد سے اُنکبار

بے عرض مدعا کوئی چار انہیں مجھے

لیکن بیان کرنے کا یار انہیں مجھے

کہنے کو تھے کہ غم میں علی کو پکار لے || گر راحلہ نہ ہو تو مرار ہوا رہے
دشمن کا ہو جو خوف تو یہ ذوالفقار لے || بے چار اُنہ بھی زور بھی اُتار لے

جامہ نہ ہو تو بانو کی چادر اُتار دوں

زر چاہیے تو بچوں کا زیور اُتار دوں

یہ سنتے ہی ضرور یہ کہتا وہ دل فگار || زہرا کے لال تیری سخاوت کس میں نثار
یہ غلط یہ کرم یہ مصیبت یہ انتشار || کیونکر سخی نہ ہو شہِ مردان کا گل عذار

کیوں اس کا لو نہال نہ ایسی سخا کرے

قاتل کو بے سوال جو شربت عطا کرے

شہادتِ امامِ دُعا راجحِ خیام

لیکن عجیب یاس اُس شخص نے کہا | اب تیغ روک لیجیے اے سرورِ مہرا
 بنو خود تھے پرستین نے پہچان لی صدا | فرمایا جبرئیل ہو شاہِ بابِ مرحبا

واللہ عینِ وقت پہ تشریف لائے ہو
 محضر کی بات یاد دلانے کو آئے ہو

یہ کہہ کے تیغِ صاعقہ کر دار روک لی | خود ذوالفقارِ حیدر کر دار روک لی
 نعرہ کیا کہ تیغِ شرر بار روک لی | لو شا میو ستاؤ کہ تلوار روک لی

ہاں مطمئن رہو کہ نہ اب ہاتھ اٹھائیں گے
 سرے کے نانا جان کی خدمت میں جائیں گے

روح الامین جانبِ عرشِ علی چلے | پر شاہِ دیں کے حال پہ مجرب کا چلے
 پیاسے پہ چارِ امت سے تیرِ جفا چلے | جنت سے سر برہنہ رسولِ خدا چلے

جب کہ بلایں آئے تو صدمہ کمال تھا
 پتھر تھے اور فاطمہ زہرا کا لال تھا

اعدائیں غلغلہ مٹھا کہ سید کو مار لو | بکیس کا چار آئندہ لوزوالفتار لو
 شہ کہتے تھے کہ شمرِ شقی کو پکا لو | لوقبلہ روگر ا کے مرا سرتار لو

بکیس کو آپ شوقِ شہادت ہے ظالمو
 لیکن فقط نماز کی حسرت ہے ظالمو

شہادتِ امام و نارا جی خیم

یہ سن کے بھی جو فوج نے پیاسے کی جفا ۱۱ تڑپے حیلے ہلے لگا دشتِ کربلا
جہلتی زمین پہ گرتے ہی سجدے میں سر جھکا ۱۱ ناگاہ شمرِ نحس بڑھا و امصیت

ظالم نے خوب حقِ رسالت ادا کیا

کیونکر بیان کیجیے سجدے میں کیا کیا

وہ قہر و ظلم وہ شبہ و لگیر الغیاث ۱۱ سوکھے گلے پہ ظلم کی شمشیر الغیاث
شبہ الوداع کہتے ہیں ہمیشہ الغیاث ۱۱ قاتل کے پاؤں اور تین شبتیر الغیاث

کیونکر کہوں جو شاہ پہ صدمے گزر گئے

زینب تڑپ کے رہ گئی شبتیر مر گئے

ناگہ نہ ایہ آئی کہ اے میرے گلِ عذار ۱۱ اٹھ کر مرے گلے سے لگو تم ہیں نثار
ہے بے کوئی رفیق نہ یا ورنہ غم گسار ۱۱ جہلتی زمین پہ سو گئے احمد کی یادگار

جنت میں تشنگی کی خبر میں نے پائی ہے

لود و دھ بجھنے کو یہ ناشاد آئی ہے

اُمت نے میرے باپ کا احساں بھلا دیا ۱۱ ہے ہے ہر باتوں کا یہ اچھا صلا دیا
یاں فاطمہ نے روکے فلک کو ہلا دیا ۱۱ واں نار یوں نے لوٹ کے خیر جلا دیا

شعلے بھڑک رہے تھے لودل بے حواس تھا

اس پر بھی اہلبیت کو پردے کا پاس تھا

شہادتِ امام و نارا جی خدام

پراک یتیم آگ سے ڈر کر نکل پڑی || دو تین سال کی کوئی دختر نکل پڑی
بی تاب ہو کے گھر سے کھلے سر نکل پڑی || ننھے سے سر کو پیٹ کے باہر نکل پڑی

یہ خوف تھا کہ آپ میں وہ بے جگر نہ تھی

گرتے تو جبل رہا تھا اُسے کچھ خبر نہ تھی

چلتا تھی تھی کہ غم سے بچا دو یتیم کو || کوئی ان آفتوں سے چھڑا دو یتیم کو
بچھڑے ہوئے پدر سے ملا دو یتیم کو || لوگو بھگت کی راہ بتا دو یتیم کو

کوئی نہیں یہاں مری امداد کے لیے

داور کے پاس جاؤ گی فریاد کے لیے

سوز نیرنگی دنیا

لازم ہے کہ بچتا ہے دنیا کی ہوا || کافر سے اسے ربط نہ خاصاںِ خدا سے
جیتا ہے کہ مرتا ہے کوئی اس کی بلا || موت آئے تو طلتی ہے دوا نہ دعا سے

بچتے جو دوا سے تو امیر ایک نہ مرتا

جیتے جو دعا سے تو فقیر ایک نہ مرتا

مرثیہ
دہائش

شہادتِ امام حسینؑ اور خیام میں آتشزدگی

جب شہ کے سر پہ ضربت گزر گراں لگی | پہلو میں تیر گڑ گئے دل پر سناں لگی
قبر رسول ہل گئی وہ جاں ستاں لگی | زہر اے پوچھو کہ وہ جھپٹی کہاں لگی

صدے سے پھر سنبھل نہ سکے آپ زین پر

لو گر گئے وہ قبلہ عالم زمین پر

لو مومنو وہ شمر چلا جانبِ امام | لورونے والو ملنے لگے شاہِ خیام
ڈیہوڑی پہ اکھڑی ہوئیں سیدانیاں تام | سینے کو سیٹے نہیں کیوں شام کے غلام

نزدیک ہے کہ عرش گرے فرشِ خاک پر

موزے شفی نے رکھ دیے قرآنِ پاک پر

کیوں یار کس تمام پہ بیٹھا دلے ادب | کیوں دل کے زخم پھٹ گئے صدے سے غضب
ہاں تمام لیں دلوں کو ذرا مومنین اب | ہوتی ہے اب اہانتِ شاہنشاہِ عرب

کیونکر بیاں ہو آہِ جفا بے شعور کی

اتنا کہوں گا ہائے وہ دارِ وحی حضور کی

آئی نذا اے مکر دلبر کو چھوڑ دے | او شمرِ نخس سبطِ پیمبر کو چھوڑ دے
 زینبِ پکاریں میرے برادر کو چھوڑ دے | اونا بکارِ رشِ مظهر کو چھوڑ دے

مطلق کیا نہ پاس غریبوں کے بین کا

کھولا کلا شقی نے جنابِ حسین کا

زینبِ پکاریں اعلیٰ اکبرِ مدد کو آؤ | عباس اس بلا کے مرے بھائی کو چھوڑ آؤ
 ایران والو لٹتی ہے بالو کوئی بچاؤ | فضہ کے دیں والو تمہیں ہم پر رحم کھاؤ

ظالم ستارہا ہے شہِ مشرقین کو

اے ہندو یتم آ کے بچا لو حسین کو

آگے سوا شین و شین اور کیا کہوں | آتا نہیں تبول کو چین اور کیا کہوں
 سر بیٹے ہیں شاو چین اور کیا کہوں | رو کر کہو حسین حسین اور کیا کہوں

شمرِ شمرِ دولتِ اسلام کھو چکا

تازلیت جس پہ روؤ گے وہ قہر ہو چکا

بنتِ نبی تباہ ہوئیں گھر بگڑ گیا | بیوی لٹیں یر لطفِ نصیب میں پڑ گیا
 پیٹی جو بار بار بہن دم اُکھڑ گیا | ماں لے گئے حسین مدینہ اُجڑ گیا

با جے بچے خوشی کے وہاں سب سپاہ میں

یاں وقتِ شام آگ لگی بارگاہ میں

نکھتا ہے یوں کتاب میں اک راوی حزبی کل سترہ خیام تھے ہمسرا شاہدیں

جس دم حرم سرا کو جلانے لگے لعین باہر نکل پڑے حرم شاہد موتیں

اشرار نے خرا و نبی کو بھلا دیا

جس خیمہ گہ میں آئے اسی کو بھلا دیا

پہنچا حرم سرا پہ جو اک شخص معتبر دیکھا کہ اک ضعیفہ تر پتی ہے خاک پر

سمجھا کہ بانوئے شہدیں ہے یہ بے جگر راوی نے دی ندا اے ایسا غضب کر

بانو نہ یوں تباہ ہو سرور کی یاد میں

جلنا کچھ قبول ہے شوہر کی یاد میں

چلائی پیٹ کردہ دل انگارے ہائے زریب ہے یہ ضعیفہ و نادار ہائے ہائے

کیونکہ جلے نہ سکیں و ناچار ہائے غش میں پڑے ہیں عابد بیمار ہائے ہائے

چھوڑا یہاں تو پھر نہ انہیں پاؤں گی کہیں

چونکہ اگر تو لے کے نکل جاؤں گی کہیں

اے راگبیر و اس مرے بچے پہ رحم کھاؤ میں ناتوان ہوں اے لوگو کوئی اٹھاؤ

اکبر میں واری عابد بیمار کو بچاؤ عباس گھر کو آگ لگی ہے بجھانے آؤ

قاسم بنے پھوپھی پہ ذرا مہرباں ہو تم

آجاؤ جلد اے مرے بچو کہاں ہو تم

شہادت امام حسین اور خیم میں آتشزدگی

مٹتی ہے لے نشان کی نشانی میں کیا کروں || بڑھتی چلی ہے شعلہ فشان میں کیا کروں
ملتا نہیں بھانے کو پانی میں کیا کروں || جل جائے گا اے مرا جانی میں کیا کروں

اب تک ہے خیر آواخی دیکھ بھال لو

بھیا حسین اپنی امت سنبھال لو

سوز نیرنگ زمانہ

دنیا کی یہ تجویز تو دیکھے کوئی دین دار * آدم کو غم و رنج تو ایوب میں کو آزاد
سیحی کے لیے تیغ میحاکے لیے دار || یوسف کے لیے چاہ محمد کے لیے غار
بد ذات کیا پاس کرے گی یہ کسی کا

خشکی میں ڈلو یا ہے جہاد آلِ نبی کا

غربت میں بہت لٹ گئے اللہ کے پیار || دنیا کے ستم سہ کے زمانے سے سدھار
سہرے کی جوزینت تھے وہ سراسر اتار || سقوں کا لہو بہہ گیا دریا کے کنارے

دنیا میں ضعیفوں کے جواں لال مومے ہیں

مظلوموں کے ہاتھوں پہ بھی اطفال کو ہیں

زبیدہ بنت الحسین کی شہادت

لکھا کہ اک خنجر سرد تھی زبیدہ || پُر نور تھا اس دلِ بانو کا سُویدا
 رب گھر سے زیادہ تھی وہ شبیر کی شیدا || سینے ہی پہ سوتی رہی جب ہوئی پیدا
 وہ لاڈلی بیٹی تھی شہرِ تشنہ گلو کی
 حضرت کی طرف سے اُسے خدمت تھی وضو کی

تارا جی خیمہ کیلئے آئے جو اعداء || دیکھا وہ بچھائے ہوئے بیٹھی ہے مصلّا
 ہاتھوں سے بناتی ہے گر خاک کا تودا || پر کانپ گئی شمر نے غصے سے جو پوچھا
 چلائی نہ گھر کو مجھے کیا میری خطا ہے

بابا کے تیمم کا یہ سامان کیا ہے
 کیا جانے کس کام میں ضرور ہیں حضرت || ہے ہے مجھے ڈر ہے نہ قضا ہو ہیں طا
 ممکن یہ نہ تھا ہاتھ سے دین و نصیلت || شاید کہ جماعت میں ہوئے محو عبادت
 کس سمت ہیں رن میں شہرِ دیں دیکھا تم نے

لوگوں کو بابا کو کہیں دیکھا ہے تم نے

(ایک روایت) زبیرہ بنت الحسین کی شہادت

پر ہائے غضبِ شمر کو کچھ رحم نہ آیا | راوی نے یہ لکھ لیا ہے کہ گڑاؤں کو لگایا
بچی کا لہو خاک پہ ظالم نے بہایا | بیویوں میں ہوا شور کہ قسریا دھرایا

کوئی یہ خبر دوشہِ آوارہ وطن کو

بے رحم نے مارا علی اصغر کی بہن کو

خاتونِ قیامت قیامت بھی سُنی ہے | بی بی کسی لڑکی کی شہادت بھی سُنی ہے
یا حیدرِ صفدر یہ مصیبت بھی سُنی ہے | سامانِ عبادت پہ یہ آفت بھی سُنی ہے

جو کارِ ثواب آج کرے وہ بھی خطا ہے

حضرت کی طرح خونِ مصلے پہ بہا ہے



سوز

مادرِ سب و مادرِ حیدر کا تفاوت

مریم کے جو بیٹے کی ولادت کا دن آیا | قبلے میں پھرنے کے لیے حکم نہ پایا
پر مادرِ حیدر کا شرف حق نے بڑھایا | دیوارِ حرمِ شق ہوئی اندر کو بلایا

تو تو ذرا عیسیٰ و حیدر کو نظر میں

جنگل میں وہ پیدا ہوں یہ اللہ کے گھر میں

شہادت جناب زینب

پہراہل بیت نبی پر وہی مصیبت ہے | پہراہل شہر سے زین العبا کی رخصت ہے
دوبارہ قید ہے غم ہے بلا ہے آفت ہے | تمام شہر میں گہرام ہے قیامت ہے

ہر ایک ساکنِ یثرب یہ غل مچاتا ہے
کہ پھر چراغِ حرم سوئے شام جاتا ہے

ولی کی دختر بے کس علی کے ساتھ چلی | جلو میں حضرت فاطمہ کینزِ نبوت نبی
وہ جسم زار پتہ وہ زباں پہنے اخی | ہر ایک کام پہ فاطمہ سے روکے کہتی تھی

یہ وہ جگہ ہے کہ صدمے جہاں بڑے ہوئے تھے
یہاں نماز پڑھی تھی یہاں کھڑے ہوئے تھے

لکھا ہے راہ میں اک بدعی کا گلشن تھا | بلاؤں کا گھر تھا اجل کا مسکن تھا
ہر ایک گل سے شہادت کا رنگ روشن تھا | وہ باغباں تھا جو باغی خدا کا دشمن تھا

شہکروں نے وہیں رات کو مقام کیا

مگر فلک نے شہادت کا انتظام کیا

شہادتِ جنابِ نبیؐ

بہن نے اپنے برادر کو خواب میں دیکھا ۥ جنابِ سبطِ پیمبرؐ کو خواب میں دیکھا
جمالِ یوسفؑ حیدر کو خواب میں دیکھا ۥ حسینؑ بکسِ مضطر کو خواب میں دیکھا

یہ کہہ گئے کہ نہ اب غم سے حال غیر کرو

اسی چمن سے ریاضِ جہاں کی سیر کرو

یہ سن کے چونک پڑی اور کہا کہ اے حسینؑ ۥ کہ مر چلے گئے اے فاطمہؑ کے چائے حسینؑ
یہ بے نصیب تمہیں اب کہاں لائے حسینؑ ۥ میں یہ سمجھتی تھی خواہر کو لینے اے حسینؑ

تمہارے ہجر میں زینب کی غیر حالت ہے

سفر میں زینب عبا سے پھپی کی رخصت ہے

یہ ذکرِ رنج و مصیبت اے عزادارو ۥ ستم ہے قہر ہے آفت ہے اے عزادارو
یہ خاص وقتِ شہادت ہے اے عزادارو ۥ سروں کو بیٹو قیامت ہے اے عزادارو

غضب کی جا ہے کہ ہر شاخ سے دھواں نکلا

وہ بیلچہ بے گلشن سے باغبان نکلا

وہ ذکر لائے حسینؑ اور وہ ثانیؑ زہرا ۥ وہ غیظ اور ستم باغی ستم آرا
غضب ہے پشتِ مبارک پہ بلیچہ مارا ۥ زمیں پہ گر کے کہا ہائے میرا مہ پارا

سفر میں اپنے بھتیجے سے منہ کو موڑ چلی

غضب ہے اے مرے عابد میں تم کو چھوڑ چلی

یہ سن کے عابد بیاراش اٹھانے آئے | پھوپھی کو روتے ہوئے اپنی خواب گہ پر لائے
مگر یہ شہر ہوا کوئی بات کرنے نہ پائے | فقط یہ حشر سنا ہائے میرے بھیہا ہائے

غمِ حسین میں جی سے گزر گئیں زینب
کہ ہائے بھائی کہا اور مر گئیں زینب

مرفیٰ شہ نے عجب صبر لاکھام کیا | پھپھی کو روتے کبھی ماتم کیا
لکھا ہے غسل کا فضلہ نے اہتمام کیا | پھپھی کے دفن کا عابد نے انتظام کیا

الم میں اشک بہا کر جنازہ لے کے چلے
حسین امام کے دلبر جنازہ لے کے چلے

یہ نوحہ تھا کہ پھپھی پھر گلے لگاتی جاؤ | چلیں کہاں کو مجھے چھوڑ کر بتاتی جاؤ
اچھی کامرئیہ اک بار پھر سنا تی جاؤ | پھر اپنے ساتھ میں سجاؤ کو ر لاتی جاؤ

مری مدد کو پئے شاہِ نیکذات چلو
لعین کی بزم میں جاتا ہوں میرے ساتھ چلو

کوئی تو ساتھ ہو ظالم سے التجا کیلئے | پھپھی سکینتہ سے ملنے چلو خدا کیلئے
کوئی رفیق نہیں گریہ و بکا کیلئے | غزا ہمارے لیے اور ہم عزت کیلئے

پھپھی بتاؤ تو کس کو تمہارا پُرسا دیں
اسی لیے ہیں کہ گنہے کو روکے دفن دیں

شہادتِ جنابِ زینبؓ

جنابِ زینِ عبا نے جو دفن فرمایا پدر کی یاد نے بیکس کے دل کو ترپا یا
کہا کہ ہائے تمہیں مدتوں نہ دفنایا علیؑ کی جائی کو تربت میں بھی چہن آیا

میاںِ قبر فرشتوں نے جب سوال کیا

وہاں بھی حضرتِ زینبؓ نے غیر حال کیا

خدا کے بعد محمدؐ کا نام فرمایا علیؑ کو اور حسنؑ کو اسام بتلایا
مگر امامِ مسیمؑ کا جو تذکرہ آیا حسینؑ منہ کہا اور ترپ کے عش کھایا

نذایہ آئی کہ بیکس کو خستہ حال کیا

اے حسینؑ کی عاشق سے کیوں سوال کیا

فضائل جنابِ زینبؓ

سوز

بیاں ہو کیا شرف و جاہِ بنتِ قلعہ کن پڑی نہی کی زباں ان کو فاطمہؑ کا دہن
علیؑ کا طرزِ سخن بھائیوں کا خلقِ حسنؑ؛ اس ایک تن میں سما ہیں پنجتن کے چلن

عجب نہ تھا جو شہِ خاص و عام ہو جاتیں

نہ ہوتیں پردہ نشین تو اسام ہو جاتیں

شہادت امام محمد باقر علیہ السلام

بالی بکھرا دیں غلامانِ رسولِ مجہاں || باقرِ علم کی رحلت کا سنا تا ہو بیاں
تھا جو زید ابنِ حسن مسندِ جد کا خواہاں || مل گیا جا کے خلیفہ سے شقی دوراں

شام سے خوب یہ سوغات وہ پُرفن لایا
نذر کو زہر بھرے زین کا تو سن لایا

جیسے ہی رخس پہ اسوار پہنچے شاہِ زمین || اتر زہر سے مڑھ جانے لگا گلِ سا بدن
بولی قسمت کہ نو اسے کو ملا ارتِ حسن || دفعۃً کانپ گیا بنتِ نبی کا مدفن

آئی آواز کہ پھر خستہ جگر کو لوٹا
چرخ نے پھر مرے شبیر کے گھر کو لوٹا

زینِ پُر زہر سے اترے تو چڑھاتن پُرم || بولے جعفر سے کہ بچنے کے نہیں ہیں اب ہم
سن کے یہ گھر میں مچا حشر ہوا وہ ماتم || صورتِ زینب و کلثوم تڑپتے تھے حرم

شورِ مہقا خلق سے مولائے زمین جاتے ہیں
آج پھر فاطمہ کے گھر سے حسن جاتے ہیں

شہادت امام محمد باقرؑ

تیسرے دن جو کیا زہرِ حد و حدِ بندِ ہال ۱۱ بولے یہ جعفی صادق سے کہ اوارشِ لیل
عازمِ خلد ہے یہ عبدِ خدائے متعال ۱۱ اب مرا جائے احرام نکالو مر کے لال

اسی چادر کا کفن مجھ کو پہنا نا بیٹا

پاس بابا کے مری قبسہ بنانا بیٹا

گھر میں کل آٹھ شو درہم ہیں مرا ہلقا ۱۱ وہ بھی سب قعت کیے ہم نے پئے اہلِ عزا
دس برس خاص بنا میں مرا تم ہو پیا ۱۱ شہرِ حال ہو سب آل کی مظلومی کا

مثلِ تقریب ہو۔ غم ہو غم و ہم کی طرح

روئیں ذی الحجہ میں محبِ ماہِ محرم کی طرح

دوست و حضرتِ باقر کی وصیت کو سنا ۱۱ دے گئے زلیست میں فرزند کو ساما عزا
ولے بر غریت و ناچار کی شاہِ شہدا ۱۱ کس سے فرمائیں کہ لاشے پہ سے کیجو بکا

دل کو معلوم ہیں جو ظلم ہیں ہونے والے

شام کو روتے چلے جائیں گے رونے والے

ہائے وہ نزع کا ہنگام وہ عابدِ کاپر ۱۱ سرِ بایں وہ جگر بند رکھے گود میں سر
دل شکستہ نے جولیپین پڑھی رو رو کر ۱۱ بولے مولا میں فدا صبر کرو نورِ منظر

سو نپ کر دین تمہیں جاتا ہے باقر۔ بیٹا

انا للہ۔ خدا حافظ و ناصر۔ بیٹا

حشر برپا ہے مینے میں قیامتِ قریب || باقرِ علمِ نبی کا دمِ حلتِ قریب
فاطمہ بیٹی ہیں سر کو وہ آفتِ قریب || روحِ شہیدِ تربتی ہے شہادتِ قریب
کُنہِ رونے کے لیے آل کے گھر آ پہنچا

اثرِ زہرِ دغا تا بہ جگر آ پہنچا

لو یہ کون آئے کہ رویت کو دمِ آنکھوں میں کا || کس کی تسلیم کو یہ ہاتھ اٹھا باقر کا
کون یہ نبی ہیں کرتی ہوئی آئیں جو کا || گھر میں سب نے لگے آل میں کہرام مچا

شہید و حیدر و زہرا و نبی روتے ہیں

اپنے پوتے کو حسین ابن علی روتے ہیں

غلّہ بے نیں ہوا اے سدھارِ باقر || اٹھ گئے رگشن ہستی سے ہمارے باقر
بستہ طوق و سلاسل کے دلا رِ باقر || روحِ شہید کا ہے نوحہ مریدِ باقر

زہر کس چال سے خدائے نے بھیجا افسوس

کٹ گیا میری طرح تیرا کلیجا افسوس

مادرِ جعفرِ صادق تھیں بچھیرے ہو بال || بین کرتے تھے تڑپ کر حرمِ نیک خصال
بی بیائیں دیتی تھیں پیرا جو لبدِ دلال || روتے تھے وہ جنہیں عاشور کا معلوم تھا حال

پر سا جو دیتے وہ مقتل میں پڑے سوتے تھے

طفل تک سیلیوں کے ڈر سے نہیں روتے تھے

ہائے وہ میراثِ مسموم وہ جعفر کا محسن ۥ ہاتھ سے باپ کو بیٹے نے دیا غسل و کفن
قبرِ اطہر کو ملا پہلوئے سجاد و حسن ۥ جانِ ذاکر کی ہو قربانِ شہِ نشہ دہن

کون قاتل میں اٹھاتا تین صد پاشِ حسین
اربعین تک ہی بے غسل و کفن لاشِ حسین

کون اُسے دفن کرے جس کا نہ بھائی نہ لیسپر ۥ کیا کفن دے وہ بہنِ جہین گئی جس کی چادر
کون دے غسل اُسے قیدِ جبر کا سب گھر ۥ ہائے وہ جلتی ہوئی ریت وہ جسمِ بے سر

سب لٹیرے تھے وہ سفاکِ زمن کیا دیتے
پیرِ بن لاش کا لوٹا تو کفن کیا دیتے

دفن کر کے جو بقیعے سے پھر اہلِ عزّا ۥ مرقدِ حضرت باقر سے اٹھا شورِ رُبا
روئے یہ کہہ کے گلے مل کے شہِ کربلا ۥ میرے اصفیٰ کے بھتیجے تری گردنِ کچا

اثرِ ظلم گلے سے یہ عیاں ہے اب تک
رسنِ ظلم سے چھلنے کا نشان ہے اب تک

میرے سجاد کے دلدارِ مہ پارے ۥ تم کو ثنا بازش کنہِ بچپن میں نہ ہمت ہارے
یوں بھلا کثرتِ اعدا نے تمہارے سارے ۥ حق تو صلوٰتِ پڑھے شمر طمانچے مارے

خُلد میں جا کے جو نانا کی زیارت کرنا
یہ کہ دھیان نہ اُمت کی شکایت کرنا

ہائے وہ میرتِ مسکوم وہ جعفر کا محسن ہاتھ سے باپ کو بیٹے نے دیا غسل کفن
قبرِ اطہر کو ملا پہلوئے سجاد و حسن جانِ ذاکر کی ہو قربانِ شہِ شہدہ دین

کون مقتل میں اٹھاتا تین صد پاشِ حسین

اربعین تک ہی بے غسل و کفن لاشِ حسین

کون اُسے دفن کرے جس کا نہ بھائی نہ سپر کیا کفن کے وہ بہن چھن گئی جس کی چادر
کون کے غسل اُسے قید ہو جس کا سب گھر ہائے وہ چلتی ہوئی ریت وہ جسم بے سر

سب لٹیرے تھے وہ سفاکِ زمین کیا دیتے

پیر بہن لاش کا لوٹا لو کفن کیا دیتے

دفن کر کے جو بقیعے سے پھر اہلِ عزا مرقہ حضرت باقر سے اٹھا شورِ رُبا
روئے یہ کہہ کے گلے مل کے شہِ کربلا میرے اصغر کے بھتیجے تری گردن کچلا

اثرِ ظلم گلے سے یہ عیاں ہے اب تک

رسنِ ظلم سے چھلنے کا نشان ہے اب تک

میرے سجاد کے دلدارِ مہِ پارے تم کو تشاباش کہ بچپن میں نہ بہت ہارے
یوں بھلا کُشفِ اعدائے تمہارے سارے حق تو صلوات پڑھے شہرِ طہانے مارے

خُلد میں جا کے جو نانا کی زیارت کرنا

یہ کہ دھیان نہ اُمت کی شکایت کرنا

شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

قولِ صادقؑ ہے دلِ سگلامانِ حسین | جو بھی غم میں مرداد اے کرے شیونِ شین
یا رُلانے کو پڑے حالِ امامِ کونین | یا ہو صورتِ یہ اظہار کہ دل بے چین

اجرِ عرفانِ امامت بہ یقین بخشیں گے

میرے نانا اُسے فردوسِ بریں بخشیں گے

اس روایت کا مجھوں میں ہوا جب چچا | جا بجا ہونے لگی مجلسِ شبِ تیرہا
اپنی کفشنوں کو جہاں چھوڑتے اہلِ عزّا | بیٹھ جاتے تھے وہاں چپکے سے آکر مولا

بار بار دیکھے گئے بزم میں غمِ خواروں کی

صاف کرتے ہوئے تعلیمِ عزاداروں کی

ان مجالس کے جو منصور کو پہنچے اخبار | جذبہٴ قتلِ شہِ پاک ہوا پھر بیدار
جلوہ گر آپ تھے اک حُجّرمیں اور چاندِ انصار | آگ لگوا دی وہاں چاروں طرف اک بار

چم گیا غلِ پسرِ صاحبِ معراجِ جلا

ہائے گھرِ فاطمہ کا تسیری بار آج جلا

شہادت امام جعفر صادقؑ

ہنس کے کہتی تھی مشیت کہ ارے اوجہ لاد | جہلیل ان کے ہیں آتش کو نہیں ان عناد
آگ یوں ہوتی جو سوزندہ اہل ارشاد | جلتے فیجے ہی میں رہ جاتے جھلس کر سجاد

خوابِ شہدائے شعلوں میں گزر کر لائیں

اپنے بیمارِ بقیعہ کو کمر پر لائیں

جیسے عابدِ محفوظ وہاں اور زینب | آج آئے گی اسی طرح نہ جعفر پہ عجیب
کچھ گئی آگ۔ مٹا رنج۔ ہوئی رحمتِ ب | بچ گئے حضرتِ صادقؑ بھی اور اصحاب بھی

حادثے ایک سے ہیں۔ فرق ہے تقدیروں میں

یہ چھپے غم سے۔ وہ جگر ٹپے گئے زنجیروں میں

آگ بجھ جانے کی حاکم نے خبر جبکہ سنی | مشتعل آتشِ بغض اور ہوئی۔ اور ہوئی
شہ کو انگوٹھ رسم آلود کی ڈالی بھیجی | چند دانے جو کیے نوش۔ قیامت آئی

خون کے ساتھ رگوں میں صفتِ سیل گیا

کل بدن میں اثرِ زہرِ دغا پھیل گیا

نبض بھی ڈوب چلی سانس بھی ہو لگی بند | روحِ احمد ہوئی غلگینِ خلافت خورند
شور تھا ہائے چلا کشتہ غم کا فرزند | بستہ طوقِ دلاسل کے جگر کا دلہند

سبزی زہرِ رنجِ پاک پہ جو چھاتی ہے

جانِ شبیر نے میراثِ حسنِ پائی ہے

سب عزیزوں کو کیا بہرِ وصیت جو طلب ۥ نزع کا وقت تھا منہ دیکھ کے نکلے سب
شہ نے فرمایا کہ ہم غلط سے جان کو ہی اب ۥ تم کو ملحوظ ہے طاعتِ خالق کا ادب

بس یہی سب کی معاون سرِ محشر ہوگی

یہ قضا کی تو شفاعت نہ میسر ہوگی

دوسرے یہ کہ ہے یادِ مرگ کی غزا ۥ غمِ شبیر میں جی کھول کے روتے ہنا
دیکھ کر ہوسنی کا ظم کی طرف پھر یہ کہا ۥ الفراق لے کر دلدارِ خدا کو سوچنا

لو بتول آئیں رسولِ الثقلین آ پہنچے

وہ علی آئے وہ شبیر وہ حسین آ پہنچے

اَسْلَام لے کر نانا مرگ ادا میں فدا ۥ اَسْلَام لے مری دادی جگر خیر و را
اَسْلَام لے ہر دمِ غمِ حسنِ سز قبا ۥ اَسْلَام لے شہِ مظلومِ غریبِ الغریبا

کہہ کے یہ اٹھ گئے دنیا سے ہمارے جعفر

ہائے شبیر کہا اور سہاڑے جعفر

فاطمہ کے پکاریں مری پیارے بیٹا ۥ بات بھی کرنے نہ پائے کہ سدھا کر بیٹا
سٹھا کر لال کا غم دم سے تمہارے بیٹا ۥ مجلسیں ہو گئی بیا کس کسہا لے بیٹا

لو غش آتا ہے سنبھالو مجھے سونے والے

الوداع لے کر مظلوم کے رونے والے

گھر میں کہرام مچا لٹ گیا زہر کا چمن | حضرت موسیٰ کاظمؑ نے دیا غسل کفن
روح جعفر نے کہا ہائے شریٰ شہدین | کیسی تدفین کہ رو بھی نہ سکی تم کو بہن

تھوڑی مہلت بھی جو بازو کی رس دکھتی

بھیک ہی مانگ کے نادار کفن دکھتی



سوز

ایران میں امام رضاؑ کا ورود

غل غم میں ہے رضاؑ آج یہاں آتے ہیں | صورت بد نہ شور اذان آتے ہیں
سر اٹھا کر ہوئے ماضی کے نشان آتے ہیں | ان کی دادی کا یہ میکا ہے جہاں آتے ہیں

نہ امارت نہ ریاست نہ سیاست آئے

ہاں قدم لینے کو۔ کسریٰ کی عدالت آئے

نور ہی نور ہے ظاہر ہو کہ ان کا باطن | ان پہ چولائے نہ ایمان وہ کب سے مومن
یہ بہ تائید خدا خلق خدا کے محسن | ہر مسافر کی حفاظت کو امامِ ضامن

اس کا امیب رکھو۔ ختم بلا۔ جادو بند

مل گیا ان کی ضمانت کا جسے بازو بند

شہادت جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

قتلِ کاظم کا دیا حکم جو عباسی نے | سر کھلے روضہ اقدس سے پیئر نکلے
مرتضیٰ آئے تڑپ کر جنتِ اشرف سے | بال بچھرائے خلیفہ کے محل میں پہنچے

خواب میں اُس نے شہِ عقدہ کشا کو دیکھا
اور روتے ہوئے محبوبِ خدا کو دیکھا

نیم خوابی میں محمد کی سنی یہ فریاد | کیا یہی میری رسالت کا صلہ ہے جلاد
ہو چکا ظلم سے اُنت کے مرا گھر برباد | کب تک آخر یہ ستم جھیلے گی میری اولاد

راحتیں سارے زمانے کی زمانے کے لیے
رہ گئی آلِ مری ٹھوکریں کھانے کے لیے

ظلم کیا کیا مری زہرا پہ ہوا۔ صبر کیا | سر پہ حیدر چلی تیغِ جفا۔ صبر کیا
میرے شبیر کو دیا زہرِ دغا۔ صبر کیا | میرے شبیر کا سر کاٹ لیا۔ صبر کیا

کیا اسی اجر کے قابل تھی ہدایت میری

سر باز اڑ بھرائی گئی عسرت میری

مضطرب ایک مدحی ہے مری نور العین || سو برس مری زہرا ہے لمحہ میں چین
خُلد میں بھی تھا قیامت کا پیا شیون و شین || روئے باقر و جعفر کو حسن اور حسین

ضبط کب تک غم اولاد کرے گی زہرا

عرش کا پنے گا جو فریاد کرے گی زہرا

لکھتے ہیں شہنشاہی و جانی تاریخ نوار || سُن فریادِ نبی آ یا شقی قتل سے باز
پھر بھی کرتا رہا کاظم یہ ستم کینہ ساز || ہائے وہ بے وطنی - فائدہ کشی - قیدِ دراز

بھوک اور پیاس میں اکثر نہ غذا پاتے تھے

تازیاں کبھی کھاتے کبھی غم کھاتے تھے

تنگ تاریک وہ حجرہ وہ محمد کا قمر || روشنی کا نہ جہاں دخل ہوا کانہ گزر
کبھی ہوتی تھی نہ شام اور نہ آتی تھی سحر || کُلقتیں شام کے زندانِ جفا سے بڑھ کر

واں ستم چند گرفتاروں پہ بٹ جاتے تھے

یہاں سب ایک ہی قیدی یہ ستم ڈھاتے تھے

گھل گیا سارا بدن اور پوٹے لاغر || دم سچہ جسدِ پاک نہ آتا تھا نظر
قید خانے میں جو آتا کوئی تازہ افسر || ہو کے حیران یہ کہتا کہ وہ قیدی کدھر

آدمی یاں کوئی بچہ نہ بڑا ہے دیکھو

پارچہ تو وہ مصلے پہ پڑا ہے دیکھو

بیکسی اُن کی رقم کرتے ہیں ایں حجر ۱۱ زہرِ سید اسکا مارا گیا جانِ شبیر
تین دنِ فرش پہ تڑپا یہ محمدؐ کا جگر ۱۱ بیڑیاں پہنے ہوئے قید سے نکلا مر کر

کلمہ گو بیٹھے ہے دفن کو حمال آئے

پہلِ بغداد پہ لاشے کو یونہیں ڈال آئے

اور بھی حکمِ ستار سے ڈھایا یہ غضب ۱۱ ایک تختے پہ رکھا لاشہ سلطانِ عرب
کھینچے پھرتے ہے کوچہ بہ کوچہ آجب ۱۱ فاطمہ روکے پکاریں یہ بصرِ رنج و تعب

ہائے تاریک ہے اب راجہاں نظروں میں

پھر گیا لاشہ مسلم کا سماں نظروں میں

شور و غلِ سن کے سلیمان محل سے نکلا ۱۱ حال تب موسیٰ کاظم کی شہادت کا سنا
اپنے بیٹوں کو ندادی کہ اسے تکتے ہو کیا ۱۱ چھین لولا لاشہ مولائے غریب الغریبا

جان پر کھیل کے تب اس کے جگر بندوں نے

لے لیا کا ندھوں پہ تابوت کو فرزندوں نے

شیر جو لٹ پڑے بھاگ گئے دشمن رب ۱۱ کی سلیمان نے منادی کہ غیور ایں عرب
ہائے مارا گیا وہ شاہِ بصرِ رنج و تعب ۱۱ جس کے مانا ہیں نبی موسیٰ کاظم ہے لقب

سن کے یہ آہوں کے نعرے جگر وں سے نکلے

سر کھلے شہ کے عزادار گھروں سے نکلے

غسلِ میت کو جو تختے پر اُٹائے گئے منشاہ
 زیرِ طبوس تھی زلداں کی نشانی ہمراہ
 ہائے وہ طوقِ گراں اور وہ زنجیرِ آہ
 جسمِ مردہ کے زیرِ لور ہیں شقاوت کے گواہ

لوگ کہتے تھے مسلمان وہ شقی کیسا ہے

جس نے زنجیروں میں لاشے کو جکڑ رکھا ہے

قبرِ کھودی گئی کفنائے گئے شاہِ حجاز
 سب جہتوں نے طرعی تشریفِ جناح کی نماز
 اک جوانِ مدنی جس کے تھا لہجے میں گداز
 وضع میں قطع میں اولادِ نبی کے انداز

سب نے دیکھا کہ وہ منعم آنسوؤں دھوتا ہے

دمِ بدم وَا بَئِسا کہتا ہے اور روتا ہے

کبھی سر پہٹ کے کہتا ہے بصدآہ و بکا
 ہائے پردیس میں کی دلبرِ جعفر نے قضا
 مل گیا غسل و کفن شکرِ خدا یا تیرا
 وائے بر غریت و بے یاری شاہِ شہدا

سنگِ دل شام کے سفاکِ زمین کیا دیتے

بہرینِ لاش کا چھینا تو کفن کیا دیتے

لاشِ تربت میں آمادی تو لبِ شہیدانِ شین
 کسی بی بی نے کہا ہائے مر نور العین
 اُس کو دیکھانہ کسی بھی سنے سربِ زمین
 اے مر کے کاظمِ مظلوم عزادارِ حسین

یاد میں پیاسوں کی منہ اشکوں کے دھونے والے

الوداع لے مرے شبیر کے رونے والے

غسل میت کو جو تختے پر اتارے گئے شاہ
 ہائے وہ طوقِ گراں اور وہ زنجیرِ آہ
 جس نے زنجیروں میں لاشے کو جکڑ رکھا ہے
 لوگ کہتے تھے مسلمان وہ شقی کیسا ہے

تبر کو دی گئی کفنائے گئے شاہِ حجاز
 اک جوانِ مدنی جس کے تھالچے میں گداز
 سب نے دیکھا کہ وہ منہ آنسوؤں دھوتا ہے
 دم بدم وَا بَتَا کہتا ہے اور روتا ہے

کبھی سر پہٹ کے کہتا ہے بھڑا ہویکا
 مل گیا غسل و کفن شکرِ خدا یا تیرا
 سنگِ دل شام کے سفاکِ زین کیا دیتے
 پیرہنِ لاش کا چھینا تو کفن کیا دیتے

لاشِ تربت میں آمادی تو لبِ شہیدان
 اُس کو دیکھا نہ کسی نے بھی سنے سب یہ بین
 یاد میں پیاسوں کی منہ اشکوں سے دھونے والے
 الوداع لے مرے شبِ تیر کے رونے والے

الوداع لے مرے شبِ تیر کے رونے والے

شہادت امام غریب الغربا علی بن موسیٰ الرضا

تھا وہی عالم غربت میں رضا کا عالم | کر بلا میں جو شرِ کربِ بلا کا عالم
وہی تسلیم وہی صبر و رضا کا عالم | وہی تسبیح وہی ذکرِ خدا کا عالم

نقشِ توحید کو اس طرح مٹایا جائے

زہر اور ساقی کو شر کو پلایا جائے

گو بہت دُورِ وطن سے تھے حسین ابنِ علی | تھانہ غمِ خوار بھی اُن کا دمِ آخر کوئی
رونے والے تو مگر اُن کے تھے موجود کئی | سر کھلے ہی سہی مقتل میں بہن تھی تو سہی

مقاہتیں غم میں مرے جان کو کھو گئی بہن

فاطمہ لاش پہ اور ناتھے پہ روئے گی بہن

کشتہ زہرِ زمانے میں حسن بھی تھے مگر | نزع میں زانوئے شبیر پتھان کا سر
بہنیں تسکین کو موجودِ تسلی کو لہر | اپنے سب اہلِ وطن نے غزنیا اپنا گھر

یاں وطنِ دُور بہن کے نہ کوئی بھائی ہے

نزع کا وقت ہے اور عالمِ تنہائی ہے

وارثِ مابروشا کرتے جو فی بے فنا || موت سمجھتا نہ ہراس اور نہ غم زیرِ جفا
پھر بھی احساسِ غربت کے عجب عالم تھا || یاد آتا تھا غریبِ اوطانی میں کیا کیا

کبھی شبیر کے روضے پہ نظر جاتی تھی

کان میں ہائے حسینا کی صدا آتی تھی

کبھی دادا کے نجف میں تھا کلیدِ پامال || کبھی دادی کے بقیعے کی جدائی میں ٹھہرا
کبھی بغداد میں بابا کی لمحہ پر کچھ حال || کبھی روضے سے ہمیر کے پھڑنے کا ٹال

درو دیوارِ مدینہ کبھی یاد آتے تھے

ہائے نانا کا وطن کہہ کے ٹرپ جاتے تھے

شکل دیکھی تھی نہ پردوں میں جس بیٹے کی || اُس کی تصویر بھی رہ رہ جگر ملتے تھی
دل میں اراں تھے نگاہوں میں غمِ لایسی || موت شہرِ رگ کے قریب اور بہت دُور تھی

یادِ فرزندِ دل زار کو ہر مساتی تھی

جیسے صغرا شہِ مظلوم کو یاد آتی تھی

دھیان آتا تھا کبھی کرب میں اُس خواہر کا || صورتِ زینبِ کبریٰ تھی جو بھائی پہ فدا
سوچتے تھے کہ وہ ہوتیں تو یہ اُن کے کہتا || ابھی کم سن بچہ تھا اُسے تم کو سونپا

سر پرست اُس کی تھیں میری جگہ پر اب ہو

یہ سمجھنا کہ یہ سجاد ہے تم زینب ہو

شہادت امام محمد تقی علیہ السلام



قید ہو کر چلے شہرِ مدینہ سے تقی ۱
لے چلے باندھ کے زنجیروں میں جلدی جلدی ۱۱
ظالموں کو تھاپہ ڈر۔ راہ میں روکے نہ کوئی
جہد کے دھننے پہ یہ کہنے کی بھی فرصت نہ ملی

دشمنِ جاں ہوئی بے وجہِ حذائی نانا

ظلم تو دیکھیے اُمت کے دہائی نانا

بضعہٴ قلبِ پیغمبر کی لحد سے گزرے ۱
رو دیے۔ عابدِ مضطر کی لحد سے گزرے ۱۱
یاس سے دیکھتے شہر کی لحد سے گزرے
آہ کی۔ باقر و جعفر کی لحد سے گزرے

آخری بار زیارت کی اجازت نہ ملی

ان مزاروں سے بھی رخصت کی اجازت نہ ملی

معاذِ فی الحجۃ کا مہینہ کہ ہوا جب سیتہم ۱
قید میں بزمِ سیا کر کے منائیں گے جو غم ۱۱
غم بیتھا۔ اب کی محرم کیساں ہوں گے ہم
طوق گردن میں ہے کس طرح کریں گے ہاتھ

یہ شقی لاکھ ہیں رونے پہ ایذا دیں گے

اپنی دادی کو تو ہر حال میں پُر سادیں گے

راہ میں تھے کہ محرم کا پڑا چاند نظر ۥ دل پہ وہ چوٹ لگی شمر کا جیسے خنجر
اُگیا یاد وہ مظلوم وہ کنبہ وہ سفر ۥ دیکھ کر چاند وہ صابر کی دعا رو رو کر

راہ میں اپنی یہ توفیق عطا کر یا رب

تجھ پہ قربان ہو پہلے مرا اکبر یا رب

روئے روئے کبھی بھٹی تھی جوان کی بھکی ۥ جاگ اٹھتے تھے غم انگیزہ صدائیں شقی
ظلم ڈھاتے تھے کچھ ایسا کہڑپتے تھے تقی ۥ نازیانوں سے کبھی اور سانوں سے کبھی

صبر سے ظلم پر برب کشتہ غم سہتا تھا

آنکھ سے اشک تو پہلو سے لہو سہتا تھا

راتے بھر نہیں کرتے ہوئے مظلوم کو یاد ۥ مٹی محرم کی نوں جبکہ یہ پہنچے بغداد
تنگ نڈال میں ہوئے قید مثالِ سجاد ۥ آئی زہرا کی صدا میرے تقی جواد

میں ترے ساتھ ہوں کل شام کو پھر آؤں گی

کر بلا میں کبھی بغداد میں روجاؤں گی

ترب عاشور تھی وہ فرض تھی شبِ بیداری ۥ رات بھر اشک رہا دیدہ ترے جاری
تھا کبھی پیاسوں کا ماتم کبھی ذکرِ باری ۥ یادِ مظلوم میں وہ رات لبر کی ساری

صبح جب سوئے فلک آنکھ اٹھا کے دیکھا

تیس کشتوں کو مصلے پہ تڑپتے دیکھا

اس قدر رونے کہ اشکوں میں مٹی ہو اتر کر بلا ہی کے خیال آتے رہے پھر دن بھر
العطش کہتی ہے وہ چار برس کی دختر جاں بلب پیاس سے جھولے میں سے تنہا سا پہر

یادِ اصغر میں جو کھا کھا کے پچھاڑیں روئے

رو دیے غیر بھی جب مار کے دھاڑیں روئے

کون زندان میں اپنا تھا جو ان کو روتا بیکیسی لاشِ مظلوم پہ کرتی تھی بُکا
اُمّہ معصوم تو فردوس میں تھے محوِ عزا ایک بی بی کی یہاں آتی تھی پر دردِ صدا

لاش پر رونے کو بیٹا نہ کوئی بھائی ہے

ہائے بچے تجھے غربت میں اجل آئی ہے

یاں نہ مادر کے نہ بی بی ہے نہ بی بی نہ بہن لاش کو ڈھانکنے والا نہ کوئی مرد نہ زن
اب زندان کے نگہبان کا ہے دل دوسرا تھا وہ طفلِ مدنی جس نے دیا غسل و کفن

سرب نے دیکھا کہ وہ یوں روتا ہے مولا کے لیے

جس طرح روتا ہے بیٹا کوئی بابا کے لیے

قبرِ اطہر میں اتاری گئی جب لعشِ امام نور سے ہو گئی روشن لحدِ پاک تمام
پھر کیا روئے کہیں سے کسی بی بی کا کلام رونے والے مرے شبیر کے تجھ پر ہو سلام

خُلد سے سائے بزرگوں کو یہاں لائی ہے

دفن کرنے تری میت کو بتول آئی ہے